فتاوی علماء البلاد فی توحید الصوم والاعیاد

وحدتِ رمضان وعیدین

پر علماء کرام کی اتفاقِ رائے

تالیف

مفتی غلام قادر

استاد الحدیث و نگران

شعبہ تخصص و الافتاء جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ

موتمر المصنفین دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اَلسَّلَامُ عَلَيكُم وَرَحمَةُ اللہِ وبَرَکَاتُه

د حق په نشرولو کې زمونږ مرسته وکړئ او
په ټولنیزو شبکو کې راسره ملګري شئ

https://t.me/oqabijanan1

http://telegram.me/oqabijanan

https://www.facebook.com/oqabijananofficial/

https://www.facebook.com/oqabi1/

https://twitter.com/oqabiofficial

http://m.youtube.com/oqabijanan1

https://oqabijananofficial.blogspot.com/

oqabitalibjan@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب .... وحدت رمضان وعیدی

تالیف .... مفتی غلام قادر استاذ الحدیث ونگران شعبہ تخصص جامعہ دار العلوم اکوڑہ خٹک

اشاعت سوم .... 2015ء بمطابق ۱۴۳۶ھ

ناشر .... مؤتمر المصنفین جامعہ دار العلوم حقانیہ

تعداد .... گیارہ سو (1100)

قیمت ....

استدعا

پروردگار عالم کے فضل کرم اور مہربانی سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے، بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ اگلے ایڈیشن میں ازالہ کیا جائے گا۔ شکریہ رابطہ نمبر 0312-9773798

* مؤتمر المصنفین دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
* مکتبہ الغازی پی سٹیشن ڈاگ بیسود
* مکتبہ علمیہ جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک
* مکتبہ فریدیہ سردار پلازہ اکوڑہ خٹک
* مکتبہ رشیدیہ سردار پلازہ اکوڑہ خٹک
* مکتبہ بیت القرآن اکوڑہ خٹک
* مکتبہ الحرم اکوڑہ خٹک
* مکتبہ امیر معاویہ محلہ جنگی پشاور

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۹	ریڈیو،ٹیلفون،تار برقی	۴۳
۲۰	دارالعلوم حقانیہ کے علماء کرام کی تحقیقات	۴۵
۲۱	الدکتور الشیخ شیر علی شاہ صاحب کی رائے گرامی	۴۵
۲۲	الشیخ مولانا مغفور اللہ صاحب کی رائے گرامی	۴۷
۲۳	الشیخ مولانا عبدالحلیم صاحب کی رائے گرامی	۴۸
۲۴	جناب مفتی سیف اللہ صاحب حقانی کی رائے گرامی	۴۹
۲۵	مولانا نصیب خان صاحب کی رائے گرامی	۵۰
۲۶	مولانا حافظ شوکت علی صاحب کی رائے گرامی	۵۱
۲۷	مولانا محمد ابراہیم فانی صاحب کی رائے گرامی	۵۲
۲۸	دارالعلوم حقانیہ کا فتویٰ	۵۳
۲۹	شیخ عبدالسلام صاحب (بڈھ بیرہ) کی رائے گرامی	۵۸
۳۰	مولانا عبیداللہ صاحب چترالی (پشاور) کی رائے گرامی	۵۹
۳۱	جامعہ تعلیم القرآن والسنۃ (گنج) پشاور کا فتویٰ	۶۰
۳۲	مجلس علماء حیات آباد پشاور کا متفقہ فیصلہ	۶۱
۳۳	دارالعلوم احیاء الاسلام ریگی پشاور کی طرف سے اتفاق رائے	۶۲
۳۴	جناب قاضی حسین احمد صاحب امیر جماعت اسلامی کی رائے گرامی	۶۳
۳۵	مفتی عبدالمالک صاحب منصورہ لاہوری کا فتویٰ	۶۶
۳۶	پروفیسر سعید اللہ قاضی (پشاور یونیورسٹی) کی رائے گرامی	۶۶
۳۷	الشیخ راحت گل (پشاور) کی رائے گرامی	۶۷

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر

خلاصۂ وحدت رمضان وعیدین

نوٹ: صحت رمضان وعیدین کیلئے قضاء قاضی شرط نہیں ہے بلکہ رویئت ہلال شرط ہے۔

عالم اسلام کے مشاہیر مشائخ عظام اور جید وممتاز علماء کرام اور دور حاضر کے سکالرو محققین کی جملہ تحقیقات ومکتوبات اور آراء وفتاویٰ کا خلاصہ یہ ہے کہ جمہور علماء کے نزدیک اختلاف مطالع کا عتبار نہیں ہے، مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک ملت اسلامیہ کے رمضان اور عیدین وعرفہ کے دن ایک ایک ہے۔ یہ نہیں کہ عربوں کا عید وعرفہ الگ ہے اور عجموں کا الگ۔ جس ملک میں بھی شرعی ضابطہ کے مطابق رؤیت ہلال ثابت ہو جائے تو روزہ اور عید میں اس رؤیت پر دوسرے ممالک کا اعتماد درست ہے۔ ریڈیو جب کسی سرکاری نظم کا ماتحت ہو تو اسکی اطلاع اور خبر پر روزہ رکھنا اور عید منانا جائز ہے۔ ٹیلفون کی اطلاعات اگر اتنی کثرت سے ہو کہ خبر مستفیض کے درجہ تک پہنچ جائیں تو ٹیلفون کے خبر پر بھی روزہ رکھنا اور عید منانا صحیح ہے۔

غلام قادر عفی عنہ

خادم دار الإفتاء دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۳ جمادی الأولیٰ ۱۴۲۰ھ بمطابق ۱۵ اگست ۱۹۹۹ء

☆

☆☆☆

☆☆☆☆

گزارش

کتاب ہذا کے جملہ کرم فرماؤں کوخبردار کیا جاتا ہے کہ اس کتاب میں جتنے محققین علماء کرام کی آراء او فتاوی منقول ہیں یہ بعینہ وہی الفاظ ہیں جو انکے قلم سے ہمیں موصول ہوئے ہیں ہم نے انکے الفاظ میں کسی قسم کی ترمیم نہیں کی ہے تاہم بعض خطوط سے بلا فائدہ طول حذف کیا گیا ہے، اور ان علماء کرام نے جن کتابوں کے حوالے دیئے ہیں ان کتابوں کی فہرست آپ کے سامنے ہیں۔

(۱) تفسیر القرطبی
(۲) احکام القرآن
(۳) بخاری شریف
(۴) مسلم شریف
(۵) فتح الباری
(۶) عمدة القاری
(۷) شرح مسلم للنووی
(۸) تحفة الاحوذی
(۹) عرف الشذی
(۱۰) فتح الملهم
(۱۱) اوجز المسالک
(۱۲) تعلیق الصبیح
(۱۳) اعلاء السنن
(۱۴) معارف السنن
(۱۵) المغنی لابن قدامه
(۱۶) کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة
(۱۷) فتح القدیر
(۱۸) الدر المختار
(۱۹) رد المحتار
(۲۰) رسائل ابن عابدین
(۲۱) کنز الدقائق
(۲۲) تبیین الحقائق
(۲۳) البحر الرائق
(۲۴) فتاوی قاضی خان
(۲۵) فتاوی التتارخانیة
(۲۶) فتاوی نور الهدیٰ
(۲۷) طحطاوی
(۲۸) بدائع الصنائع
(۲۹) خلاصة الفتاوی
(۳۰) مجموعة الفتاوی

(۳۱) کنز الحقائق فی فقه خیر الخلایق

(۳۲) شرح بلوغ المرام

(۳۳) موسوعة جمال عبدالناصر

(۳۴) فقة السنة

(۳۵) المحلی

(۳۶) مواهب الجلیل

(۳۷) العلم المشور فی اثبات الشهور

(۳۸)مغنی المحتاج

(۳۹)کشاف القناع

(۴۰)الفقه السلامی وادلته

(۴۱) مراقی الفلاح

(۴۲) المجموع

(۴۳) ماہنامہ فکر ونظر اسلام اباد

(۴۴) فتاوی محمودیہ

۴۴) اسلام اور جدید دور کے مسائل

(۴۶) فتاوی دار العلوم دیوبند

(۴۷) کفایت المفتی

(۴۸)هدایة المجتهد

(۴۹))القوانین الفقهیة

(۵۰)القوانین الفقهیة

(۵۱) الشرح الصغیر

(۵۲))شرح الطائی

(۵۳)الانصاف

(۵۴) کتاب ابو العلاء المصری

(۵۵)مجلة البحوث الاسلامیه

(۵۶)اخبار العام الإسلامی

(۵۷)هدی الإسلام اردن

(۵۸)نیل الاوطار

(۵۹) کتاب ابو العلاء المصری

(۶۰) رؤیت ہلال کی شرعی تحقیق

(۶۱) درس ترمذی

(۶۲) احسن الفتاوی

(۶۳) امداد الفتاوی

(۶۴) امداد المفتیین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف آغاز

از استاذ محترم حضرت العلامہ مولانا سمیع الحق صاحب حفظہ اللہ

مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، جنرل سیکرٹری، جمعیت علماء اسلام پاکستان

باسمہ تعالیٰ

الحمد لحضرت الجلالة والصلاة والسلام وعلیٰ خاتم الرسالة و بعد

اسلام ایک عالم گیر مذہب ہے سب سے زیادہ انصاف اور سب سے زیادہ اعتدال اسلام ہی سے پوری دنیا کو مل سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دانشور کہتے ہے کہ قران خدا کا قول اور کائنات خدا کا فعل ہے۔ لہذا قول و فعل میں تضاد کیسے ہوگا۔ چنانچہ موجودہ دور میں اور فطرت سے ہم آہنگ اور قریب ترین مذہب صرف اسلام ہی ہے۔ جس میں ہر دور اور ہر زمانے کے مسائل کچھ عرصہ سے عوام اور خواص کا مرکز توجہ بنے ہوئے ہیں اور جمہور مسلمین ان کے بارے میں علماء کا متفقہ فیصلہ اور شریعت کے بے غبار حکم معلوم کرنے کے لئے بے تاب ہے۔ ان میں ایک رؤیت ہلال کا مسئلہ بھی ہے کیونکہ اس کے ذریعہ ایک ایسی عبادت سامنے آتی ہے جا عالمگیر پیمانہ پر ہر سال مہینہ بھر ادا کی جاتی ہے۔ اور بقول ابوالحسن علی ندوی دو ایسی خوشیاں جن کا تعلق دو ایسے دنوں سے ہے جن سے بڑھ کر ملی تقریبات اور جشن عام مسلمانون میں نہیں پائی جاتے اور جن میں شرکت کرنا ہر مسلمان خواہ بڑا گنہگار کیوں نہ ہو، اپنا فرض اور حق سمجھتا ہے۔ چونکہ سال میں ۳ مواقع پر ہلال کی ضرورت زیادہ محسوس کی جاتی ہے چنانچہ خوشی کے ان تین بڑے موقعوں میں سب کی نظر علماء کرام پر پڑتی ہے۔ متفقہ فیصلہ نہ

ہونے کے باعث بعض ناسمجھ علماء کو اعتراضات کا نشانہ بنا کر انکو موجودہ دور کے مسائل کے حل کرنے کی صلاحیت سے عاری سمجھنے لگتے ہیں جیسا کہ تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی ایسے مواقع آئے اور ماہرین فن وعلم نے سستی وکاہلی سے کام لیا تو نتیجۃً الحاد اور لادینی واخلاقی تنزل کا دروازہ کھل گیا چنانچہ لوگ علماء وقت سے بدظن ہو گئے اور انہوں نے انکا انتظار کئے بغیر اپنا کام شروع کیا اب جبکہ وہ وقت آج بھی ہے۔پوری میڈیا اور مواصلات باقاعدہ اسلام کے خلاف برسرعمل ہے۔اسلام کے خلاف صیہونی تحریکیں یہودی لابیوں کی محرک تنظیمیں اور پھر انٹرنیٹ اور ڈش کی یلغار نے تو مسلمانوں کو اپنے دین کی سمجھنے سے ایسا باز رکھا ہے کہ فرصت ہی نہیں ملتی۔باوجود ان تمام مفاسد کے پھر بھی اسلامی ملکوں میں ایک ہی دن پر عید منانے اور روزہ رکھنے کی تڑپ محسوس کی جارہی ہے۔

یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ پوری اسلامی برادری میں جس حد تک شرعی اور جغرافیائی حد تک ممکن ہو اور گلوبل کے موافق ہو ایک ہی دن میں عید اور ایک ہی دن میں روزہ رکھنا اسلامی اقدار کو آگے لانے میں بے حد مفید ثابت ہو جائیگا۔مشرق ومغرب کا وہ تصور جو آج ہمیں ملتا ہے کہ پوری دنیا کے اندر واقع تمام حدود میادین پہاڑ وریگستان سمندروں اور جنگلوں کے نقشے بنائے گئے،لکیریں کھینچی گئیں،انچوں میں زمین ناپی گئی، زمین کا وزن کیا گیا گولائی پر بحث کی گئی،رفتار وتبدیلی سے اوقات کے پیمانے بنائے گئے اور بے مثال آلے سامنے لائے گئے جن میں شک کی گنجائش بھی نہیں یہ تصور پہلے نہ تھا اور مغرب میں یورپ اور مشرق میں چین کو دنیا کا آخری حصہ کہا جاتا تھا اسلیئے منتہائے چین کو مشرق اقصیٰ اور مراکش وغیرہ شمالی افریقہ کے ملکوں کو مغرب اقصیٰ کہتے تھے۔آج دنیا ربع مسکون نہیں رہی بلکہ امریکہ،کنیڈا،آسٹریلیا جیسے ممالک نمودار ہو کر مسکونیت کے رقبہ اور اس

کے تناسب کو بڑھا دیا ہے۔علاوہ ازیں موجودہ دور میں امتِ مسلمہ کی وحدت کی بڑی ضرورت ہے۔مسلمانوں کواگراسلام کے ایک جھنڈے کے نیچے جمع کرنے کا موقع نہ دیا گیاتو اس ذمہ داری پوری امت پرآسکتی ہے خصوصا علماء اس کے بڑے ہی ذمہ دار سمجھے جائیں گے۔چنانچہ جامعہ ازہر کے کلیۃ الشریعۃ میں شرعی فلکیات کی مجلس نے بھی ایک فتویٰ میں اسکی تصدیق کی کہ اس بات کا شرعی طور پراور فلکیات حساب کی رو سے امکان موجود ہے کہ اسلامی مہینوں کی پہلی تاریخوں میں تمام اسلامی حکومتوں میں وحدت قائم کردی جائے۔

اس سلسلے میں رابطہ عالمی اسلامی نے عملا پیش رفت کا فیصلہ کیا۔چنانچہ تقریبا کئی پہلے مکہ مکرمہ میں ایک رصدگاہ تعمیر کا عندیہ دیا گیا۔یہ اب بن چکی ہوگی اور اس پر تقریبا ریال کا خرچہ بھی ہو چکا ہوگا۔آج جس طرح مکہ مکرمہ میں توقیت اور تقویم کی وحدت کیلئے کوشش کی جارہی ہے۔برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں خصوصا علماء حضرات کواس ضمن میں مثبت قدم اٹھانا لازمی ہے۔اب ضرورت اس امر کی ہے کہ علماء کرام خواہ وہ جس مسلک سے بھی تعلق رکھتے ہوں ایک معتدل رائے کومنتخب فرما کے اس مسئلے کوحل کرائیں۔کیونکہ باقاعدہ ہر مسلک ومذہب کی کتابوں اور بنیادی ماخذ میں اس کی نشاندہی کی گئی ہے۔چونکہ زمین گول ہے جو چاند کے مقابلے میں (۸۴) گنا زیادہ حجم رکھتا ہے اور دونوں کے درمیان تقریبا ۲ لاکھ ۴۰ ہزار میل فاصلہ بھی ہے۔یہ وجہ ہے کہ زمین پر بیک وقت چاند نہیں دیکھا جاسکتا۔جس علاقے پر چاند کا نکلنا یا ظاہر ہونا دیکھا جائے وہ علاقہ مطلع کہلاتا ہے۔پس مطالع بھی جغرافیائی لحاظ سے الگ الگ ہوں گے۔دیکھنا یہ ہے کہ اس مسئلہ میں مطالع کے اختلاف سے کچھ اثر پڑسکتا ہے یا نہیں۔کیا اسلام میں کوئی ایسا حل ہے جو ایسی نظیر پیش کرے جو متقدمین کی کتابوں میں ایا ہے کہ مطالع کا اختلاف معتبر نہیں اس سلسلہ میں اگر معتدلانہ انداز

سے غور کیا جائے تو مندرجہ ذیل وضاحت سامنے آجائے گی۔

(۱) حنفی مذہب: کی مشہور کتاب ''الدر المختار شرح تنویر الابصار'' میں باقاعدہ آتا ہے کہ اختلاف مطالع (یعنی ہر جگہ الگ الگ مطلع چاند پر الگ الگ حکم دینے کا فیصلہ) معتبر نہیں اور اہل مشرق اہل مغرب کی رؤیت کے پابند ہوں گے اکثر مشائخ نے اسی رائے پر فیصلہ دیا ہے۔

(۲) مالکی مذہب: کی مشہور کتاب ''مواهب الجليل'' میں خطابؒ نے لکھا ہے کہ مشہور مذہب یہ ہے کہ رمضان کے ثبوت کا حکم ہر اس شخص کیلئے ہوگا جس تک یہ حکم ہو جائے۔ چنانچہ اس سے بھی معلوم ہوا کہ دور اور قریب کے علاقون حکم یکساں رہے گا۔ یہ ان کی مشہور رائے اور مفتی بہ قول ہے۔

(۳) شافعی مذہب: کے متعلق ''كتاب العلم المنشور في اثبات الشهور'' میں علامہ تقی الدین السبکی نے لکھا ہے کہ یہ قول کہ ہر علاقہ مطلقاً اپنی رؤیت کا پابند ہے ضعیف ہے۔

(۴) حنبلی مذہب: میں بھی اس کا اعتبار نہیں۔ کیونکہ مشہور زمانہ کتاب المغنی میں ابن قدامہ نے یہاں تک لکھا ہے کہ جب ایک شہر (علاقے) کے لوگوں نے چاند دیکھ لیا تو تمام علاقوں کے لوگوں پر روزہ لازم ہوگا۔

تمام مسلمانوں میں ایک ہی دن پر روزہ اور ایک ہی دن پر عید ہونے سے مسلمانوں کی منتشر صفوں میں اتحاد پیدا کرنے والی قوت ابھرے گی۔ چنانچہ آج جزوی طور اس وحدت پر عمل بھی ہو رہا ہے۔ هدى الاسلام (اردن) رجب ۱۳۹۴ء کی اشاعت میں باقاعدہ آیا ہے۔ کہ سنگاپور، ملایا اور انڈونیشیا کے

علماء کے فیصلے کے مطابق ان تینوں ملکوں میں ہمیشہ ایک ہی تاریخ کو رمضان اور عید الفطر منائی جایا کرے گی۔

اخبار العالم الاسلامی ۱۹ مئی ۱۹۷۴ء کی اشاعت میں یہ خبر بھی تھی کہ تھائی لینڈ کے مسلمان رؤیت ہلال میں مکہ مکرمہ کا اتباع کرتے ہیں، بنکاک میں سعودی عرب کے سفارتخانے سے رجوع کیا جاتا ہے اور مکہ مکرمہ کا تار وصول ہونے پر رؤیت کا اعلان کر دیا جاتا ہے یہ ان مملک کی خبریں تھیں جو اسلامی دنیا کے عین مشرق کے سرے پر واقع تھیں۔

آج جبکہ پاکستان پر پوری دینا کی نظریں مرکوز ہیں ایٹمی طاوقت کے حوالے سے نیو ورلڈ آرڈر میں بھی کپکپاہٹ محسوس کی جارہی ہے۔ پوری عالم اسلام میں اسے عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جارہا ہے۔ اس لئے کی اس ملک میں اسلامی اقدار کے کچھ نہ کچھ نقشے اب بھی موجود ہے۔ جب بھی ملک پر مغربی طاقت کا دباؤ سامنے آیا دینی مدارس سے اسکے خلاف بھرپور عزم کا اظہار کیا گیا۔ ایٹم بم کے دھماکے کرنے سے پیشتر یہاں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی طرف سے مفتی حضرات نے ایک جامع فیصلہ سنایا۔ اس فتویٰ میں دھماکہ کرنے اور سی ٹی بی ٹی پر دستخط نہ کرنے کو اسلام کے مطابق قرار دیا گیا تھا چنانچہ پوری دنیا میں اس فتویٰ کی گونج سنی گئی۔ مغربی ذرائع ابلاغ نے اس پر یکطرفہ تبصرے بھی کیئے آج ایک بار پھر امت مسلمہ کے اس اہم مسئلہ کو حل کرنے کے لئے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نے پہل کی ہے۔ زیر نظر کتاب جس میں پوری دنیا کے چیدہ چیدہ اداروں اور علماء کرام محققین اور دانشوران سے رائے لی گئی ہے۔ قران وسنت کی روشنی میں ان سے اس مسئلہ پر حل طلب کر کے اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ یہ دارالعلوم حقانیہ کی ایک شان ہے کہ ایک وقت میں درس وتدریس پر بھی نظر رکھتا ہے اور دوسری طرف اسلام کی دفاعی جہت کو بھی مرکز

نظر رکھتا ہے۔اس سلسلے میں خاص طور پر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے فاضل مدرس اور نوجواں سال مفتی اور شعبہ تخصص فی الفقہ والافتاء کے نگران مولانا مفتی غلام قادر صاحب کی شب وروز کی محنتیں قابل ذکر ہیں جنہوں نے باقاعدہ اس مسئلہ میں پہلا قدم اٹھایا اور امت کے اس دیرینہ تڑپ کو محسوس کرکے علمی کام کا آغاز کیا۔ان کے ساتھ ساتھ ادارہ کے دیگر مفتی حضرات اور علماء کرام کی جدوجہد بھی قابل صدستائش ہے جنہوں نے باقاعدہ اس مسئلے کے حل میں بے حد محنت فرمائی۔

چنانچہ یہ کتابی تحفہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔امید ہے آپ اسے پڑھ کر ہمارے ساتھ اتفاق فرمائیں گے۔اور شانہ بشانہ اس مسئلہ کے حل میں ہر ممکنہ تعاون فرمائیں گے۔

سمیع الحق عفی عنہ

☆

☆☆

☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الأھلۃ لمواقیت الناس و الصلوۃ و السلام علی رسولہ کافۃ للناس :أما بعد!

زیر نظر تحقیقی کتاب جو کہ عالم اسلام کے اس دیرینہ مسئلے کے حل کی ایک کاوش ہے جس میں عام ور پر مسلمان آس میں عید و رمضان کے حوالے سے مختلف نظر آ رہے ہیں اور بہت عرصے سے اس کے حل کے لئے مختلف جہتوں اور حلقوں کی طرف سے کوششیں کی بھی گئیں اب جبکہ یہ مسئلہ ایک گھمبیر شکل اختیار کر چکا ہے اور خواص و عوام اس بابت ایک ہی سوچ رکھتے ہیں کہ اس کا آخری حل کیا ہوگا؟

اس ضمن میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نے تاریخی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے ایک مثبت اور معقول قدم اٹھایا ہے۔ واضح رہے کہ دارالعلوم حقانیہ ۱۹۴۷ء سے کام کرتا رہا ہے۔ اس کے بانی حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب نور اللہ مرقدہ جنہوں نے دیوبند سے فراغت حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم دیوبند میں بھی علوم اسلامیہ کے پھیلانے کا کام شروع فرما کر تدریس کا آغاز یا اور یوں فیض کے چشمے پھوٹتے گئے۔ پھر پاکستان بنا اور مخلصین کی آرزو رنگ لائی اور دارالعلوم حقانیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ علوم حقانیہ پھیلانے اور تحریر و تقریر کے ذریعے اسلام کی حقانیت پوری دنیا کے سامنے پیش کرنے میں اس جامعہ کا انداز بے حد منفرد، نرالا اور انوکھا ہے۔ شاہراہ جہاد پر واقع اس جامعہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اسکی پیشگی خوشخبری شہدائے بالاکوٹ نے اس شاہراہ پر سے گزرتے ہوتے عملی مہک محسوس کر کے دی۔ جنگ اکوڑہ میں سکھوں کی شکست دراصل یہی ایک عملی جہاد ادارے کی بنیاد کی باعث بنی۔ ہزاروں مفتی، متکلم، محدث، مفکر، سیاستدان آہنی انسان اس ادارے سے نکل

آئے۔اس ادارے نیت ہر آڑے وقت میں مسلمانوں کی قیادت کی۔ جہاد افغانستان کے حوالے سے اسکی شاندار کامیابی اظہر من الشمس ہے۔

''دارالعلوم حقانیہ دیوبند کا بیٹا ہے'' یہ جملہ حکیم الأمت حضرت مولانا قاری طیبؒ کا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد اسلامی شیرازہ کو بکھیرنے سے بچانے میں بے حد اہم کارنامے سرانجام دیے۔ پھر تحریک ریشمی رومال کا واقعہ بھی عجب داستان ہے۔اسارت مالٹا بھی جہاد کا ایک وسیع عمل ہے اور پھر وہ دن بھی آیا کہ پوری یورپی برادر نے پورے عالم اسلام اور خصوصا پاکستان کو دوستی شکنجے میں جکڑنے کا پروگرام بنایا۔ ہندوستان نے پندرہ ایٹمی دھماکے کر کے دہشت کا درازہ کھولا۔ پوری دنیا حیران تھی کے کیا ہوگا مگر سب سے پہلے اس جامعہ کے دارافتاء سے ایک وسیع فتوی جاری ہوا کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط شرعاً درست نہیں۔ چنانچہ جامعہ کی اس جرأت مندانہ پالیسی نے حکومت کو بھی جرأت مندانہ پالیسی اپنانے پر امادہ کیا۔ عالمی ذرائع ابلاغ نے اس فتوی کو بڑھ چڑھ کر پیش کیا اور اس کے بعد محسوس ہوا کہ دارالعلوم حقانیہ ملک کی مسائل پر بھی گہری سوچ رکھتا ہے ہر آڑے وقت میں اس جامعہ کے جرأت مندانہ فیصلے ملک کی وقار کو چار چاند لگانے میں پیش رفت ثابت ہوئے یہی وجہ ہے کہ اس کی بے پناہ علمی کارناموں کی بدولت نے پشاور یونیورسٹی نے اس کے عظیم بانی اور درویش صفت محدث کبیر ''شیخ عبدالحق'' کو اعزازی P.hd کی ڈگری دی اور اس جامعہ کو The greatest Institue of Learning کا خطاب دیا۔

موجودہ دور میں جب کہ امت مسلمہ کا شیرازہ بکھر رہا تھا، دوسری جنگ عظیم کے بعد مسلمانوں کو انتقام کونشانہ بنایا تھا، مغربی جارحیت اور یہودی پروپیگنڈے نے مسلمانوں

کے اندر اتفاق کی زنجیریں کاٹ دی۔ بعض حلقوں سے یہ اعتراضات بھی موصول ہو رہے ہیں کہ مسلمانوں میں اتفاق پورے حیاتیاتی ڈھانچے میں تو دور کی بات ہے، ان کی عیدیں اور روزے بھی جدا جدا ہے، ایک ملک میں ۴، ۴ یا زیادہ عیدیں ہوتی ہیں۔ یہ مسئلہ جامعہ نے بھی محسوس کیا دارالافتاء میں خدمات انجام دیتے ہوئے بطور ایک مدرس میں نے بھی اسے محسوس کیا نہ صرف اب بلکہ کئی سالوں سے میں یہ محسوس کرتا رہا۔

چنانچہ جامعہ کے مدیر و مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اور دیگر حضرات سے رابطہ قائم کیا انھوں نے سرپرستی فرمائی اس کا اغاز ہوا اس سلسلے میں جو اقدمات کئے گئے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) یہ بابت کہ اختلاف مطالع کی شرعی حثیت کیا ہے نیز دور حاظر میں اگر پوری ملت اسلامیہ کی یکجہتی کی خاطر اور ''وحدت عیدین ورمضان'' اس اختلاف کا اعتبار کیسا ہے؟

(۲) استفتاء یعنی فتوی طلبی کا عمل شروع کیا۔ احقر نے ملت اسلامیہ سے رابطہ قائم کیا بذریعہ خط و کتابت افغانستان، ہندستان، عراق، اردن، شام، مصر، الجزائر، لیبیا، سعودی عرب، ملایشیا، انڈونیشیا وغیرہ کے علماء اور مفتی صاحبان سے رائے طلب کی۔

(۳) اندورن پاکستان بھی علماء کرام سے رابطہ قائم کیا۔ کسی سے بذات خود ملاقات کر کے بحث کی، کسی سے بذیعہ خط وتحریر رائے طلب کی چنانچہ کراچی، ملتان، لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی، چکوال، اسلام آباد، کیملپور، بلوچستان، ڈیرہ اسماعیل خان، بنوں، پشاور، سوات، دیر وغیرہ کے مدارس و دیگر علماء ومفتیان حضرات سے استصواب رائے کیا۔

(۴) اس مسئلہ میں ہر مکتب فکر کے علماء و دانشوران قوم سے رابطہ قائم کر کے رائے لے لی گئی۔

(۵) مختلف جرائد میں اس پر تحقیقی مضامین بھی دیئے گئے۔لہذا اخبارات کی شہ سرخیوں میں بھی اس کا حوالہ دیا گیا تا کہ تمام حضرات اس مسئلہ سے آگاہ ہو جائیں، چنانچہ اکثر و بیشتر لوگ اس مسئلہ سے واقف ہو گئے خصوصاً علمی حلقے اس وضاحت سے آگاہ ہو گئے اور انھوں نے اس کوشش کو سراہا بھی۔سب نہایت خوش ہوئے اور انہوں نے تقریباً ایک ہی خواہش ظاہر کی کہ "کاش تمام مسلمان ایک ہی وقت میں عید منائیں اور روزہ رکھیں" اس سلسلہ میں یہ کتاب لکھی گئی ہے۔امید ہے آپ حضرات امت مسلمہ کے اتحاد اور یک جہتی میں ہمارے ساتھ تعاون فرما کر مثبت قدم اٹھائینگے رویت ہلال کے بارے میں بندہ کی کاوش تحقیق سادہ انداز میں آپ حضرات کے سامنے ہے۔

اس کے آخر میں دارالعلوم کے استاذ و مفتی مولانا مختار اللہ صاحب کا مقالہ بھی شامل کیا گیا ہے جو مسئلہ زیر بحث میں مکمل تائید کر رہا ہے۔نیز اعیان علم و فضل اور مشاہیر علماء مفتیین اور دانشور حضرات کی تائیدی خطوط اور فتاویٰ بھی شامل ہے۔

از

مفتی غلام قادر عفی عنہ

نگران شعبہ تخصص والافتاء

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

☆

☆☆☆

☆☆☆☆

﴿چاند کی رفتار﴾

چاند کی رفتار معلوم کرنے کے لئے نہ تو سائنسی آلات کی ضرورت ہے اور نہ جدید تحقیق کی ۔بس تھوڑی سی محنت کر کے آپ بھی اسے معلوم کر سکتے ہیں سورج اور چاند دونوں تمام ستاروں اور سیارات کی طرح آسمان کے خلاؤں میں سفر کر رہے ہیں ۔مگر چاند کی رفتار سورج سے کس قدر کم ہے ۔واضح رہے کہ ۲۴ گھنٹوں یا ایک دِن رات میں چاند تقریبا ۵۰ منٹ سورج سے تاخیر کر کے مقررہ فاصلہ طے کر کے مستقر تک پہنچتا ہے۔

چاند کی رفتار معلوم کرنے کا طریقہ:۔

اگر آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ چاند کس رفتار سے چل رہا ہے تو قمری مہینے کی آخری ۳ راتوں میں سحری کے وقت مشرق کی طرف چاند کے طلوع کا وقت دیکھ لیں ۔وہ اس طرح کہ پہلی رات کو مذکورہ وقت پر دیکھ کر نوٹ کیا۔ دوسری رات کو نوٹ کیا۔تو دونوں میں تقریبا ۵۰ منٹ کا فرق آئیگا۔ وہ یہ کہ چاند بھی رات کے مقابلہ میں (۵۰) منٹ کی تاخیر سے طلوع ہوا۔اب ان (۵۰) منٹوں کو (۲۴) گھنٹوں پر تقسیم کریں ۔تو جواب (۲) منٹ اور چند سیکنڈ آتے ہیں چنانچہ معلوم ہو جائیگا کہ ہر گھنٹہ میں سورج چاند سے (چاند سورج سے) ۲ منٹ اور چند سیکنڈ کے فاصلہ پر پیچھے رہتا ہے۔اسی تاخیر قمری کی وجہ سے قمری سال شمسی سال سے تقریبا ۱۱ دن کم ہوتا ہے چنانچہ شمسی سال (۳۶۵) دن کا ہوتا ہے اور قمری سال (۳۵۴) دن کا ہوتا ہے۔

چاند کیسے دیکھیں گے؟

چاند دیکھنے کے لئے نہ تو کسی شرعی دلیل کی ضرورت ہے اور نہ کسی خاص شخص کی ہر انسان جو بینا ہو پہلی رات کا چاند دیکھ سکتا ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ چاند ابتدائی دو دنوں غائب

ہوتا ہے۔ حالانکہ ہر روز چاند آسمان کے اُفق میں ہی ہوتا ہے لیکن زیادہ باریکی کی وجہ سے اکثر لوگوں کی نظر نہیں آتا۔

چاند نظر نہ آنے کی چند وجوہات:۔

چاند نظر نہ آنے کے چند وجوہات ہیں جو یہ ہے:۔

(۱) یہ کہ ہم چاند دیکھنے سے غفلت کرتے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ چاند کے دیکھنے کیلئے مخصوص چاند بین حضرات ہوتے ہیں جو چاند دیکھ کر اطلاع بھیجدیں گے۔

(۲) یا یہ کہ اکثر اوقات اسمانی افق پر دبیز بادل چھائے ہوتے ہیں یا ہلکے ہلکے بادلوں کی بدلیاں ہوتی ہیں جن کی وجہ سے نظروں کے سامنے جال سے بنتے ہیں اور چاند نظر نہیں آتا۔

(۳) چونکہ ہم لوگ صرف روزہ اور عید کا چاند دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں لہذا ہمیں چاند کے مطلع کا بخوبی اندازہ اور صحیح علم نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ہم چاند کو غلط زاویے پر تلاش کرتے ہیں ہمیں چاہیے کہ ہم ہر مہینہ کو چاند دیکھیں۔ پھر ان کے صحیح زاویے ذہن میں رکھیں پھر آسانی سے ہم چاند دیکھ سکیں گے۔ کبھی کبھی مطلع کی طرف اونچے اونچے پہاڑ ہوتے ہیں جو چاند بینوں کیلئے رؤیت سے مانع ہوتے ہیں اور ہماری کوشش رائیگاں جاتی ہے۔

چاند دیکھنے کا آسان گر اور آسان طریقہ:۔

آپ اس طرح کریں کہ سورج کے طلوع ہونے سے لیکر غروب تک وقت نوٹ کریں۔ مثلاً (۱۰) گھنٹے وقت نکل آیا تو صبح کے وقت چاند کے طلوع کو دیکھیں اگر چاند (۱۰) منٹ پہلے طلوع ہوا تو جیسا کہ آپ کو بتایا جاچکا ہے کہ فی گھنٹہ چاند کی تاخیر ۲ منٹ ہوا کرتی

ہے۔اب دس گھنٹہ دن ہے فی گھنٹہ ۲ منٹ کی تاخیر کے حساب سے چاند (۲۰) منٹ تاخیر کریگا۔اب چونکہ چاند ۱۰ منٹ پہلے طلوع ہوا ہے لہذا اب وہ ۱۰ منٹ بعد غروب آفتاب کے بعد غروب ہوگا لہذا اسی طرح چاند کا دیکھنا آسان ہوتا ہے یہ تاخیر جس طرح دن کو ہوا کرتی ہے رات کو بھی ہوتی ہے آپ طلوع قمر کو باسانی اسی اندازے سے معلوم کرسکتے ہیں۔

اس مضمون کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ چاند دیکھنے کے مسئلہ میں صرف حساب پر اعتماد کیا جائے یا پھر دوسرے آلے پر مدار کریں گے بلکہ احادیث کے مطابق رویت ہلال پر مہینوں کا حساب رکھیں گے۔چاند کی رفتار کو دیکھ کر بھلا ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ گزشتہ مہینہ ختم ہوا اور نیا مہینہ شروع ہوا۔یہ مشاہدہ کی بات ہے کی چاند مہینہ کے آخری راتوں میں سورج سے پہلے طلوع ہوتا ہے اوت پہلے غروب ہوتا ہے اور چاند کا طلوع وغروب وقت کے لحاظ سے ہر رات سورج کے طلوع سے قریب ترین ہوتا ہے اور اس کی رفتار کی منازل شمسی منازل سے نزدیک ہوتی ہیں۔بالکل آخری رات یہ گمان کیا جاتا ہے کہ گویا چاند اس لائن پر سفر کررہا ہے جس لائن پر سورج سفر کررہا ہے لیکن قمری رفتار میں تاخیر کے باعث ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اس دوران سورج چاند سے آگے ہو جاتا ہے اور یہی وقت گزشتہ مہینے کی انتہاء(Ending point) اور آئندہ ہفتہ کی ابتداء(Starting point)ہو جاتا ہے۔اب اگر کوئی حساب دان یہ دعوی کرے کہ نیا مہینہ شروع ہوا ہے تو اسمیں کوئی حرج نہیں ہے اب اگر سورج دن کے وقت آگے ہوا ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ آئندہ رات نئے مہینے کی ہے اور اگر رات کے وقت سورج چاند سے آگے ہوا ہے تو آئندہ دن نئے مہینے کا ہے۔

اگر سورج چاند پر دن کی حالت میں سبقت حاصل کر کے آگے ہو جائے تو چاند کو اسی دن مشرق میں صبح کے وقت قبل از طلوع آفتاب طلوع کی حالت میں دیکھنا ممکن ہے

اور شام کے بعد غروب آفتاب کے بعد بھی اسکا دیکھنا ممکن ہے۔ اور اگر سورج چاند پر رات میں سبقت کرے تو اسی رات نہ تو شام کے وقت چاند دیکھنا ممکن ہے اور نہ صبح کے وقت کیونکہ جس رات میں چاند سورج سے پیچھے رہتا ہے۔ تو اسی رات شام کے وقت چاند سورج سے آگے ہوتا ہے تو سورج کے کرنوں کے باعث چاند دکھائی نہیں دیتا اور صبح کے وقت چاند سورج سے کچھ دیر بعد طلوع ہوتا ہے تو پھر وہاں بھی کرنوں کی باعث چاند کی رؤیت تقریباً نا ممکن ہے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ چاند غائب ہوتا ہے تو صرف اسی رات لوگوں کی نظروں سے سورج کی شعاعوں کے باعث شام اور صبح کو غائب رہتا ہے اسی رات کے علاوہ مشرق یا مغرب میں روزانہ چاند دیکھنا ممکن ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ نئے مہینے کے شروع ہونے کا مدار سورج کی سبقت پر مبنی ہے۔ اگر سورج نے چاند پر سبقت حاصل کی تو نیا مہینہ شروع ہوا چاہیئے کسی نے آسمانی کنارے یا اُفق پر چاند دیکھا ہو یا نہ ہو۔

اختلاف مطالع کی حقیقت:۔

یہاں چار باتیں قابل غور ہے۔

(۱) اختلاف مطالع کیا ہے؟

(۲) اختلاف مطالع سے چاند کی رفتار پر کیا اثر پڑتا ہے؟

(۳) کیا اختلاف مطالع کوئی شرعی مسئلہ ہے یا سائنسی مسئلہ ہے؟

(۴) اختلاف مطالع کو اعتبار دینے یا نہ دینے سے منافع یا کیا کیا نقصانات مرتب ہوتے ہیں؟

(ا)اختلاف مطالع کی تعریف:۔

مطالع مطلع کی جمع ہے مطلع سورج یا چاند کے طلوع ہونے کے جگہ کو کہا جاتا ہے یعنی وہ مقامات جہاں پر طلوع آفتاب ومہتاب ہوتا ہوان میں اختلاف تو ظاہر ہے کیونکہ جغرافیائی پس منظر کے حوالہ سے زمین گول ہے اور مصروف گردش ہے تقریب 1/4،۳٦۵ دنوں میں مکمل کرتی ہے سورج کے گرد ہماری زمین اور ہماری زمین کے گرد ہمارا چاند سفر کررہا ہے گولائی کے باعث زمین ہر وقت مکمل طور پر یعنی ۲۰ کروڑ مربع میل سورج کے سامنے کرنوں سے تابندہ نہیں ہوتا بلکہ اسکا ایک حصہ ضرور تاریکی اور ایک روشنی میں کم وزیادہ رہتا ہے۔اور قطبین پر دن رات طویل بھی ہوسکتے ہیں اس لحاظ سے زمین کی گولائی یا انحناء ۵ میل کے فاصلہ پر ١٦ فٹ تک ہے اور طرفین کی پوری گولائی تقریباً ۲۴ ہزار میل کے لگ بھگ یا کچھ زیادہ ہے۔غرض یہ ہر گھنٹہ میں سورج کے گرد قریب ایک ہزار میل کا سفر کرتی ہے۔اور پورے چوبیس گھنٹوں میں چکر پورا ہوجاتا ہے اور دن رات تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

(ا) اس حوالے سے اگر دیکھا جائے تو صاف واضح ہوجاتا ہے کہ ہر علاقہ کا مشرق ومغرب مختلف ہے۔مثلاً پشاور کے لوگوں کیلئے اٹک پہاڑ مطلع ہے۔یعنی یہاں پر سورج یا چاند نکلتا نظر آتا ہے اور خیبر کا پہاڑ پشاور والوں کے لئے مغرب ہے۔اسی طرح اس کے بالمقابل اہل پشاور کا مطلع اٹک کے ساکنان کے لئے مغرب ہے جبکہ پشاور والوں کا مغرب جلال آباد والوں کے لئے مطلع ہے تو پھر ہر علاقہ کے لحاظ سے اختلاف مطالع ثابت ہے ۔اس صورت میں تو کسی کا اختلاف نہیں کیونکہ اسکا انکار تو مشاہداہ کا انکار ہے جو عقلاً ایک بڑی نادانی ہے لیکن شریعت میں اس اختلاف کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور نہ اس پر احکام مرتب

ہوتے ہے کیونکہ پھر تو ایک ہی پہاڑ کو مشرق والے مغرب تصور کرینگیاور مغربی لوگ اسے مشرق تصور کرینگے۔

(۲) اسی طرح اگر اختلاف مطالع کے حوالہ سے ملک وسلطنت کے لحاظ سے سوچا جائے تو پھر اختلاف مطالع کی حقیقت یہ ہوگی کہ ہر ملک والوں کے لئے اپنا ایک الگ مطلع ہوگا۔ یہ بھی ایک حد تک درست ہے مگر اس صورت میں یہ بھی چھوٹے ملکوں کا مطلع چھوٹا اور بڑے ملکوں کا مطلع بڑا ہوگا۔ چنانچہ بڑے ملکوں میں وہی مشکلات سامنے آجائنگی جن سے ہم نجات چاہتے ہیں۔ یعنی ایک سرحد سے دوسری سرحد تک اتنا فاصلہ آجائیگا جسمیں مطالع کے اختلاف کو معتبر مانا گیا۔

(۳) اسی طرح اگر ہم یہ مانے کہ ہر ملک کا اپنا الگ الگ مطلع ہوگا یعنی روزہ و عید اس مطلع کے حساب سے ہوگا تو یہاں یہ بات محل غور ہے کہ دو ملکوں کا درمیانی علاقہ یا ان کا سرحداتی ملن یعنی سرحدی علاقہ کا حکم کیا ہوگا؟ کیونکہ اگر ایک جگہ ایک ملک میں رؤیت ہلال کی شہادت ہوئی مثلاً پاکستان میں شہادت ہوئی تو پاکستان اور افغانستان کے سرحداتی علاقے یعنی (طورخم) کا کیا بنے گا، کیونکہ چند فرلانگوں میں پاکستان میں روزہ یا عید ہوگی۔جبکہ اس کے برعکس چند فرلانگوں میں مختلف منظر ہوگا۔ اور گواہی کے باوجود روزہ نہ ہوگا یا پھر عید ہوگی۔

(۴) ایک صورت یہ بھی ہے کہ نزدیکی اور دوری (قرب وبعد) کا اعتبار کیا جائے جیسا کہ بعض علماء کرام کی رائے یہی ہے اب عوام کیلئے حدود کا تعین کون کریگا اور کیسے کریگا کہ فلان جگہ سے فلان جگہ ایک مطلع ہے اور وہاں سے دوسرا مطلع (Rising Point) شروع ہوتا ہے مذکورہ مشکلات کے بعد اختلاف مطالع کو اعتبار دینا فکر کی بات ہے۔

نوٹ:۔ بعض فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ اختلاف مطالع کے معتبر ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ صرف شرقاً یا غرباً متصور ہے شمالاً جنوباً نہیں یعنی شمال سے جنوب تک ایک ہی پٹی پر رہنے والوں کا ایک ہی مطلع ہوگا یہ مسئلہ بالکل کرہ ارضی کے گلوبل کا ہے کہ کرہ میں شمالا جنوبا یعنی اوپر نیچے ہمیشہ ایک ہی طرح کا وقت ہوتا ہے کیونکہ اس پر روشنی یکساں پڑتی ہے۔

(۲) یہ کہ اختلاف مطالع سے چاند کے رفتار پر کیا اثر پڑتا ہے؟

یہاں یہ بات محل غور ہے کہ اختلاف مطاع کے مسئلے کا تعلق زمین سے ہے اور سیر قمری یعنی چاند کی رفتار کا تعلق آسمان سے ہے اب دیکھنا یہ ہوگا کہ چاند کی رفتار سے زمین پر کیا اثر پڑتا ہے۔ چاند کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے"**والقمر قدرناہ منازل**" کے مصداق جو منازل مقرر فرمائے گئے ان کے مطابق اسکا سفر جاری ہے اور رہے گا۔ اس میں کچھ تغیر و تبدل نہیں آسکتا۔ جب چاند کی رفتار میں ردوبدل نہیں آتا تو پھر زمین میں یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ چاند کے مطالع مختلف ہے۔ البتہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ سورج کے کرنوں کی وجہ سے چاند کبھی کبھی دائرہ بصارت کے زد میں نہیں آسکتا لیکن یہ کہنا بے محل ہوگا کہ چاند کے طلوع وغروب میں اختلاف ہے۔

تولید چاند:۔

چاند کی تولید سے مراد نیا چاند کب ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی ابتداء چاند، یہ تولید ایک آنی چیز ہے اسمیں یہ نہیں ہوتا کہ اس ملک میں چاند کی تولید ہوئی اور دوسرے ملک میں نہیں کیونکہ چاند تو ایک ہی ہے ایک ملک میں اس کی تولید پوری دنیا میں اسکی تولید سمجھی جاتی ہے جب تولید ہو جائے تو بعض مشرقی علاقوں کے باسی اسی وقت اسے دیکھ سکتے ہے اور مغربی

علاقہ کے ساکنان اس وقت نہیں دیکھ سکتے ۔کیونکہ ابھی تک مغربی علاقوں پر سورج غروب نہیں ہوا ہے اور ابتدائی چاند سورج غروب ہونے کے بعد نظر آتا ہے۔

(۳) اختلاف مطالع کوئی شرعی مسئلہ ہے یا سائنسی؟

حقیقت یہ ہے کہ یہ مسئلہ محض سائنسی اور جغرافیائی مسئلہ ہے۔یہ کوئی منصوصی مسئلہ نہیں ہے کہ اسے احکام شرعیہ کے اثبات کے لئے بنیاد بنایا جائے۔قران کریم میں بھی اس کی وضاحت آتی ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے کہ "والقمر قدرناہ منازل "اور چاند کا نظام اسی لئے اس طرح بنایا گیا تاکہ لوگ سال اور حسابات پہچان سکیں۔"و یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس" یعنی قران کریم نے اختلاف مطالع سے بحث نہیں فرمائی۔اور حدیث مرفوع میں اختلاف مطالع کا ذکر نہیں ہے اور فقہاء مجتہدین نے اختلاف مطالع سے منصوصی انداز میں بحث نہیں فرمایا۔یہ جتنے اختلاف مطالع کے بارے میں مباحث ہو رہے ہیں یہ محض سائنسی وجغرافیائی مباحث ہے اور سائنسی مسائل پر مباحث اور گفتگوں کرنا شرعی امر نہیں نہ ہم ان پر مامور ہیں۔

(۴)۔یہ کہ اختلاف مطالع پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

اختلاف مطالع کو اعتبار دینے میں فوائد نہیں ہیں۔البتہ چند نقصانات پیش آتے ہیں۔

(۱) حدیث مرفوع سے مخالفت ہوتی ہے حدیث مبارک میں آیا ہے کہ چاند دیکھنے سے روزہ رکھو اور افطار کرو یہ نہیں فرمایا ﷺ کہ ہر علاقے والے الگ الگ دن پر روزہ رکھیں اور عید منائیں۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ کی مذہب سے مخالفت ہوتی ہے اسلئے کہ امام اعظم رحمہ اللہ کا مذہب ہ

ہے کہ ساری دنیا میں روزہ اور عید کا دن ایک ہے

(۳) روزہ اور عید اور عرفہ کے مقدس دن جو ایک ایک ہیں، اتحاد نہ ہونے کی صورت میں ان مقدس دنوں کی برکت سے اکثر محروم ہوتے رہیں گے۔

(۴) عرفہ کا دن ایک ہے پھر اگر ہم یہ کہیں گے کہ عربستان میں عرفہ کا دن درست نہیں اور ہمارے پاکستان میں درست ہے تو اس کا مطلب کچھ یوں ہوگا کہ کسی حاجی صاحب کا حج درست نہیں کیونکہ وہ عرفہ کے دن سے پہلے میدان عرفات چلے گئے ہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ عربستان میں عرفہ کا دن درست ہے تو پھر کل عید قربان کیوں نہیں؟

(۵) دنیا شب قدر ایک ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ شب قدر رمضان المبارک کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ مثلاً ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ جب روزہ ایک دن پر نہ ہو تو یہ فیصلہ کون کریگا کہ شب قدر پاکستان کے حساب سے رمضان کی طاق راتوں میں تلاش کرو یا عربستان کے حساب سے۔

(۶) عام لوگوں کے لئے مطالع کون متعین کریگا کہ فلاں جگہ تک ایک مطلع ہے اور وہاں سے پھر دوسرا شروع ہوتا ہے۔

(۷)۔ صرف اکوڑہ خٹک میں اس سال ۳ قسم کے روزے رکھے گئے۔ ایک ہفتہ کے دن، دوسرا اتوار کے دن، اور تیسرا پیر، کے دن ظاہر ہے کہ ایک گاؤں میں ایک ہی دن روزہ رکھنا چاہیئے کیا شریعت میں اس کی گنجائش ہے؟

(۸) اگر دور فاصلہ کی وجہ سے یہ تسلیم کیا جائے کہ افغانستان کے لئے الگ مطلع ہے اور پاکستان کے لئے الگ۔ کیونکہ دونوں ملکوں کے درمیان آدھا گھنٹے کا فاصلہ ہے۔ تو پھر یہ بھی کہنا پڑے گا کہ اسلام آباد کا مطلع الگ ہے اور کراچی کا مطلع الگ۔ کیونکہ

۲۱-۱۱۲ تاریخ کو اسلام آباد میں افطار کا وقت ۵:۰۶ منٹ ہے اور کراچی میں افطار کا وقت ۵:۵۰ منٹ ہے۔ دونوں شہروں کے درمیان ۴۴ منٹ کا فاصلہ ہے جب اسلام آباد، کراچی کا فاصلہ افغانستان سے زیادہ رہا تو پھر اسلام آباد کی رؤیت کے اعلان پر کراچی میں روزہ رکھنا درست نہیں کیونکہ فاصلہ زیادہ ہے۔ حالانکہ آج تک کسی بھی عالم نے اس پر کچھ نہیں کہا۔

علامہ زیلعیؒ کی عبارت کا مقصد:

جہاں تک اختلاف مطالع کے مسئلے کا تعلق ہے۔ تو اس کی بنیاد اور مدار علامہ زیلعیؒ کی عبارت ہے۔ جن علماء کرام نے اختلاف مطالع کو معتبر مانا ہے تو وہ دلیل "تبیین الحقائق" سے علامہ زیلعیؒ کی عبارت پیش کرتے ہیں۔ یہاں ضرورت اس بات کی ہیں کہ علامہ زیلعیؒ کی عبارت کا مقصد کیا ہے؟ کیا علامہ زیلعیؒ کا مقصد بھی وہی ہے جو اختلاف مطالع کو اعتبار دینے والے علماء کرام نے لیا ہے یا کچھ اُور ہے؟ آیئے سب سے پہلے "تبیین الحقائق" سے علامہ زیلعیؒ کی عبارت نقل کرتے ہیں۔ اور پھر اسکی وضاحت اور تشریح اور مقصد کا تعین کریں گے۔

قال العلامه الزيلعیؒ فی بيان اختلاف المطالع:

ولاشبهه ان يعتبر لان كل قوم مخاطبون بماعندهم وانفصال الهلال عن الشمس يختلف باختلاف الاقطار حتى اذازات الشمس فی المشرق لايلزم منه الزوال فی المغرب وكذا طلوع الفجر وغروب الشمس بل كلما تحركت الشمس درجة فتلك طلوع فجر لقوم وطلوع الشمس لآخرين وغروب لبعض ونصف ليلل غيرهم۔

علامہ زیلعیؒ اختلاف مطالع کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یعنی راجح قول یہ ہے کہ اختلاف مطالع معتبر مانا جائے کیونکہ ہر قوم ان احکام

مسائل پر مخاطب ہیں جو مسائل انکے ہاں موجود ہیں۔ اور اقطار و اطراف کے لحاظ سے سورج کی شعاع سے چاند کا انفصال مختلف ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مشرق میں سوج غروب ہونے سے مغرب میں غروب ہونا لازم نہیں آتا بلکہ جب بھی سورج حرکت کرتا ہے تو سورج کی یہ حرکت کسی قوم کیلئے طلوع فجر ہوتا ہے اور کسی قوم کیلئے آدھی رات ہوتی ہے۔ بعض علماء کرام نے عبارت مذکورہ سے یہ مطلب لیا کہ اختلاف مطالع معتبر ہے یعنی چاند کا طلوع علاقوں کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔ بعض علاقوں میں طلوع ہوتا ہے اور بعض میں نہیں ہوتا اور انہوں نے طلوع سے مراد چاند کی تولید مراد لی ہے۔ یعنی بعض علاقوں میں چاند کی تولید ہوتی ہے اور بعض علاقوں میں نہیں۔ لہذا جن علاقوں میں طلوع ہوا ہے یعنی تولید ہوئی ہے اس علاقہ کہ لوگ روزہ پر مکلف ہیں اور جن علاقوں میں چاند کا طلوع نہیں ہوا ہے وہان ابھی تک روزہ رکھنے پر مکلّف نہیں ہیں

حاصل یہ ہیکہ انہوں نے اختلاف مطالع کا مصداق چاند کی تولید مراد لی ہے اگر وقعی یہ بات اس طرح ہو تو پھر تو انکا کہنا درست ہے۔

لیکن علامہ زیلعیؒ کی عبارت کا یہ مقصد ہر گز نہیں جو بعض علماء کرام نے مفہوم لیا ہے علامہ زیلعیؒ کی عبارت کا مقصد یہ ہے کہ چاند کے مطالع رؤیت کے لحاظ سے مختلف ہیں تولید کے لحاظ سے مختلف نہیں ہیں۔ یعنی جب بھی چاند کی تولید ہوتی ہے تو اسی وقت بعض علاقوں میں رؤیت ممکن ہوتی ہے اور بعض علاقوں میں رؤیت ممکن نہیں ہوتی ہے ۔ کیونکہ ابتدائی چاند سورج کے ساتھ متصل سفر کر رہا ہے۔ تو جن علاقوں میں غروب افتاب ہوا ہو (یعنی مشرقی علاقوں میں) تو ان کے لئے چاند کی رؤیت ممکن ہیں۔ اور جن علاقوں میں ابھی تک غروب نہ ہوا ہو (یعنی مغربی علاقوں میں) تو ان علاقوں میں چاند کا دیکھنا ممکن نہیں کیونکہ اب

تک ان پر سورج کا غروب نہیں ہوا ہے۔ اور ابتدائی چاند اس وقت نظر آتا ہے جب سورج غروب ہو جائے اور اسکی شعاعیں ماند پڑ جائیں۔ تو مغربی افق پر چاند کا نظر آنا ممکن ہو جاتا ہے

ہم نے جو مقصد علامہ زیلعیؒ کی عبارت کالیا ہے اور اسے بیان بھی کیا ہے۔ یہاں عبارت ۵ سے بالکل مترشح ہو رہا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ "وانفصال الهلال عن شعاع الشمس تختلف باختلاف الاقطار حتى إذا زالت الشمس في المشرق لا يلزمه منه أن تزول في المغرب".

یعنی سورج کی شعاع سے چاند کی جدائی اقطار کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے یہاں تک کہ مشرق میں سورج کے غروب سے مغرب میں سورج کا غروب ہونا لازم نہیں آتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اختلاف مطالع سے مراد اختلاف رؤیت بصری ہے۔ خود چاند کے طلوع میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ چاند کی طلوع ایک آنی چیز ہے زمانی نہیں۔ کہ یہ کہا جائے کہ ایک جگہ طلوع ہوا اور دوسری جگہ طلوع نہیں ہوا۔ البتہ یہ بات درست ہے کہ یہ کہدیا جائے کہ ایک جگہ رؤیت ہوئی اور دوسری۔ جگہ رؤیت نہیں ہوئی۔

از

مولانا غلام قادر عفی عنه

المدرس، والمفتی بدار العلوم حقانیه اکوڑہ خٹک

عالم اسلام کے ممتاز علماء کرام سے ’’توحید الصوم والأعیادؔ‘‘ کے بارے میں

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گرامی قدر محترم المقام حضرت العلامہ..............

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے کہ مزاج گرامی بخیریت ہوگے۔

جناب عالی! جیسا کہ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ پوری دنیا میں اس وقت مواصلاتی نظام جس برق رفتار ترقی سے دوڑ رہا ہے اور جس نت نئے انداز سے سفر کر رہا ہے اور یہ کہ اس وقت پوری دنیا ایک گلوبل روم کی طرح یا مختصر سا کمرہ بن چکی ہے۔ بیک وقت شرق وغرب کے لوگ ایک دوسرے کو حالات سے مطلع کر سکتے ہیں۔انسان کے سامنے فاصلے سمٹ گئے ہیں۔ مطالع ومغارب اب سب کے سامنے ہیں۔دوریاں سمٹ گئی ہیں اس دور میں مسلمانوں کی وحدت اور اتفاق کی اشد ضرورت ہے۔مشرق اور مغرب کے مسلمانوں کی تنظیم اور ارتباط سے پوری دنیا متاثر ہوسکتی ہے۔توحید الصوم والأعیاد سے مسلمانوں کا مشترکہ اثر پوری دنیا پر پڑسکتا ہے۔ چنانچہ عرصہ سے جس چیز کیلئے امت مسلمہ بے چین تھی اور جس کیلئے ہر خاص وعام کے دل میں ایک تڑپ اور ولولہ کروٹیں لے رہا تھا، ہر مسلمان کی اس پہلی اور آخری خواہش اور بیک وقت مشترکہ عبادت کی صحیح اور جامع نظیر پیش کرنے کیلئے یہ اقدام اٹھایا گیا۔

علاوہ ازیں عصر حاضر کے بعض محترم اکابر علماء کرام نے اس پیش آوردہ مسئلہ کی تحقیق پر مجبور بھی کیا ہے کیونکہ علماء کرام ہر دور کے لوگوں کے لئے نباض ہوتے ہیں چنانچہ

مناسب معلوم یہ ہوا کہ امت مسلمہ کے مایہ ناز اور ممتاز علماء کرام اور مفتیان عظام حضرات سے اس مسئلہ میں رائے طلب کی جائے۔اس مقصد کی پیش نظر یہ مسئلہ پاکستان، ہندستان، افغانستان، سعودی عرب، مصر، شام، ترکی، وغیرہ کے علماء کرام کی خدمت میں پیش کیا جائیگا علماء کرام سے اس پر تحقیق کرانا مقصود نہیں بلکہ جو تحقیقات اس مسئلہ میں علماء کرام کے سامنے پیش خدمت ہیں ان پر صرف اپنی رائے گرامی کی وضاحت درج فرمائیں۔

علماء کرام سے درخواست ہے کہ اختصار کے ساتھ اپنی رائے گرامی رقم فرما کر مہر و دستخط ضرور کریں۔ہم تہہ دل سے آپ کے شکر گزار رہوں گے۔اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا اور آخرت کی سرفرازی نصیب فرمائیں

غلام قادر عفی عنہ

خادم دارالافتاء جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک۔

☆

☆☆☆

☆☆☆☆

استفتاء

محققین علماء کرام کی کتابوں میں یہ مسئلہ واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ جمہور احناف اور موالک وحنابلہ تینوں مذاہب نے رؤیت ہلال میں اختلاف مطالع کو غیر معتبر قرار دیا ہے ۔البتہ شوافع نے اختلاف مطالع کو اعتبار دیا ہے۔اور یہ مسئلہ بھی وضح طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ ریڈیو، ٹلیفون اور ٹیلگراف کی خبر پر رؤیت ہلال میں اعتماد کرنا درست ہے۔

تفصیل ذکر کرنے سے پہلے یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر مندرجہ ذیل تحقیقات کے مطابق جن ممالک میں ایک دن رات فرق نہ ہوان ممالک اسلامیہ میں روزہ اور عید متفرق ایام کے بجائے بہتر یہ ہوگا کہ سب اسلامی ممالک ایک ہی دن میں روزہ، عید اور عرفہ میں ایک دوسرے کیساتھ متفق ومتحد ہوں اور سرکاری ذرائع ابلاغ بروئے کار لاکر ایک ملک والوں کو رؤیت ہلال پر باضابطہ طور پر مطلع کرتے ہیں اور صوم وعید میں اسلامی ملکوں کا باہمی اتفاق ہو۔فقہی نقطہ نظر سے بھی اس میں کوئی اشکال باقی نہیں رہیگا اور عام مسلمان روزہ اور عید کی تشویشات سے بچ سکیں گے۔

کیا آپ اس مسئلہ میں کہ ملت اسلامیہ کے صوم وعید ایک ہو ہمارے ساتھ متفق ہیں یا نہیں ؟ کیا آپ مندرجہ ذیل تحقیقات کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں یا نہیں ؟ آپ اپنے رائے گرامی سے ہمین مطلع پر مائیں

محققین علماء کرام کی تحقیقات

یہاں مزید تفصیلات کی گنجائش نہیں۔لہذا صرف دو محققین حضرات کی تحقیقات پر اکتفاء کیا جارہا ہے۔جو آج تک بقید حیات ہیں۔(ا) الشیخ الدکتور وھبۃ الزحیلی صاحب

مدظلہ دمشق شام (۲) الشیخ حضرت العلامۃ مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ کراچی
(اگر اس مسئلہ میں کسی صاحب کو کوئی اشکال ہو تو بندہ کی طرف رجوع کر سکتا ہے)
علامہ دکتور وہبۃ الزحیلی اپنی کتاب الفقہ الاسلامی وادلتہ (ج ۲: ص ۶۰۵ ۶۱۰) میں ائمۃ اربعہ کے مذاہب کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

المطلب الثالث : اختلاف المطالع اختلف الفقهاء على رأيين فى وجوب الصوم و عدم وجوبه على جميع المسلمين فى المشارق و المغارب فى وقت واحد بحسب القول باتفاق مطالع القمر أو اختلاف المطالع ففى رأى الجمهور: يوحد الصوم بين المسلمين ولا عبرة باختلاف المطالع و فى رأى الشافعية يختلف بدء الصوم العيد بحسب اختلاف مطالع القمر بين مسافات بعيدة. ولا عبرة فى الأصح بما قاله بعض الشافعيه من ملاحظة الفرق بين البلد القريب و البعيد بحسب مسالة القمر هذا ومع العلم بأن نفس اختلاف المطالع لا نزاع فيه فهو امر واقع بين البلاد البعيدة كاختلاف مطالع الشمس. ولا خلاف فى أن الامام الامر بالصوم بما ثبت لديه. لأن حكم الحاكم يرفع الخلاف اوأجمعوا انه لا يراعى ذالك فى البلدان النائية جدا كالاندلس والحجاز و اندونيسيا و المغرب العربى.

(ردالمختار لابن عابدين: ۲. ۱۳۱ مجموعة رسائل ابن عابدين: ۱. ۲۵۳. تفسير القرطبى ۲. ۲۹۶، فتح البارى ۴. ۸۷ المجموع: ۶. ۳۰۰، بداية المجتهد ۱. ۲۷۸، القوانين الفقهية ص: ۱۱۶) واذكر أولا عبارات الفقهاء فى هذا الموضوع المهم:

قال الحنفية :اختلاف المطالع ،ورؤيته الهلال نهاراً قبل الزوال وبعده غير معتبر على ظاهر المذهب ،وعليه اكثر المشائخ،وعليه الفتوى ،فيلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب اذاثبت عندهم رؤيه اولئك بطريق موجب كان يتحمل اثنان الشهادة او يشهدا على حكم القاضي،اويستفيض الخبر ،بخلاف ما اذااخبران اهل بلدة كذا راوه لانه حكاية :(الدرالمختار ورد المحتار .ج ۲ ص ۱۳۱و۱۳۲،مراقی الفلاح ۱۰۹)

وقال المالكية : اذارای الهلال عم الصوم سائر البلاد قريبا اوبعيدا ،ولايراعى فى ذلك مسافة قصر ،ولا اتفاق المطالع وعدمها فيجب الصوم على كل منقول اليه ان نقل ثبوته بشهادة عدلين او جماعة مستفيضة اى منتشرة .الشرح الكبيره :ج ۱ ص ۵۱۰ بداية المجتهد ه ج ۱ ص ۲۲۸ ومابعدها القوانين الفقهية ص ۱۱۶

وقال الحنابلة : اذاثبت رويته الهلال بمكان قريبا كان او بعيدا لزم الناس كلهم الصوم ،وحكم من لم يره حكم من رآه الكشاف القناع ج۲ص ۳۵۳:

واما الشافعية:فقالوا:اذارای الهلال ببلد لزم حكمه البلد القريب لا البعيد بحسب اختلاف المالع فى الاصح المجموع ج: ۶ص۲۹۷و۳۰۳ مغنى المحتاج ج: ۱ ص ۴۲۲و۴۲۳

ادلة الجمهور:استدلوبالسنة والقياس:

اما السنة فهو حديث ابى هريرةؓ وغيرة :صوموالرؤيته وافطروا لرؤيته

فان اغمى عليكم الهلال فاكملوا عدة شعبان ثلاثين . رواه البخارى ومسلم (نيل الاوطار ۱۹۱/۴)

فهو يدل على ان ايجاب الصوم على كل المسلمين معلق بمطلق الرؤية . والمطلق يجرى على اطلاقة. فتكفى رؤية الجماعة أو الفرد المقبول الشهادة . واما القياس فأنهم قاسوا البلدان البعيدة على المدن القريبة من بلد الرؤية .إذ لا فرق والتفرقة تحكم لا تعتمد على الدليل هذا وقد ذكر ابن حجر فى الفتح ستة أقوال فى الموضوع وقال الصعانى : والاقرب لزوم أهل بلد الرؤية وما يتصل بها من الجهات التى على سمتها أى على خط من خطوط الطول : وهى ما بين الشمال الى الجنوب اذا بذلك تتحد المطالع وتختلف المطالع بعدم التساوى فى طول البلدين أو باختلاف درجات خطوط العرض . وقال الشوكانى : ان الحجة الما هى فى المرفوع من رواية ابن عباسؓ لا فى اجتهاده الذى فهم عنه الناس .والمشار اليه بقوله : هكذا أمر نا رسول الله ﷺ وقوله :ـ فلانزال نصوم حتى نكمل الثلاثين .والأ مر الوارد فى حديث ابن عمرؓ، لا يختص بأهل ناحتة على جهة الانفراد بل هو خطاب لكل من يصلح له من المسلمين فالا ستدلال به على لزوم رؤية أهل بلد لغيرهم من أهل البلاد أظهر من الاستدلال به على عدم اللزوم لأنه اذا رأه أهل بلد فقد رأه المسلمون فيلزم غيرهم ما لزمهم والذى ينبغى اعتماده هو ما ذهب اليه المالكية وجماعة من الزيدية واختاره المهدى منهم . وحكاه القرطبى

عن شيوخه أنه اذا رآه أهل بلد لزم أهل البلد كلها نيل الأوطار :۱۹۵/۴
.وهذا الرأى (رأى الجمهور) هو الراجح لدى توحيداً للعبادة بين
المسلمين : ومنعاً من الاختلاف غير المقبول فى عصر نا ولان ايجاب
الصوم معلق بالرؤية دون تفرقة بين الاقطار . والعلوم الفلكية تؤيد توحيد
أول الشهر بين الحكومات الاسلامية لأن أقصى مدة بين مطلع القمر فى
اقصى بلد اسلامى وبين مطلعه فى اقصى بلد اسلامى آخر نحو ۹ ساعات
فتكون بلاد الاسلام كلها مشتركة فى اجزاء من الليل تمكنها من الصيام
عند ثبوت الرؤية والتبليغ بها برقياً أو هاتفياً . كتاب الشيخ محمد أبو
العلاء البنا مدرس الفلك بكلية الشريعة بالأزهر .ص: ۴۴

﴿حضرت زحیلی کی تحقیق کا خلاصہ﴾

جمہور، حنفیہ، مالکیہ، حنبلیہ، کے نزدیک اختلاف مطالع کا اعتبا نہیں ہے اور یہ قول مفتی بہ ہے۔ تمام امت مسلمہ کے صوم وعید کا دن ایک ہے۔ عالم اسلام صوم وعید کی خبر رسانی کیلئے ٹیلیفون، تار برقی، استعمال کریں اگر حاکم وقت کسی خبر پر مطمئن ہو تو اس خبر پر صوم وعید کا اعلان کر سکتا ہے۔

حضرت العلامہ مفتی رشید احمد مدظلہ نے اپنی کتاب احسن الفتاوی ج ۴ ص: ۴۹۹ میں ایک رسالہ " الطوال لتنوير الطوالع" کے نام سے قلمبند کیا ہے۔ اس رسالہ کا خلاصہ یہ ہے (لاعبرة لاختلاف المطالع) ہم اس رسالے سے کچھ عبارت نقل کرتے ہیں۔ اگر مزید تفصیل کی ضرورت ہو تو احسن الفتاویٰ کی طرف رجوع کر کے تشفی حاصل کریں،

حضرت مفتی صاحب لکھتے ہیں ۔شوافع کے سوا اور کسی مذہب میں بھی اختلاف مطالع معتبر نہیں۔

سوال :زید کہتا ہے کہ ایک علاقہ میں رؤیت ہلال کی وجہ سے دوسرے علاقہ میں صوم واجب نہیں کیا۔زید کا یہ قول صحیح ہے؟

الجواب :زید کا یہ قول صحیح نہیں ۔صوم میں اختلاف مطالع صرف شوافع حضرت کے ہاں معتبر ہے باقی آئمہ کے ہاں معتبر نہیں حنفیہ،حنابلۃ ،اور مالکیۃ ،کا اتفاق ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں بلکہ اہل مغرب نہیں کی رؤیت سے اہل مشرق پر صوم فرض ہوجائیگا

قال فی شرح التنویر :واختلاف المطالع و رؤيته نهار اقبل الزوال و بعده غير معتبر على ظاهر المذهب وعليه اكثر المشائخ وعليه الفتوى ،بحر عن خلاصه .فيلزم اهل المشرق بر ؤيته اهل المغرب اذاثبت عندهم رؤية اولئك بطريق موجب كمامر وقال الزيلعیؒ :الاشبه انه يعتبر لكن قال الكمال الاخذ بظاهر الرواية احوط ؛ وقال فی الشامية وانما الخلاف فی اعتبار اختلاف المطالع بمعنى أنه هل يجب على كل قوم اعتبار مطلعهم ولايلزم احد العمل بمطلع غيره ام لايعتبر اختلافها بل يجب العمل بالاسبق روية حتى لو رؤى فی المشرق ليلة الجمعة وفی المغرب ليلة السبت وجبت على أهل المغرب بما رآه أهل المشرق فقيل باالأول وعتمده الزيلعی وصاحب الفيضی وهو الصحيح عند الشافعية (الی قوله) وظاهر الرواية الثانی وهو المعتمد عندنا وعند المالكية والحنابلة لتعلق

الخطاب عاماً بمطلق الرواية فى حديث صوموا لرؤيته الخ (ردالمحتار ج/۲ ص: ۹۴ مطلب فى اختلاف المطالع)

وهو ظاهر الرواية وعليه المتون كاالكنز وغيره وهو الصحيح عند الحنابلة كمافى الانصاف وكذا هو مذهب المالكية (الى أن قال) قال العلامة المحقق الشيخ كمال الدين بن الهمام فى فتح القدير واذ ثبت فى مصر لزم سائر الناس فيلزم أهل المشرق برؤية أهل المغرب فى ظاهر المذهب . والأخذ بظاهر المذهب أحوط . قال فى الفتاوى التتارخانيه وعليه فتوى الفقيه أبى الليث وبه كان يفتى الأمام الحلوانى وكان يقول لو راه أهل المغرب يجب الصوم على اهل المشرق وفى الخلاصة وهو ظاهر المذهب وعليه الفتوىٰ . ثم أجاب المحقق ابن الهمام عن الحديث المار بقوله وقد يقال أن الاشاره فى قوله هكذا الى ما جرى بينه وبين رسول أم الفضل وح لادليل فيه لأن مثل ما وقع من كلامه لو وقع لنا لم نحكم به لانه لم يشهد على شهادة غيره ولا على حكم الحاكم . فان قيل اخباره عن صوم معاويةؓ يتضمنه لان الامام يجاب بانه لم يات بلفظة الشهادة ولو سلم فهو واحد لايثبت بشهادته وجوب القضاء على القاضى

(رسائل ابن عابدين ج / ۱ ص: ۲۵۱)

رسائل ابن عابدین کا حوالہ احسن الفتوی میں مذکور نہیں ہے تاہم تائید کیلئے ذکر کیا گیا ہے۔ آگے چل کر حضرت مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ علامہ ابن عابدین نے عدم اعتبار اختلاف مطالع کو صرف صوم کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہے۔ حج اور قربانی وغیرہ میں اختلاف

مطالع کو معتبر تسلیم کی ہے۔ مگر حکیم الامت قدس سرہ العزیز نے عدم اعتبار کو جملہ اہلہ کیلئے عام قرار دیا ہے آگے انہوں نے امداد الفتاویٰ سے حکیم الامت صاحب کے رائے نقل کی ہے، ہم بغرض اختصار اسے حذف کرتے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا عبدالحی صاحب نے پہلے مجموعۃ الفتاوی جلد دوم میں اختلاف مطالع کے قول کو ترجیح دی ہے مگر جلد سوم ص ۷۰ پر جمہور کے قول کے مطابق مطلقاً عدم اعتبار کا فتویٰ دیا ہے بدائع کی عبارت سے جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں۔ بدائع کی عبارت یہ ہے۔

قال فی البدئع هذا اذا كانت المسافة بين البلدين قريبة لا تختلف فيه المطالع فاما اذا كانت بعيدة فلا يلزم احد البلدين حكم الآخر لان مطالع البلاد عند المسافة الفاحشة تختلف فيعتبر فی اهل كل بلد مطالع بلدهم دون البلد الاخر،

جواب کا خلاصہ یہ ہے: کہ صاحب بدائع نے یہ کہا کہ ایک بلد کا حکم دوسرے بلد میں لازم نہیں، یہ نہیں کہا کہ ایک بلد کا حکم دوسرے بلد میں جائز نہیں۔ یعنی بدائع کی عبارت میں اختلاف مطالع کے اعتبار یا عدم اعتبار کا بیان مقصود نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ اگر دو شہر آپس میں اتنے قریب ہوں کہ اگر ان میں اختلاف مطالع کا کوئی امکان نہ ہو تو یہ دونوں ایک شہر کے حکم میں ہوں گے۔ یعنی ایک شہر میں ثبوت رؤیت کی خبر دوسرے شہر والوں پر حجۃ ملزمہ ہوگی وہاں کسی علیحدہ حجت کی ضرورت نہیں۔ اس کے برعکس اگر چہ یہ اختلاف مطالع عند الاحناف **ظاهر الرواية** پر معتبر نہیں، مگر ایک شہر میں ثبوت کی خبر دوسرے شہر والوں پر حجۃ

ملزمہ نہ ہوگی بلکہ ان کیلئے مستقل حجت (شہادت علی الشہادت یاشہادت علی القضاء یااستفاضہ) ضروری ہے۔

﴿ریڈیو،ٹیلیفون،تار برقی﴾

حضرت مفتی صاحب احسن الفتاویٰ ج/۴ص/۴۷۹ میں لکھتے ہیں۔ ۱۶/ ستمبر ۱۹۵۴ء کو مدرسہ قاسم العلوم میں مفتیان پاکستان کا ایک اجتماع کرایا اور دو دن مکمل بحث کے بعد جو فیصلہ ہوا سب علماء کی تصدیقات حاصل کرنے کے بعد اب اس کو مسلمانوں کو خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔اختصار کیلئے ہم نے درمیان سے کچھ عبارات حذف کردی

(۲) آگے لکھتے ہیں ریڈیو، ٹیلیفون ،تار برقی ،خط اور اخبار میں یہ فرق ہے کہ تار برقی اوراخبار سوائے صورت استفاضہ کے ہرگز معتبر نہیں۔البتہ خط بشرط معرفۃ الکاتب وعدالتہ درجہ اخبار میں معتبر ہوں گے۔شہادت میں نہیں ہوں گے،ریڈیو میں یہ شرط اثبات رویت کیلئے یہ ہے فیصلہ نشر کرنے کیلئے نہیں بلکہ اتنا کافی ہے کہ ریڈیو قابل اعتماد نظم کے ماتحت ہو۔

(۳) مجلس نے یہ بھی طے کیا ہے کہ اگر جماعت علماء مجاز کے سامنے احکام شرع ہلال صوم یا فطر ثابت ہوجائے۔اوراس کا اعلان ریڈیو میں حاکم مجاز کی طرف سے ہوتو اس کے حدود ولایت میں سب کو اس پر عمل کرلازم ہوگا۔حضرت مفتی صاحب نے اس مضمون کا نام (علماء کا متفقہ فیصلہ) رکھا ہے اوراس کے اخیر میں ۴۲ علماء کرام ومفتیان عظام کی تصدیقات درج کی۔اختصار کے پیش نظر چند اسماء گرامی لکھتے ہیں تشفی حاصل کرنے کیلئے اصل کتاب کی طرف رجوع کیا جائے۔

(۱) حضرت مولانا خیر محمد صاحب۔ خیر المدارس ملتان

(۲) حضرت مولانا مفتی محمود صاحب۔ مفتی قاسم العلوم ملتان

(۳) حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی تھانوی۔

(۴) حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری۔

(۵) شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق صاحب۔ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔

(۶) حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب۔ دار العلوم دیوبند

حضرت مفتی صاحب کی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے۔

اگر ریڈیو قابل اعتماد نظم کے ماتحت ہو تو ریڈیو کی خبر پر اعتماد کرنا درست ہے اگر ریڈیو حاکم مجاز کی طرف سے ہو تو اس کے حدود ولایت میں سب کو اس پر عمل کو نالازم ہوگا۔

☆

☆☆

☆☆☆☆
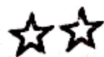
ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی
جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے محققین علماء
کرام کی آراء ومکتوبات

الدکتورسید شیر علی شاہ المدنی

(الدکتوراہ)بمرتبہ الشرف الاولی

من ''الجامعة الاسلامية بالمدينة المنورة 'ومبعوثها

استاذالحديث بجامعة دارالعلوم الحقانية اکوره خٹک

اقليم سرحد .باکستان .

صاحب الفضيلة سماحة الشيخ غلام قادر المحترم حفظه الله تعالىٰ ورعاه (الاستاذ بجامعة دارالعلوم الحقانية اکوره ختک .السلام عليكم ورحمة الله وبركاته !

''احتراماً وتقديراً لجهودكم المباركة فی المسائل الهامة والقضايا الاسلامية ''

وبعد فقد وصلتنی رسالتكم الاسامية كاشفةً عما فيها من الاستفتاء من اكابر المفتيين الكرام ورجال الفقه الاسلامی فی العالم الاسلامی كله حول قضية توحيد الصوم والاعياد ففرحت أشد الفرح بجهودكم المباركة فی هذه القضية الهامية الشائكة ومندمدة مدية (بالدال) كنت متفكراً فی هذه المسئلة فان وسائل لاامواصلات الجديدة

فی هذا العصر عصر الفضاء والصواريخ والاقمارو الصناعية قد قربت الآفاق الشاسعة الغريبة بالبلاد الشرقية وسهلت آلات الاتصالات المستحدثة ايصال الانباء من اقصى الشرق الى اقصى الغرب فى ثوانى ودقائق . وقد ذهب جمهور الفقهاء الى ان روية اهل بلد تكفى لاهل البلاد كلها اذا ثبت الرؤية لاهل البلاد البعيدة بطريق موجب شرعى لان السنة النبوية قد اوجبت على على المسلمين الصيام بمطلق الرؤية أينما تحققت حيث قال النبى ﷺ :صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فان اغمى عليكم الهلال فاكملوا عدة ثلاثين من شعبان ، وتوحيد الصوم والاعياد تعزيز الوحدة الاسلامية وتطهير الملة من التمزق

والتفرق . وانى على رجاء أكيد أن أصحاب الفكر الاسلامى وجهابذة المعرفة الدينية سيوا فقونک فى هذا الموضوع وستوضح جوانب هذه المسئلة بآرائهم النيرة فى ضوء الكتاب والسنة وأسأل الله الكريم أن يحقق ما متمنى ويجزيک خيراً على ما تبذل فى سبيل هذه المسئلة من الجهود والله هو الموفق والمستعان وعليه التكلان وصلى الله تعالىٰ على أشرف رسله وخاتم أنبيائه وعلى آله وأصحابه أجمعين .

شير على شاه عفى عنه

۲۰/۸/۱۴۱۹ھ

حضرت العلامۃ شیخ الحدیث
مولانا مغفور اللہ صاحب مدظلہ العالی کی رائے گرامی

باسمہ تعالیٰ !

مولانا غلام قادر صاحب نے رمضان اور عیدین میں جو ملت اسلامیہ کے اتحاد و اتفاق کی کوشش شروع کی ہے یہ انتہائی احسن اور قابل تعریف قدم ہے۔ انہوں نے جس انداز سے یہ مسئلہ پیش کیا ہے تو یہ عین حدیث مرفوع کی اتباع اور مسلک احناف کی ترجمانی۔ جمہور علماء امت کی یہی رائے ہے اور اسی پر فتویٰ ہے مولانا توحید الصوم والاعیاد کے مسئلہ مین یکتا نہیں ہے۔ ہم سب اس کے ساتھ متفق اور متحد ہیں، علماء امت اتفاق اور اتحاد کا مظاہرہ کریں۔

العبد الاحقر

مغفور اللہ عفی عنہ

استاذ الحدیث دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۱۹۹۹/۰۱/۰۶

☆

☆☆☆

☆☆☆☆☆

حضرت العلامہ شیخ الحدیث
مولانا عبدالحلیم صاحب مدظلہ العالی کی رائے گرامی۔

باسمہ تعالی !

جہاں تک توحید الصوم والاعیاد کے مسئلے کا تعلق ہے تو عالم مین روزہ اور عید مین اتحاد ممکن ہے اس میں کوئی اسمانی اختلاف نہیں ہے اور موجودہ اختلاف لوگوں کا پیدا کردہ ہے۔ اگر عالم اسلام کا ایک امیر ہو جائے اور وہ صوم اور عید کا اعلان کریں تو کیا اس کے حکم کے مطابق عالم اسلام پر روزہ رکھنا فرض نہیں ہوتا؟ کیا امیر کے حکم مطابق افطار کرنا جائز نہیں ہے۔

مولانا عبدالحلیم
دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

☆

☆☆☆

☆☆☆☆☆

شیخ الحدیث حضرت مولانا
مفتی سیف اللہ صاحب مدظلہ کی رائے گرامی

نوٹ: حضرت مفتی صاحب نے تفصیل کے ساتھ مسئلہ تحریر کیا ہے لیکن ہم نے اختصار کیلئے صرف خلاصہ پیش کیا ہے (مضمون نگار)

ان فقہی روایات وحوالہ جات سے واضح ہوا کہ مفتی بہ قول کے مطابق اسکی گنجائش موجود ہے کی تمام بلاد اسلامیہ کا رمضان اور عید الفطر متحد ہو جائے اس طور پر کہ جب سعودیہ حفظہا اللہ میں شرعی ضابطہ کے مطابق رمضان وعید کے چاند کی رویئت ثابت ہو جائے اور پھر یہ رویئت شرعی ضابطہ کے مطابق دوسرے ممالک اسلامیہ میں ثابت ہو جائے تو ان تمام ممالک اسلامیہ پر روزہ رکھنا اور عید کرنا ضروری ہوگی اور اسی طرح اسلامی دنیا بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کا روزہ اور عید ایک ہو جائے گی مگر ایک بات یاد رکھنی چاہیے کہ ایک ملک اور جانب کی رویت کا دوسرے ملک اور جانب میں ثبوت کا آسان طریقہ یہ ہے کہ مثلاً سعودیہ حفظہا اللہ سے متعدد ٹیلفون سے یہ معلوم کیا جائے کہ وہاں رویت ہلال کا باقاعدہ ثبوت ہو چکا ہے مگر اس میں شرط یہ ہوگی کہ ٹیلفون پر بات کرنے والے کو پہچانا جاتا ہوں اور وہ یہ کہ عادل ہونے کے ساتھ اس طرح بیان ہو کہ میں نے قاضی یا علماء کا فیصلہ سنا ہے اور یا میں نے منادی سنا ہے یا میں نے مشاہدہ کیا ہے اور یا یہ کہ یہاں متفقہ طور پر عید ہوئی اور میں خود پڑھ کر آیا ہوں اور یہ بھی شرط ہوگی کہ ان متعدد ٹیلفون سے اس خبر کی صدق کا غلبہ ظن آجائے اور ایسی خبر کو خبر مستفیض کہا جاتا ہے اور یاد رہے کہ یہ ضابطہ اور طریقہ اس کے لئے ہے کہ ایک علاقہ اور، ملک کے قاضی کا حکم دوسرے ملک اور قاضی کے ہاں ثابت ہو جائے

اورخود قاضی کے خدود وولایت میں قاضی کا حکم ثبوت میں خبر مستفیض وغیرہ پر موقوف نہیں ہے بلکہ خبر واحد اور ایسی امارات وعلامات جن سے ثبوت ہلال کا غلبہ ظن آجائے پر اکتفا کیا جاوے گا

(تنبیہ) خبر مستفیض کے لئے عدد متعین نہیں ہے بلکہ جتنی خبروں سے بھی حاکم کو غلبہ ظن محقق ہوجائے وہ خبر مستفیض ہے اور خبر مستفیض میں **شهادت علی القضاء یا شهادت علی الشهادت** بھی ضروری نہیں اور نہ ہی مختلف شہروں سے خبر کا آ اس میں شرط ہے بلکہ ایک شہر سے ثبوت ہلال کی خبر مستفیض کافی ہے۔

هو الموفق كتبه

سیف اللہ حقانی

رئیس دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

شیخ الحدیث حضرت العلامہ

مولانا نصیب خان شہیدؒ کی رائے گرامی

الحمد لله والسلام علیٰ عباده الذين اصطفیٰ

امابعد !فما سمح به ذهنه الوقادوطبعه النقادليستزبه الفواد

(شعر)ففى كل لفظ منه روض من المنى☆ وفى سطرمنه عقدمن الدار حرى ان يستقبله ذكى الفواد

نصيب خان الرملى

١٢ ذو القعده ١٤١٩ ھ

حضرت العلامہ حافظ شوکت علی صاحب کی رائے گرامی

الحمد لحضرۃ الجلالۃ والصلوۃ والسلام علی خاتم الرسالۃ: اما بعد!
علماء احناف کے نزدیک چونکہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں جیسا کہ متعدد فتاویٰ سے واضح ہے تو یہ ایک خوش آیند بات ہے کہ پورے اسلامیہ یا کم از کم مملکت پاکستان میں ایک ہی دن کو روزہ اور افطار ہو اس میں اہل اسلام کی اجتماعیت، یگانگت اور اتفاق کا اظہار بھی ہے جو کہ اکثر اعمال میں اہل اسلام کے درمیان نہ صرف محبوب اور مستحسن بلکہ نہایت ضروری ہے اور اختلاف صوم اور افطار کی وجہ سے ایک ہی علاقہ کے لوگ بلکہ بعض جگہ تو چھوٹے چھوٹے دیہاتوں میں بھی لوگ تشتت وافتراق کا شکار ہوتے ہیں جس کی وجہ سے مسلمان الجھن اور پریشانیوں میں مبتلا ہوئے ہیں۔ احقر "توحید الصوم والأعیاد" کے اس مشن سے بھر پور اتفاق کرتا ہے لیکن امراء اور قضاۃ کی فقدان کی وجہ سے یہ ذمہ داری چونکہ اکثر مقامات میں آئمہ مساجد کے حوالے ہے تو ان حضرات کے درمیان وحدت پیدا کرنا کارے دارد۔ کیونکہ ان کے درمیان فروعی اختلافات اور دیہی مسائل اکثر و بیشتر صوم وافطار کے اختلاف پر منتج ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اس مشن کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے مؤثر اقدام کی اشد ضرورت ہے۔ اللہ توفیق دے دیں۔

والله میسر لکل عسیر

وصلی الله تعالی علی خیر خلقه محمد وآله و صحبه اجمعین

حافظ شوکت علی حقانی

استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ۱۹ شوال ۱۴۲۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا ابرہیم فانیؒ صاحب کی رائے گرامی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم . اما بعد!

چونکہ وحدت اعیاد اور رمضان یہ اختلاف مطالع کے اعتبار اور عدم اعتبار پر موقوف ہے اور ہمارے محققین احناف کے نزدیک چونکہ لاعبرۃ لاختلاف المطالع کما صرح بہ صاحب کنز الدائق اس لئے اگر بیک وقت تمام عالم اسلام میں عیدین وصوم رمضان ممکن نہ ہو۔ تو کم از کم وہ ممالک جن کے درمیان دو تین گھنٹوں کا فرق ہے ان کے درمیان ایک ہی روز عید اور رمضان کا ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں میری ناچیز تجویز یہ ہے کہ سعودی عرب چونکہ مرکز اسلام ہے اس لیے ان کے ساتھ ارتباط ضروری ہے۔ بایں طور کہ ان تمام منسلکہ ممالک کے جید علماء کی ایک رؤیت ہلال کمیٹی تشکیل دی جائے اور وہ حضرات رؤیت کی تمام شرعی تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے رمضان وعید کا حکم صادر فرمائیں ۔ اسی صورت میں اختلاف کا دائرہ کار ذرا کم ہو جائیگا۔

محمد ابراہیم فانیؒ

﴿دار العلوم حقانیہ کا فتویٰ﴾

عالم اسلام میں وحدت رمضان وعیدین ممکن ہے۔

سوال ۔کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلے کے بارے میں کہ بیشتر علاقوں میں روزہ اور عید پر اختلافات ہوتے رہتے ہیں، کوئی ایک دن روزہ رکھتا ہے اور کوئی دوسرے دن اور پھر ایک دوسرے کو غلط سمجھا جاتا ہے حالانکہ روزہ تو ایک ہی ہے اور عید کا دن بھی ایک ہی ہے قابل توجہ بات یہ ہے کہ شریعت مطہرہ میں ان اختلافات سے بچنے کیلئے کوئی راستہ ہے یا نہیں ۔اور ایک علاقے کے لوگوں کے لئے دوسرے علاقوں کے لوگوں کے ساتھ روزہ رکھنا اور عید منانا جائز ہے یا نہیں؟ حالانکہ اس دور میں جدید ذرائع وابلاغ کے ذریعہ سے چند لمحوں میں دنیا کی آخری حد تک خبر پہنچانا کوئی مشکل مسئلہ نہیں ہے۔

بینوا توجروا

الجواب :ومنه الصدق والصواب

عالم اسلام میں روزہ اور عید کے اتفاق پر کئی زمانوں سے بحث اور محاذ آرائی چلی آرہی ہے لیکن آج تک اس محاذ آرائی کا کوئی نتیجہ سامنے نہیں آیا اور نہ ہی عالمی سطح پر کسی ذمہ دار شخصیت نے اس کیلئے قدم اٹھایا۔عرصہ دراز سے میری فہم ناقص میں یہ مسئلہ گھومتا رہا کہ عالم اسلام میں روزہ اور عید پر اتحاد ممکن ہے ۔کیونکہ موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ کی سرعت اور تیزی کی وجہ سے چند لمحوں میں پوری دنیا کو اطلاع ممکن بلکہ واقع ہے۔اور مسلک احناف کے مفتی بہ قول کے مطابق اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں۔تاہم اس مسئلہ پر سوچ وفکر

کرتا رہا کہ آخران اختلافات سے بچنے کیلئے کیا راستہ اختیار کیا جائیگا جس سے امت مسلمہ کا اختلاف اتفاق اوراتحاد سے بدل جائے۔اگرچہ اس مسئلہ پر بندہ دورحاضر کے کسی محقق کی تحقیق کی ضرورت محسوس نہیں کررہا تھالیکن، چونکہ بات صرف تحقیق کی نہیں تھی امت مسلمہ کے اتحاداوراتفاق کی تھی اس وجہ سے بندہ نے اپنی تحقیقات کو بالائے طاق رکھ کرعالم اسلام کے ممتازاورجید علماء کرام کے ساتھ استفتاء (کیا آپ ملت اسلامیہ کے توحید الصوم والعیدین کے مسئلے پر ہمارے ساتھ متفق ہیں؟) کے نام سے رابطہ کیا۔

الحمدللہ اس رابطہ میں بندہ کامیاب رہااورصرف پاکستان کے نہیں بلکہ بیرونی ممالک کے جید علماء کرام نے بھی ہماری حوصلہ افزائی فرماکراپنی آراء سے ہمیں مستفید فرمایا۔ان موصول شدہ آراء کے پیش نظر جوآپ کے سامنے ہیں اب ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اختلاف مطالع کا کوئی اعتبارنہیں ہے عالم اسلام میں روزےاورعیدوعرفہ کادن ایک ہے کسی بھی ملک کی رؤیت دوسرے ملک کے لئے حجت بن سکتی ہےاورایک ملک کے لئے دوسرے ملک کی رؤیت پرروزہ رکھنااورعید کرناجائزہےاوریہی راجح اورمفتی بہ ہے۔

والدلیل علی ذلک ما قال العلامة ابن عابدینؒ :لکن المعتمد الراجح عندنا انه لااعتبار به(ای باختلاف المطالع)و هوظاهر الروایة و علیه المتون کا لکنز وغیره و هوا لصحیح عند الحنابلة کما فی الانصاف وکذا هو مذهب المالکیه (الی ان قال)قال العلامة المحقق الشیخ کما ل الدین ابن الهمام فی فتح القدیر :واذاثبت فی مصر لزم سائر الناس فیلزم اهل المشرق بروية اهل المغرب فی ظاهر المذهب و لاخذ بظاهر المذهب احوط قال:فی الفتاویٰ التاتارخانیة وعلیه فتویٰ الفقیه ابی الیث

وبه كان يفتى الامام الحلوانى وكان يقول لو راه اهل المغرب يجب الصوم على اهل المشرق وفى الخلاصةابن الهمام عن الحديث المار بقوله وقد يقال ان الاشارة فى قوله هكذا ما جرى بينه وبين رسول ام الفضل و ح لا دليل فيه لان مثل ماوقع من كلامه لو وقع لنا لم يحكم به لانه لم يشهد على شهادة غيره ولا على حكم الحاكم فان قيل اخباره عن صوم معاويةيتضمنه لان الامام يجاب بانه لم يات بلفظة الشهادةولو سلم فهو واحد لا يثبت بشهادته وجوب القضاء على القاضى.

(رسائل ابن عابدين ج ا،ص ٢٥١)

یہاں ایک سوال ذہن میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ جب عالم اسلام میں ایک ملک کی رؤیت دوسرے ملک کیلئے حجت اور دلیل ہے تو ایک ملک سے دوسرے ملک کو اطلاع دینے کی کیا صورت ہوسکتی ہے تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ فقہائے کرام نے رؤیت ہلال کے ثبوت کے لئے تین طریقے بنائے ہیں۔

(۱) قاضی کے سامنے شرعی شہادت کے مطابق کوئی دو گواہ رؤیت ھلال کی گواہی دیں تو اس سے رؤیت ثابت ہوتی ہے۔

(۲) کوئی دو گواہ یہ گواہی دیں کہ ہم مجلس قاضی میں شریک تھے اور قاضی صاحب نے رؤیت ہلال کی شہادت منظور کر کے روزہ رکھنے یا عید منانے کا اعلان کیا۔

(۳) تیسرا طریقہ جسے فقہائے کرام خبر مستفیض کہتے ہیں یہ ہے کہ مختلف لوگ مختلف جگہوں میں ایک ہی بات دے رہے ہو تو مختلف لوگوں کا مختلف جگہوں میں ایک بات کی خبر دینے سے یقین حاصل ہوجاتا ہے کہ یہ بات سچ ہے جھوٹ نہیں ہے اگر جھوٹ تھی تو

پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ مختلف جگہوں میں کئی لوگ بیک وقت ایک جھوٹے بات پر متفق ہو گئے۔

والدليل على ذلك ما قال العلامة السيد احمد الطحطاوى (ومطلع قطرها) الاولى ان يقول واذا ثبت الهلال فى مطلع قطرها الخ (لزم الناس) فى سائر اقطار الدنيا اذا ثبت عندهم الرؤية بطريق موجب كان يتحمل اثنان الشهادة او يشهدا على حكم القاضى او يستفيض الخبر بخلاف ما اذا خبر ان اهل بلدة كذا رواه لانه حكاية (صوموا لرؤيتهه) بدل من الخطاب فان علق الصوم بمطلق الرؤية وهى حاصلة برؤيته قوم فيثبت الحكم احتياطا ،الطحطاوى على مراقى الفلاح ص: ۳۵۹ (فصل فيما يثبت به الهلال)

مذکورہ تین طریقوں سے عالم اسلام میں رؤیت ہلال ثابت ہوتی ہے۔

البتہ طریق اول: سے پوری دنیا کو اطلاع دینا ممکن نہیں ہے کیونکہ یہ کسی گواہ کے بس میں نہیں ہے کہ پوری دنیا میں چکر لگا کر ہر علاقے کے قاضی کے سامنے گواہی دیں اور طریق دوم ممکن ہے لیکن اسکو عمل میں لانا مشکل ہے ممکن اسطرح ہے کہ ہر ملک میں ہوائی جہاز موجود ہے اور ہر ملک دوسرے ملک کو جہاز کے ذریعے اطلاع دینے کی قوت رکھتا ہے لیکن موجودہ سلاطین کی دین سے لا پرواہی کی وجہ سے یہ اطلاع مشکل ہوگئی ہے تاہم اس وقت طریق سوم یعنی استفاضہ خبر سے پوری دنیا کو اطلاع دینا ممکن ہے وہ اس طرح کہ اس دور میں ریڈیو سٹیشن اور ٹی وی سٹیشن کے حکومت نے نظم کے ماتحت ہوتے ہیں اور اس میں یہ شبہ نہیں ہوسکتا ہے کہ کوئی غیر ذمہ دار آدمی خبر نشر کرے، نیز خبروں کیساتھ تعارف بھی کراتے ہیں کہ فلاں

ملک سٹیشن سے فلاں شخص خبریں نشر کر رہا ہے۔لیکن رویت ہلال کی خبر میں شہادت کی تفصیل اس شخص پر بیان کرنا لازمی ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ رویت ہلال شرعی ضابطہ کے موافق ہے یا نہیں اور ریڈیو، ٹی وی کے علاوہ فون اور فیکس کے ذریعے سے بھی اطلاع ممکن ہے اور خبر مستفیض کے درجہ تک پہنچ سکتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ جدید ذرائع کی وجہ سے ہر ملک کو خبر مستفیض کے درجہ میں اطلاع دینا اور کسی اور ملک سے اطلاع لینا ممکن ہے اور خبر مستفیض پر عمل کرنا شرعا درست ہے۔

لہذا ہر مملکت اسلامی کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی رویت کی اطلاع دیگر ممالک کو دے اور جس مملکت میں چاند کی رویت نہیں ہوتی ہے وہ اور اسلامی مملکت سے اطلاع حاصل کریں تاکہ اسلامی ممالک روزہ اور عید میں ایک دوسرے کے ساتھ متحد و متفق ہوں۔ہم تو یہی تمنا کرتے ہیں کہ پوری امت مسلمہ ایک ہی دن پر روزہ رکھے اور ایک ہی دن پر عید منائے۔

واللہ اعلم

غلام قادر نعمانی عفی عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الشیخ ابو زکریا عبد السلام عبد الروف

امیر جمیعة اشاعة التوحید والسنة علی منهاج السلف الصالحین باکستان

ومدیر الجامعة العربیة لاشاعة التوحید والسنة بده بیر بشاور

وسدیر جامعة تعلیم القرآن لاشاعة التوحید والسنة رستم مردان

رقم المسلسل.......... التاریخ ۲۰:۸:۱۹ ۱۴۱۹ھ

فضیلۃ الشیخ مفتی غلام قادر نعمانی حفظہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امابعد! آپ کا استفتاء بصورت افتاء موصول ہوا اتحاد ملت اسلامیہ کے پیش نظر آپ کی کوشش قابل مدح وتعریف ہے میری رائے آپ کے ساتھ بالکل متفق ہے۔کیونکہ ایک طرف حدیث صحیح مرفوع بطور قاعدہ کلیہ کے موجود ہے اور دوسری طرف عبداللہ بن عباسؓ کا ظاہراً اجتہاد مدنظر ہے جیسا کہ نیل الاوطار کی عبارت کا مدلول ہے۔اسی طرح جمہور فقہاء ملت کا بھی یہی قول ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں اس وجہ سے صاحب بدائع کا قول جمہور کے مقابلہ میں مرجوح معلوم ہوتا ہے جو توجیہ صاحب بدائع کے قول کا ذکر کیا گیا اگر چہ اس توجیہ کے ساتھ میں متفق نہیں ہوں لیکن انفرادی رائے معلوم ہوتی ہے۔اسی طرح یہ فیصلہ اتحاد ملت کے لئے احسن طریق ہے جس سے دشمنان اسلام بھی اختلاف امت سے کچھ مایوس ہو جائیں گے۔ھذا ما عندی وعلم الصواب عنداللہ.

اخوکم فی اللہ تعالیٰ

عبدالسلام غفرلہ

مولانا عبید اللہ چترالی

سنئیر وائس پریذیڈنٹ جمیعت علماء اسلام، صوبہ سرحد، پشاور

مدرسہ تعلیم القرآن باڑہ گیٹ پشاور شہر فون گھر: ۲۱۱۸۴۲-۰۹۱ دفتر: ۲۲۷۵۹۷-۰۹۱

محترم المقام حضرت مولانا مفتی غلام قادر نعمانی صاحب دامت برکاتہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ محترم نے "توحید الصوم والعیدین" سے متعلق جس کاوش کا آغاز کیا ہے اہل علم اور اہل اسلام اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یہ وقت کا ایک اہم ترین مسئلہ ہے مادر علمی جامعہ حقانیہ کا اس بابت امام کا کردار ادا کرنا لازمی ہے۔ ہم جیسے بے بضاعۃ لوگ اس قسم کے اہم مسائل پر رائے زانی کا مقام تو نہیں رکھتے۔ تاہم اہل علم حضرات مدرسے کے مدرسین کرام اور اصحاب فقاہت سے مشاورت کے بعد اس اظہار پر جھجک محسوس نہیں ہوتی کہ مطالع ومغارب میں کم فرق رکھنے والے خطہائے اراضی میں اگر توحید کا قول کیا جائے اور توحید کے لئے انتظامات کرائے جائیں تو زیادہ مناسب اور احکامات اسلامیہ میں مسلیمن کی اجتماعیت اور مخالفین اسلام پر مسلمانوں کا رعب جمانے اور اس اجتماعیت کے ذریعے غیر مسلموں کو اسلام کی طرف راغب کرانے کا ذریعہ ہوگا اور اہل اسلام تشتت وافتراق سے بچ جائینگے۔ میں اور میرے رفقاء "توحید الصوم والعیدین" کی بابت اپنا کردار پوری قوت کے ساتھ ادا کرنے کی یقین دہانی کرتے ہیں۔ تاہم اطلاعا عرض ہے کہ جمعیۃ علما اسلام پاکستان کی طرف سے قائم کردہ مجلس فقہی کا اجلاس ۱۰ امئی کو اسلام آباد میں ہو رہا ہے جس میں تحقیق کے لئے اہم موضوعات کا انتخاب کیا جائے گا۔ فدوی کی کوشش ہوگی کہ اس موضوع کو اولیت کا مقام دیا جائے اور تحقیق کے نتائج سے آپ محترم کو مطلع کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مساعی کو قبول فرمائے۔

والسلام: عبید اللہ خادم علم وعلماء ناظم جمعیۃ علماء پاکستان

جامعۃ تعلیم القرآن والسنۃ
بیرون گنج بشاور، باکستان

الحمدللّٰہ رب العالمین واالصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین. أمابعد!

فقد وصلنی خطابکم ولما قرأتہ فرحت بہ جدا وقلت الحق أحق ان یتبع وان توحید الصوم ولأعیاد بین بلاد المسلمین من أ ھم الأشیاء وبھذا یتمیزون عن الیھودوالنصریٰ الذین ھم اھل تفرق واختلاف ،وھم الآن فی عیدھم (کرسمیس)مختلفون فلا یجوز لنا معاشر المسلمین التشبہ بھم. وقد کنت کتبت فی ذالک فتویٰ مھمۃوذکرت الجواب الصحیح عما استدل بہ من یعتبر اختلاف المطالع.

فجزاک اللہ تعالی علی خیراً بعلی ھذہ الفکرۃ الطیبۃ ونحن معک فیھا و مستعدون لما تأمرونا بھافی ھذا المجال وأسأل اللہ سبحانہ أن یرزقنا الوحدۃفی المعتقد والعمل واتباع السنۃ النبویۃ وترک ما خلفھا من الأراء والمذاھب العنصریۃ وکان یجب ھذاالعمل قبل شھررمضان ولکن اللہ سیجعل فیہ خیرا اذالم نخف لومۃ لائم.

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

أخوکم أبو محمد امین اللہ مدیر الجامعۃ و مؤلف

فتاوی الدین الخالص (١٥) مجلد مخطوط و مطبوع

١٤١٩.٩.٣٠ھ یوم الاحد.

مجلس علماء حیات آباد (پشاور)

گرامی قدر جناب مولانا مفتی غلام قادر صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے ”توحید الصوم والأعیاد لجمیع بلاد المسلمین“ کے بارے میں استفتاء عرصہ ہوا، موصول ہوا ہے اس کے بعد ہماری مجلس کا اجلاس ہوا کافی غور وخوض اور تحقیق وبحث کے بعد مجلس نے متفقہ طور پر آپ حضرات کی رائے گرامی ”توحید الصوم و الأعیاد“ سے اتفاق کیا مادر علمی دار العلوم حقانیہ ملک میں بلکہ تمام عالم اسلام میں ایک امتیازی شان کا حامل ادارہ ہے۔ امت مسلمہ کا ان سے بجا طور پر توقع ہے کہ ان جیسے مسائل میں امت کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیں۔ امت مسلمہ، نسل ورنگ، زبان وصوبوں اور ملکوں کے بتوں کے ذریعے پہلے سے منتشر ہے ستم بالائے ستم یہ کہ اب دین کے نام پر بھی مسلمان ملکوں، صوبوں، ضلعوں بلکہ تحصیلوں تک منقسم ہوگئے ہیں بلکہ ایک گاؤں کے رہنے والے بھی مختلف عیدوں اور روزوں کی بنیاد پر جدا ہوگئے ہیں۔ لہٰذا اس سلسلے میں کی جانے والی ہر کوشش کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں اور مکمل اتفاق کرتے ہیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شرکاء اجلاس

(۱) مولانا سید عبد البصیر شاہ حقانی (۲) مولانا امان اللہ حقانی (۳) مولانا سید نور حسین
(۴) مولانا رفیع اللہ قاسمی (۵) مولانا عبد الرشید حقانی (۶) مولانا غنی اللہ
(۷) مولانا شیر نواب (۸) مولانا محبت خان (۹) مولانا عبید اللہ شاہ

(۱۰)مولانا عطاء الحق درویش (۱۱)مولانا سمیع اللہ حقانی (۱۲) مولانا محمد شعیب

(۱۳)مولانا مقبول احمد (۱۴)مولانا سبحان اللہ (۱۵)مولانا سعید اللہ

(۱۶)مولانا امین الحکیم (۱۷)مولانا شاہ یار علی شاہ (۱۸)مولانا ظاہر الرحمٰن

(۱۹)مولانا حضرت غنی (۲۰)راقم الحروف عبدالولی حقانی

☆☆☆

دارالعلوم احیاء الاسلام ریگی
تحصیل وضلع پشاور

محترم جناب مفتی غلام قادر صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم !امید ہے آپ خیریت سے ہونگے۔ جناب عالی! آپ کا ارسال کردہ مسودہ میں نے حرف بحرف مطالعہ کیا اللہ تعالی آپ کے علم وفکر میں برکت عطا فرمائیں۔محترم آپ نے جو رائے امت کی اتحاد کیلئے قائم کیا ہے ہم اس سے متفق اور قدر کی نگاہ سے آپ کے کوششوں کو دیکھتے ہیں اور مسئلے میں ہر قسم کی تعاون کے لئے تیار بھی ہیں۔

خدا کرے کہ آپ اسمیں پوری طرح کامیاب ہوجائیں۔

والسلام

آپکا مخلص محمد سعید جان

خادم دارالعلوم احیاء الاسلام ریگی

تاریخ: ۲۵ شعبان ۱۴۱۹ھ

قاضی حسین احمد

امیر جماعت اسلامی پاکستان

تاریخ ۹۹-۰۲-۰۱/ شوال ۱۳۹۳

مکرمی و محترمی جناب مولانا غلام قادر نعمانی صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! آپ کا استفتاء موصول ہوا۔ میں آپکا شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمیں مشورے میں شریک کیا میں ذاتی طور پر اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ میں علمی اور اجتہادی مسائل میں اپنی رائے دے سکوں اس کے لئے ہم علماء کرام پر اعتماد کرتے ہیں اور ان کے مشوروں اور ان کے فتاویٰ کے مطابق موقف اختیار کرتے ہیں اگر چہ علماء کرام کی مختلف آراء کی بنا پر ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دینی پڑتی ہے۔

میں نے باقاعدہ علمی جواب کے لئے مولانا عبد المالک صاحب مہتمم ادارہ معارف اسلامی منصورہ سے گزارش کی تھی۔ انھوں نے اپنی رائے دی ہے جو منسلک ہے بنا ہم پاکستان کے علماء کرام جو اجتماعی رائے بنائیں گے ہم انشاء اللہ اس کی پابندی کریں گے۔

آپ نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ اگر ایک مقام پر رؤیت ثابت ہو جائے اور علماء کرام شہادت کو قبول کرلیں اور دور حاضر کے ذرائع مواصلات کے ذریعے وہ خبر دوسرں تک پہنچ جائے تو دوسرے مقامات کے علماء کرام اور حکام مجاز کو اس کے مطابق اعلان کر دینا چاہئے کیونکہ فقہ حنفی کے مطابق اختلاف مطالع کے باوجود ایک مقام کی شہادت پر دوسرے مقامات کے حکام مجاز حکم صادر کر سکتے ہیں اور موجودہ دور کے ذرائع مواصلات آپ کے خیال میں قابل اعتماد ہیں۔

آپ کی یہ رائے صائب ہے اور مجھے اس سے اتفاق ہے کیا ہی اچھا ہوگا کہ سب علماء کرام اس رائے پر متفق ہو جائیں۔ میں اس مسئلے اور پہلوں بھی آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔قرآن میں ارشاد ربانی ہے''والشمس والقمر بحسبان'' اس سے ثابت ہوا کہ سورج اور چاند ایک مقررہ حساب سے چلتے ہیں یہ حساب اتنے یقین سے دور حاضر میں ضبط کرلیا گیا ہے کہ چاند اور سورج گرہن کے بارے میں ماہرین قبل از وقت پوری تفصیل بتا دیتے ہیں کہ کس مقام پر کس وقت کتنی دیر کے لئے کس مقدار میں سورج یا چاند گرہن دیکھا جاسکے گا۔چاند کے کسی خاص حصے میں سیٹلائٹ یا آدمی اتارنے کے لئے زمین اور چاند کی گردش کی رفتار کا حساب لگا کر سیٹلائٹ کو آسمان کی بلندیوں کی طرف روانہ کردیا جاتا ہے زمین کے ہر مقام پر چاند کے طلوع وغروب کا وقت اسی صحت کے ساتھ معلوم ہے جس صحت کے ساتھ روزانہ سورج کے طلوع وغروب کا وقت بتایا جاتا ہے۔اگر اس طرح قابل اعتماد ذرائع کے مطابق معلوم ہو کہ چاند سورج سے کتنے منٹ پیچھے رہ جائے گا یا کتنے منٹ اس سے پہلے ہی افق کے نیچے چلا جائے گا تو علماء کرام کو اس پر بھی غور کرنا چاہیے کہ رؤیت کی شہادت لیتے وقت کسی درجہ میں گردش کے اس یقینی حساب کو بھی مدنظر رکھیں۔اللہ تعالیٰ نے چاند اور سورج کو ایک نظام میں باندھ رکھا ہے اور یہ ایک نظام الاوقات اور حساب کے پابند ہیں جسے یقینی طور دور حاضر کے ماہرین نے معلوم کرلیا ہے اور اس علم کی صحت مشاہدے سے ہر خاص وعام پر ثابت ہے۔

امید ہے آپ اپنی مساعی جمیلہ سے علماء کرام کو یا تو ایک رائے پر جمع کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے یا اگر وہ جمع نہیں ہوسکتے تو کم از کم انہیں اس پر آمادہ کرلیں گے کہ زندگی کے تمام امور سے ان کو بے دخل کر کے حکام نے انہیں رؤیت ہلال کے مخمصے میں ڈال

رکھا ہے اور جس وقت پوری امت رمضان المبارک یا عیدین کے موقع پر ہمہ تن گوش ہوتی ہے ان کی طرف سے بروقت فیصلہ آنے کی بجائے وہ خود تماشہ بن جاتے ہیں۔ سیکولر قیادت نے شریعت مطہرہ کو زندگی کے معاملات سے بے دخل کر دیا ہے اور علماء کرام کے دائرہ کو چند رسوم کی آدائیگی تک محدود کر دیا ہے، اندریں حالات علماء کرام یا تو اپنا اصل مقام قیادت واپس لینے کے لئے متحد ہو جائیں یا باقی معاملات کی طرح رؤیت ہلال کا معاملہ بھی ان کے سپرد کر دیں۔

والسلام

خاکسار (قاضی حسین احمد)

ادارۂ معارف اسلامی

منصورہ، لاہور، پاکستان

(اختصار کیلئے ہم نے تفصیل حذف کر دی ہے)

وقد مضى على ظهور هذاالذين مدة اربعة عشرقرنا لا نعلم منها فترة جرى فيها توحيد الامةالاسلامية على رؤيته واحدة .فان اعضاء الهيئة يرون بقاء الامر على ما كان عليه وعدم اثارة هذالموضوع وان يكون لكل دولة اسلامية حق اختيار ما تره بواسطة علمائها من الرايين المشار اليهما فى المسئلة اذ لكل منهما ادلته ومستنداته ،،

دونوں فتاویٰ اور فیصلوں کی نقول اس عریضہ کے ساتھ ملحق ہے۔ خلاصۃ الکلام یہ ہے کہ اس وقت علماء کی ذمہ داری ہے کہ آپس میں ایسا اتحاد کریں کہ نفاذ شریعت کی راہ ہموار ہو ملک

میں اختلاف مطالع کا قطعاً کوئی بہانہ کوئی قابل اعتبار نہیں بلکہ جن ممالک میں دن رات کا اختلاف نہیں ہے ان میں بھی ایک جگہ کی رؤیت ثابتہ شرعیہ پر دوسرے ممالک عمل کرسکتے ہیں،

والسلام

عبدالمالک

شعبہ استفسارات

جامعہ مرکز علوم اسلامیہ منصورہ وادارہ معارف اسلامی لاہور

پروفیسر ڈاکٹر سعید اللہ قاضی

بی اے (انرز) ایم اے، پی ایچ ڈی (پشاور) ایم لٹ (کیمبریج)

برادرم غلام قادر نعمانی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے استفتاء کے پمفلٹ ملا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ ”توحید الصوم والأعیاد“ کے بارے میں، میں صاحب بدائع کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں کے مطالع اگر بہت زیادہ مختلف نہیں ہیں تو ” توحید الصوم والأعیاد “ ممکن ہے مگر مطالع اگر بہت زیادہ مختلف ہیں یعنی ۷، ۸، ۹ گھنٹے کا فرق ہے تو پھر عیدیں اور روزے کے دن مختلف ہوسکتے ہیں جو وسعت کی علامت ہے۔

آپ کا بھائی

سعید اللہ

الشیخ راحت گل

مرکز علوم اسلامیہ راحت آباد پشاور

محترم المقام حضرت مولانا مفتی غلام قادر زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

جناب عالی! میں بیرون ملک سفر پر تھا واپسی پر ڈاک میں آجناب کی طرف سے وقت کے اہم ترین مسئلہ پر استفتاء ملا آپکا شکر گزار ہوں کہ ایسے نازک دینی مسئلہ پر ناچیز کو اظہار خیال کا موقع عطا فرمایا۔ یہ حقیقت محتاج بیان نہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر جس قدر انبیاء اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مبعوث فرمائے اور جس قدر کتابیں منجانب اللہ نازل ہوئیں ان سب کا خاتمہ ہو چکا۔

نبی کریم ﷺ خاتم النبین ہیں، قرآن مقدس خاتم الکتب سماوی اور امت مسلمہ خاتم الامم۔ اسلام وہ دین ہے جس میں وحدت امت کو اساسی اہمیت دی گئی ہے۔ جس کی مثال دیگر اقوام میں سے کوئی بھی اپنے مذہبی، سیاسی اور معاشرتی نظام میں پیش کر نہیں سکتے۔ اور نہ کسی کے پاس ایسا کوئی نظام ہے۔ مگر افسوس اس وقت امت مسلمہ جس بری طرح اغیار کے پنجہ استبداد کی گرفت میں پھنس چکی ہے اس کا واحد سبب انتشار امت ہے جو کسی بھی ذی علم سے مخفی نہیں۔

میں نے اس موضوع پر متعدد رسالے اردو اور عربی میں لکھے ہیں جن کے آخر میں یہی تجویز پیش کی ہے۔ بطور نمونہ دو رسالے ارسال خدمت ہیں۔

آپ نے اس سلسلے میں جو قدم اٹھایا ہے قابل ستائش ہے اس مسئلہ پر آپ نے جن

فقہی مسائل کا تذکرہ کیا ہے مجھے اس کے ساتھ اتفاق ہے نیز یہ بھی پیش نظر رہے کہ اگر مقامی طور پر رؤیت ہلال کے بارے میں سعودی مملکت سے اختلاف کیا جائے تو پھر یوم العرفہ اور یوم الحج میں بھی فرق آجاتا ہے۔

اختلاف مطالع پر فقہاء جو موقف رہا ہے، ماضی میں اس کے بارے میں چارہ کار نہ تھا۔ لیکن اب جدید دور میں پیغام رسانی اور ذرائع ابلاغ میں قابل اعتماد ترقی ہو چکی ہے۔ میری تجویز بھی یہی ہے فی الحال مشرق وسطی بلکہ براعظم ایشیاء اور افریقہ کے بعض ممالک کے لئے ایک ہی مرکز رؤیت قائم کیا جائے جس کا فیصلہ ان تمام ممالک کے لئے قابل قبول ہو بلکہ وہ پابند ہو کہ اس پر عمل کریں۔

اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ پاکستان میں رؤیت ہلال پر اختلاف وانتشار کا باعث خود حکومت پاکستان ہے۔ میں خود مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کا رکن رہ چکا ہوں مجھے یہ تلخ تجربہ ہو چکا ہے۔ بہر حال آپ کے ارسال کردہ استفتاء کے اختتام پر حضرت مفتی صاحب کے بحث کا جو خلاصہ درج ہے۔ اس پر عمل کیا جائے تو مجھے اس سے پورا پورا اتفاق ہے۔ مگر اس میں خود حکومت کی بدظنی، عدم توجہ اور حاکم مجاز کا فقدان سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ میرے ارسال کردہ کتابچوں میں جو تجاویز درج ہیں اگر اس پروگرام میں شامل کئے جاسکیں تو بہتر، ورنہ جو آپ کرسکیں، وہی کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے مساعی جمیلہ میں برکت عطا فرماوے ناچیز کی مکمل تائید اور تعاون حاضر ہے۔ فقط والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خادم راحت گل

۱۳ ار مضان المبارک ۱۴۱۹ھ بمطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۹۸ء۔

بسم الله الرحمن الرحیم

الدکتور محمد اکرم

ملتان ۲۶ دسمبر ۱۹۹۸ء

محترم ومکرم غلام قادر نعمانی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جس مسئلہ کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے وہ نہایت اہم مسئلہ ہے۔عرصہ دراز سے میرے دل میں یہ خواہش چل رہی تھی کہ کوئی ایسا ذریعہ ہو جس کے ذریعے پوری دنیا کے مسلمان ایک ہی دن روزہ رکھیں، ایک ہی دن عید کریں اور ایک ہی دن حج کریں۔اس کا اظہار میں وقتاً فوقتاً دوستوں (اہل علم) سے بھی کرتا رہا اور کرتا رہتا ہوں۔اب آپ کی علمی کاوش کا پڑھ کر دل کو بے حد درجہ اطمینان ہوا ہے۔میں اتفاق کرتا ہوں کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اجتماعی بصیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک ہی دن روزہ اور عیدیں کی نماز ادا کریں۔

ڈاکٹر محمد اکرم شعبہ اسلامیات
بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی (ملتان)

ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک لرننگ

کراچی یونیورسٹی۔کراچی ۷۵۲۷۰ پاکستان

حافظ محمد شکیل اوج

ایم اسلامک سٹڈیز (گولڈ میڈل)، ایم اے جرنلزم۔ایل ایل بی۔فاضل درس نظامی۔اسٹنٹ پروفیسر

محترم جناب مفتی غلام قادر نعمانی صاحب

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ (سرحد) پاکستان

السلام علیکم! آپ کا مراسلہ استفتاء مع فتویٰ موصول ہوا۔اس کے مندرجات پڑھ کر آپ کے فکر و آگہی سے واقفیت ہوئی۔جس دردمندی کے ساتھ آپ نے مسئلہ پر لکھا ہے وہ خوب اور قابل داد ہے "**لاشبہ توحید الصوم والأعیاد**" عصر حاضر کی ایک اہم ضرورت ہے، اس مسئلہ میں راقم آپ سے اتفاق کرتا ہے۔نیز اس امر کا اظہار بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ اس مسئلہ میں جانبین کے دلائل کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد اگر راقم پر حق اسکے برعکس منکشف ہوا تو وہ اسکی تحریری اطلاع آپ کو ضرور دے گا۔

علاوہ ازیں ایک یادگار تصویر بھیج رہا ہوں۔یہ جون ۱۹۹۵ء کی ہے۔یہ تصویر جس طرح مجھے آپکی یاد دلاتی ہے ویسے ہی آپ کو بھی یاد دلائے گی۔والسلام

محمد شکیل اوج

۱۲ جنوری ۱۹۹۹ء

۶۶۸/۲ شاہ فیصل کالونی کراچی ایسٹ۔کراچی

باسمہ تعالیٰ

مدرسہ انوار العلوم خلوڈاگ

مہمند ایجنسی سرحد پاکستان

تاریخ: ۱۵ شوال ۱۴۱۹ھ

مکرمی جناب مفتی غلام قادر صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

"توحید الصوم والعیدین" کیلئے ہم آپ سے متفق ہیں، ہمارا پہلے بھی یہی مؤقف تھا اور مستقبل میں بھی یہی مطالبہ کریں گے کہ کسی طرح پوری امت مسلمہ کے روزے اور عید ایک ہی دن ہوجائیں۔

جس طرح اس سے پہلے ۱۴۱۱ھ میں پوری دنیا کے مسلم برادری نے ایک ہی دن روزہ اور عید کی خوشیاں منائیں اسی ۱۴۱۳ھ میں پاکستان اور عرب ممالک کی حکمتوں کے روزے اور عیدیں ایک ہوگئیں پھر ۱۴۱۴ھ میں صرف ایران اور پاکستان کے علاوہ تمام دنیا مسلمانوں نے توحید الاصیام والعیدین کا مظاہرہ کیا۔

بہرحال ہم آپ کے جذبے کے بھرپور تائید کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ والسلام

فضل معبود عرف صاحب حق

مولوی جان محمد

مولوی نور محمد

مولوی محمد امین

مولوی بسم اللہ جان رحیمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدرسہ نصرت العلوم شمشاہ

قوم بابازئی مہمند ایجنسی

تاریخ ۵/۰۱/۹۹

منی السلام الیٰ من لست انساه .ولا یمل لسانی قط ذکراه.........فان غاب عنی فان القلب مسکنه و من یکون فی قلبی کیف انساه فضیلة الشیخ الاخ المحترم مفتی غلام قادر صاحب السلام علیکم و رحمة الله و برکاته!.

وبعد الحمد لله نحن بخیر وعافیةو نسئل الله تعالیٰ صحتکم وعافیتکم وصلنی کتابکم المبارکة فی الایام المبارکة و حصل لی من الفرح والسرور .عند تلاوت کتابکم المبارکة ونسئل الله تعالیٰ ان یوفقکم لهذالامر العظیم لان الاستفتاء من کبار علماء الملة الاسلامیة امر عسیر غیر یسیر الا من وفق الله فهذا التدبیر لتوحید الصوم العید فی الدول کلها اوفق عندی .لان الکفار یضحکون و یسرون با ختلافنا فی امور دیننا و نحن ای الملة المسلمة لا یعبأون بهذه المسئلة .فاللازم علینا حل هذه الاختلاف فبعد التدبر یلزم علینا العمل بمذهب الاحناف .وا لحمد لله نحن احناف .و بمذهب الاحناف یحصل لنا المرام و هو توحید الصوم العید علیٰ الدول کلها .

فأنا مشکور لسعیکم ومؤید لکلامکم .والله الموفق

مولوی فضل اللہ شمشاہ مہمند

بسم الله الرحمٰن الرحیم

جامعہ الاسلامیہ الفریدیہ

کانگڑہ شبقدر فورٹ

پشاور پوسٹ کوڈ ۲۴۶۳۰ فون: ۲۸۱۷۸۶ کوڈ نمبر: ۰۵۲۱

باسمہ تعالیٰ! ہم حضرت مفتی غلام قادر صاحب مدظلہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مضمون وحدت رمضان وعیدین سے مکمل اتفاق رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جس طرح المملکۃ العربیہ السعودیہ ہمارا روحانی مرکز ہے اسی طرح اگر رمضان وعیدین میں بھی ان کو مرکز مانا جائے اور اختلاف مطالع کو اعتبار نہ دیا جائے تو مسلمانوں کے لئے باعث رحمت واتفاق ہوگی۔

خان محمد بقلم خود — انوار الحبیب قریشی بقلم خود

روح اللہ مدرسہ بقلم خود (صدر مدرس) — فضل معبود (مہتمم جامعہ مظہر العلوم کانگڑہ)

سراج الدین غفرلہ حقانی (امیر العلماء کانگڑہ) — مغفور شاہ

فیض محمد عفی عنہ (مدرس جامعہ فریدیہ کانگڑہ) — عطاء الرحمٰن بقلم خود (ناظم جامعہ مظہر العلوم کانگڑہ)

ایاز احمد حقانی عفی عنہ (مہتمم جامعہ اسلامیہ فریدیہ)

فیض محمد عفی عنہ

۱۹ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ

مولوی نورالحق مہتمم ومفتی دارالعلوم فیض الاسلام نستہ

تاریخ:۹۸۔۱۲۔۰۷

جناب مولانا مفتی غلام قادر نعمانی صاحب زاداللہ شرفکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! خیرت جانبین نیک نصیب باد! عرض ہے کہ آپ صاحبان نے توحید الصوم والعید کے متعلق رائے طلب کی تھی آپ صاحبان بہت مضبوط دلائل علیٰ عدم اعتبار اختلاف مطالع پیش کیے ہیں ہمارا اس کے ساتھ اتفاق ہے۔ اگر سارے افغان علاقے یعنی افغانستان، آزاد قبائل، بلوچستان اور صوبہ خیبر پختونخوا روزے اور عید پر متفق ہوگئے تو یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی اس کیلئے میری یہ تجویز ہے کہ آپ صاحبان مندرجہ ذیل علمائے کرام سے رابطہ کریں تو انشاء اللہ ہمارے افغانوں کا روزہ اور عید ایک ہوگا۔

(۱)۔صاحب حق صاحب رجڑ جو کہ ہمارے ہشتنگر دوآبہ ٹونگرہ داؤدزئی کا سنٹر ہے اور یہاں کا فیصلہ سب کو منظوت ہوتا ہے (۲) جناب مولانا حمد اللہ جان صاحب ڈاگئی صوابی جو کہ مردان صوابئ تا ملاکنڈ کا سنٹر ہے (۳) مولانا محمد احمد صاحب شیر گڑھ جو کہ یوسفزئی بائزائی تابونیر سوات علماء کا سنٹر ہے (۴) مولانا الحاج سید روح اللہ شاہ صاحب جو کہ دوآبہ کے علماء کا سنٹر ہے (۵) مولانا مفتی شہاب الدین پشاور اور مولانا بجلی گھر صاحب جو کہ ضلع پشاور کے علماء کا سنٹر ہے۔

لہذا اگر یہ علماء آپ صاحبان کے ساتھ متفق ہوگئے تو انشاء اللہ ہمارا عید و روزہ بیک روز متفقہ ہوگا۔

آپ کا تابعدار

نورالحق مہتمم دارالعلوم نستہ

دار العلوم رحمانیہ (رجسٹرڈ)

نحقی دوآبہ براستہ بلگرام ضلع وتحصیل چارسدہ

نمبر۔۔۔۔۔۔ تاریخ ۹۸-۱۲-۲۴/۵ رمضان المبارک ۱۴۱۹

محترم المقام مفتی غلام قادر نعمانی صاحب مدظلکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد از سلام عرض ہے کہ آپ نے توحید الصوم والاعیاد کے سلسلہ میں تحقیق ومحنت کی ہے وہ قابل تحسین ہے بندہ آپ کے ساتھ اس مسئلہ میں مکمل اتفاق کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ آپ کے کاوش کو نتیجہ خیز کریں اور اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کے لیئے دنیا وآخرت دونوں میں کامیابی کا ذریعہ بنائیں۔

والسلام

سید عنایت الرحمٰن

مولانا محمد احمد

مہتمم دار العلوم اسلامیہ عربیہ (رجسٹرڈ) شیر گڑھ ضلع مردان تاریخ: ۲۰/۱۲/۹۸

محترم جناب مولانا مفتی غلام قادر نعمانی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے خیریت سے ہونگے درست شرعی طریقہ کار کے موافق "توحید الصوم والاعیاد" کا انتظام ہوسکے تو بہتر ہے اور ہم اس بارے میں آپ کے ساتھ متفق ہیں۔ فقط

والسلام بندہ

محمد احمد عفی عنہ

مولوی فضل غنی فاضل دیوبند
مقام میاں خان ضلع وتحصیل مردان

بخدمت اقدس جناب مفتی غلام قادر نعمانی زید عمرہ وعلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

گزارش ہے کہ آپ نے ،،الحق،، ماہ شعبان ۱۴۱۹ھ رواں میں وحدت رمضان اور عیدین کے متعلق جو تحقیقات درج فرمائیں اور آراء بھی طلب فرمائے۔آپ نے بڑی مشقت سے کام لیا ہے اس کا اجر اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے۔علمی لحاظ سے تو یہ بات مسلم ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے اور اس پر احسن الفتاویٰ کے حوالہ سے پاکستان کے مفتیان کرام اور اکابر علماء دیوبند کا فیصلہ درج فرمایا ہے اور جن حضرات کے دستخط سے وہ متفقہ فیصلہ ہو چکا ہے وہ سب حضرات اس وقت مرقدوں میں راحت فرما رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے قبروں پر رحمت نازل فرفائیں۔آمین

تفصیل کے بعد۔البتہ میرے ناقص رائے میں اس کی صرف یہ صورت ہے کہ حکومت کے ذریعہ عام اعلان اور قانون کے طور پر یہ طے کر لے کہ حکومتی اعلان کے سوا کسی فرد کو شھادت رویت ہلال کی اجازت نہیں ہے۔اور نہ کسی عالم کو شھادت لینے کی اجازت ہے جیسا کہ سعودی حکومت میں ہو رہا ہے۔

اس پابندی کی وجہ سے علماء بھی عوام کے گالی گلوچ سے بچ جائیں گے اور وحدت رمضان وعید بھی ہو جائے گی۔یہ قانون علماء بھی تسلیم کر لیں۔

(الجامعہ)

دار العلوم تعلیم القران۔ المرکز العظیم لاشاعت التوحید والسنہ

شاہ پور۔ سوات ۲ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماکتبہ الشیخ المفتی غلام قادر حق عندنا لا سیما اذا کان فیہ اتحاد المسلمین لان الاتحاد بین المسلمین فرض لقولہ تعالیٰ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا. فقط.

شیخ القران محمد افضل خان

شاہ پور۔ شانگلہ۔ سوات ۲ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ

کتبہ عبد الرحیم عفی عنہ ناظم تعلیمات جامعہ تعلیم القران شاہ پور

دار العلوم سعیدیہ رجسٹرڈ اوگی

الجواب باسمہ ملهم الصواب

نوافقکم فی ھذہ المسئلة ولا یوجد شئی ما یصیر مانعامن امضائہ فی مملکة واحدة وبلاد العالم و ان صارت کبلد واحد بسبب الآلآت الجدیدة لکن نخاف ان لا نفوز لی ھذا المرام فی جمیع البلاد الاسلامیة لاختلاف الولایات و تعسر وصول الشھادة من البلاد المختلفة لان الشھادة لا بد لھا من حضور الشاھد فی مجلس الحکم لینبغی ان تصرف قوانا او لا فی توحید الصوم والاعیاد فی المملکة الواحدة ثم فی جمیع البلاد الاسلامیة. واللہ یوفقکم لما یحب و یرضیٰ.

الجواب الصحیح. احقر سعید الرحمن

ریاض احمد ::: دار الافتاء دار العلوم سعیدیہ اوگی

۳ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ (فتویٰ: ۱۵۴۴)

الجواب الصحیح۔ حفیظ الرحمٰن غفرلہ

مدرسہ عربیہ مظہر العلوم

مینگورہ سوات

عمدۃ الفقہ ج۳:ص ۲۴۸: کتاب الصوم میں عبارت ذیل ہے۔

امام زیلعیؒ شارح کنز نے کہا ہے کہ اختلاف مطالع کا معتبر نہ ہونا قریبی شہروں میں ہے یہ حکم بہت زیادہ فاصلہ والے شہروں کے لئے نہیں ہے اور تجرید القدوری میں بھی اسی طرح کہا ہے اور امام جرجانیؒ نے بھی اسی طرح کہا ہے، حضرت انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہے کہ زیلعیؒ کا قول ماننا ضروری ہے ورنہ لازم آئیگا کہ عید الفطر کبھی ستائیسویں، اٹھائیسویں، تاریخ کو واقع ہو یا اکتیسویں، بتیسویں تاریخ کو واقع ہو پس بلاشبہ قسطنطنیہ کے شہروں میں پہلے رات کا چاند ہماری پہلی رات کی چاند پر اکثر دو دن مقدم ہوتا ہے پس اگر ہم اپنے ہاں کی رویئت پر روزے رکھیں پھر ہمیں قسطنطنیہ کے شہروں کی چاند کی خبر شرعی طریقے پر پہنچ جائے تو ہمیں عید الفطر کو دو دن پہلے کرنا لازم آئے گا۔۔۔الخ،

اخیر میں لکھا ہے کہ رویئت ہلال میں اختلاف کو معتبر ہونے یا نہ ہونے کے لئے دور اور نزدیک کی کوئی حد ہمارے فقہاء نے معین نہیں کی ہے بلکہ یہ مبتلی بہ پر چھوڑ دی گئی ہے اور فقہائے شافعیہ نے اسکی کچھ حد مقرر کی ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

رحیم اللہ عفی عنہ

دارالعلوم حفظ القرآن
متصل پل صوابی جہانگیرہ تحصیل وضلع نوشہرہ

تاریخ ۱۹۹۹-۱۰-۱۶

محترم جناب مفتی غلام قادر نعمانی صاحب

السلام علیکم:

جناب کی طرف سے الاستفتاء اور خبریں اخبار میں ۴ جنوری کے ایڈیشن میں بعنوان: عالم اسلام بیک عید منائے: موصول ہوئے۔ دونوں مضامین نہایت ہی کارآمد اور قیمتی آراء پر مبنی ہیں۔ بلکہ دنیائے اسلام کے ہر فرد کی یہی خواہش ہے کہ جن مملک میں صرف چند گھنٹوں کا کن ورات میں فرق ہے۔ تو بلاشبہ ہو ایک دن عید اور ایک ہی دن روزہ رکھ سکتے ہیں۔ ہمارے دارالعلوم میں جملہ علماء کرام جناب کی رائے سے مکمل طور پر متفق ہیں اور آپ کی رائے کی پرزور تائید کرتے ہیں۔

واسلام

فقط قاری عبدالعزیز

مہتمم دارالعلوم حفظ القرآن جہانگیرہ۔

☆☆☆☆

جامعہ عربیہ خلفیہ سراج العلوم (رجسٹرڈ)

جبوڑی ضلع مانسہرہ صوبہ سرحد پاکستان جون: ۱۴

(اختصار کیلئے تفصیل حذف کردی گئی ہے)

واختلف فی تأویل قول ابن عباس هذا فقیل رده لأنه خبر واحد و قیل رده لأن الاقطار مختلفة فی المطالع وهو الصحیح (ابن العربی)

دعوات صالحه دکی التجاء هے.

هذا ما عندی و العلم التامه عند العزیز العلامفقط والسلام مع الوف الاکرام

جس طرح آپ حضرات محققین کی رائے ہے اسی سے اتفاق ہے۔

الراقم

سید غلام نبی شاہ عفی عنہ

خادم جامعہ عربیۃ حنفیہ سراج العلوم

جامع مسجد جبوڑی

۱۱ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ

☆☆☆

دارالافتاء (دارالعلوم کراچی)

الجواب حامداً و مصلیا:

حنفیہ کے اصل مذہب میں اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے اس لئے ایک جگہ کی رؤیت سے پورے عالم اسلام میں روزہ رکھنا اور عید کرنا جائز ہے اور موجودہ حالات میں اس اصل مذہب پر عمل کا فتوی کیا جاسکتا ہے۔ البتہ اس میں دو شرطیں ہیں پہلی شرط یہ ہے کہ جس جگہ کی رؤیت کا اعتبار کیا جارہا ہے وہاں رؤیت کا ثبوت شرعی ضابطہ شہادت (جسکی مکمل تفصیل کتب فقہ میں ہے) کے مطابق ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ وہ خبر دوسرے شہروں میں طریق شرعی سے پہنچے، طریق شرعی یہ ہے کہ دو آدمی آکر یہ گواہی دیں کہ ہم نے خود چاند دیکھا ہے یا یہ گواہی دیں کہ ہمارے سامنے فلاں شہر کے قاضی نے چاند دیکھنے کی شہادت قبول کر کے چاند ہو جانے کا فیصلہ کیا ہے یا خبر مستفیض ہو جائے۔ اگر یہ دو شرطیں پائی جائیں تو اختلاف مطالع کے غیر معتبر ہونے کی بنیاد پر دنیا بھر میں رمضان و عید ایک دن ہونے کا انتظام ممکن ہے۔

بشرطیکہ اسلامی حکومتیں اس پر متفق ہو کر مذکورہ بالا شرائط پوری کرنے کا اہتمام کریں۔

واللہ تعالی اعلم

الجواب صحیح
احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ

الجواب صحیح
محمد عبدالمنان عفی عنہ

سید حسین احمد
دارالافتاء دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴
۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵

سماحة الشيخ مفتی غلام قادر نعمانی زيد معاليكم

السلام عليكم ورحمة الله و بركاته اما بعد . فقد وصلت الى رسالتكم القيمة المكتوبة فى مسئلة التوحيد الصوم والعيد فى جميع الممالك الاسلامية و سررت جدا بتحقيقاتكم الثمينة.

فنحن متفقون معكم فى هذه المسئلة و نسئل الله تعالى ان يوفق العالم السلام علماء الاسلام على هذه المسئلة و كتب على هذا الموضوع بعض العلماء و لكن ماالتفت احدا الى هذه المسئلة و حقيق بأن يتوجه اليها العلماء. والسلام عليكم

أخوكم فى الدين مفتاح لله عفى عنه

٦ رمضان المبارك ١٤١٩ھ

مدرس جامعة العلوم الاسلامية بنورى تاؤن

و صدر المدرسين بمدرسة تعليم الاسلام بكشن عمر سهراب گوٹھ

حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد یوسف صاحب لدھیانوی کی رائے گرامی

جواب: اس ناکارہ کی صحت وقوت ایسی نہیں کہ مسائل کی تحقیق وتفتیش کر سکے۔ اس لئے صفحہ ۷ پر آپ نے جن اکابر کا نام ذکر کیا ہے میں انکا مقلد محض ہوں۔ والسلام۔

محمد یوسف عفا اللہ عنہ کراچی ۲۰۔۱۰۔۱۹ھ

دارالافتاء جامعۃ منظور الاسلامیۃ لاہور: الجواب: لقد اصاب من اجاب

عزیز الرحمان خادم دارالافتاء جامعۃ منظور الاسلامیۃ عیدگاہ صدر لاہور چھاؤنی پاکستان

دارالافتاء

جامعہ قاسم العلوم ملتان پاکستان فون گلگشت: ۵۲۲۳۴۴-۰۶۱ پوسٹ کوڈ: ۶۰۷۰۰

صحیح اور مختار مذہب کے موافق اختلاف مطالع ہلال صوم وفطر میں معتبر نہیں۔ یہی راجح اور معتبر اور ظاہر الروایات کے موافق ہے واختلاف المطالع غیر معتبر علی ظاهر المذهب و علیه المشائخ و علیه الفتوى بحر عن الخلاصة۔

ہمارے لئے فقہائے محققین کی رائے گرامی ہی حجت نامہ ہے۔ فقط

حفظہ منظور احمد

یکم رمضان ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۲ دسمبر ۱۹۹۸

خواجہ محمد عبدالماجد صدیقی

خلیفہ پیر طریقت شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی فرید صاحب رروبوی نقشبندی مجددی مکیر جامعہ مالکیہ للعلوم الاسلامیۃ جامع مسجد صدیقیۃ (ایک مینار والی) کالونی خانیوال پاکستان۔

فضیلۃ الشیخ حجرت مفتی محمد غلام قادر نعمانی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ خیریت موجود عافیت مطلوب ہے بندہ تحقیق مذکورہ کے ساتھ اتفاق رائے رکھتا ہے۔ اور دعا گو ہے کہ آپکی یہ خدمت ملت اسلامیہ کیلئے اللہ قبول فرمائے اور آپکو مزید ہمت واجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

محمد عبدالماجد

مکتبہ حقانیہ جی ٹی روڈ، ہسپتال روڈ ملتان

بخدمت اقدس حضرت مولانا غلام قادر دامت براکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وحدت صوم وعید کے سلسلے میں آپ محترم کا مرسلہ پملفٹ موصل ہوا۔ جواباً عرض ہے۔ علامہ زیلعی حنفی، علامہ انور شاہ، علامہ شبیر احمد عثمانی اور علامہ محمد یوسف بنوریؒ کے تحقیق کے مطابق اس مسئلہ میں مقامات قریبہ وبعیدہ کا فرق لازم ہے جیسا کہ فتح الملہم اور معارف السنن سے واضح ہوتا ہے ورنہ بعض صورتوں میں لازم آئے گا کہ مہینہ انتیس سے کم تیس سے زائد بھی ہوسکتا ہے جو نص صریح کے خلاف ہے۔ علامہ انور شاہؒ فرماتے ہیں کہ زیلعی کا قول تسلیم کرنا لازم ہے۔ علامہ عثمانی فرماتے ہیں جہاں ایک دن کا فرق پڑتا ہو وہاں واختلاف مطالع معتبر نہیں اس سے زائد میں معتبر ہونا چاہیے۔ حضرت بنوریؒ فرماتے ہیں جمہور اکابر کے سامنے موجودہ نظام مواصلات نہیں تھا ورنہ وہ اتنی وسعت نہ فرماتے۔ راقم آثم نے ملتان میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ صاحب کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ موجودہ مواصلات کے پیش نظر تین چار روز کا فرق بھی ہوسکتا ہے۔ اگر ایک جگہ مثلاً پچیس رمضان کو دوسرے مکان کی رویت شرعی طریق سے ثابت ہو جائے تو ان کے چار پانچ روزوں کا کیا بنے گا؟ تو حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ قضا کریں۔ میں نے عرض کیا باہمت متقی لوگ کریں گے۔ لیکن لاکھوں عوام روایتی تکاسل کے بنا پر اس سے قاصر رہیں۔ مفتی صاحب کو ایسا فتوی نہیں دینا چاہیے جس سے لاکھوں عوام کی عبادت متاثر ہوں اور ان میں خلل پڑے۔ اس پر حضرت مفتی صاحب قدس سرہ نے سکوت فرمایا۔ بہرحال بندہ کی ناقص رائے مذکورہ بالا اکابر کے ساتھ ہے۔ نیز عرض ہے بندہ سات آٹھ ماہ سے صاحب فراش ہے۔ فالج کے مرض میں مبتلا ہے اب قدرے افاقہ ہے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

دعا جو دعا گو

فیض احمد بقلم مسعود احمد (۲۷ شعبان ۱۴۱۹ھ)

دارالافتاء

دارالعلوم فیصل آباد

فصل مسئلة اختلاف المطالع الشیخ شبیر احمد العثمانیؒ فی فتح الملهم ج:۳ص: ۱۳ ا و هذا نصه نعم ینبغی ان اختلفها لزم منه التفاوت بین البلدتین باکثر من یوم واحد لان النصوص مصرحة یکون السهر تسعة و عشرین او ثلاثین فلاتقبل الشهادة ولا یعمل بها فیما دون اقل العدد و لا فی ازید من اکثر والله سبحانه وتعالی اعلم. وقال المفتی محمد شفیع فی رسالة رؤیت هلال فی الاردیه۔

امام اعظمؒ ابوحنیفہ سے ظاہر روایت یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہ کیا جائے اس جو عام فقہائے راجح قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ مشرق مغرب کے فاصلہ میں اختلاف مطالع کو غیر معتبر قرار دیکر ایک جگہ کی رؤیت کو دوسری جگہ کیلئے حجت قرار دیا ہے اور ایک جماعت حنفیہ نے آخری قول کو اختیار کیا کہ بلاد بعیدہ میں اعتبار کرنا چاہئے فقہاء حنفیہ میں زیلعیؒ اور صاحب بدائع وغیرہ جن کی جلالت شان فقہائے حنفیہ میں سلم ہے۔ انہوں نے اسی آخری قول کو ترجیح کے قائل تھے۔ رؤیت ہلال ص:۷۱،۷۲۔

فنحن نقول بهذا القول یعنی یعتبر اختلاف المطالع ان الزم منه التفاوت بین البلدتین باکثر من یوم کما کتبت اولا من کتاب فتح الملهم. فقط والله اعلم و انا العبد الاحقر جمال احمد المظاهری المبتلی بخدمت الافتاء فی مدرسه دارالعلوم فیصل اباد.

مفتی جمال احمد

جامعہ دارالعلوم فیصل اباد

۶ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ بمطابق ۹۸-۱۲-۲۶

بسم اللہ الرحمان الرحیم

جامعہ مفتاح العلوم حیدرآباد (پاکستان)

الجواب: انجناب کی یا دوسرے علماء کی یہ رائے کہ تمام مسلمان ملکوں میں ایک ہی دن روزہ اور ایک ہی دن عید ہو یہ رائے بہت عمدہ ہے کہ اس سے مسلمانوں کی شوکت اور دبدبہ معلوم ہوگا جو کہ دوسری قوموں کیلئے فائدہ مند ہوگا جیسے حج ایک ہی دن ہوتا ہے مسلمانوں کی اجتماعی قوت کا اظہار ہوتا ہے ظاہر روایات بھی ظاہری طور پر اس کی تائید کرتی ہیں کہ شرعی طور پر چاند مشرق میں نظر آئے تو مغرب والوں پر بھی روزہ رکھنا فرض ہوگا۔ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں مگر اس پر عمل مسلمانوں نے آج تک نہیں کیا نہ اس وجہ سے کہ ذرائع ابلاغ ناپید تھے بلکہ آسانی کیلئے "صوموا الرؤیة و افطروا لروية" پر دارومدار رکھی گئی۔ اسی علاقہ کی رؤیت کا اعتبار کیا گیا ہے اگر کسی وجہ رؤیت نہ ہوسکے تو تیس دن شعبان کے پورے کر کے روزہ رکھو اور تیس دن رمضان کے پورے کر کے عید کرو۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا صوموا لرؤیته وافطروا لرویته فان غم علیکم فاکملوا عدة شعبان ثلاثین فان غم علیکم کا مطلب یہ ہے کہ چاند کی رویت کا امکان وقوع ہو مگر نظر نہ ائے۔ یہ نہیں کہ یقین ہو جائے کہ یہاں طلوع نہیں ہوگا بلکہ فلاں دن یا فلاں وقت طلوع ہوگا۔ اگر سعودی عرب کی رویت کا اعتبار کیا جائے تو پھر ہمارا روزہ اور عید چاند کے عید چاند کے رویت کے ساتھ نہیں ہوگی۔ کیونکہ ہمیں تو یقین ہے کہ ہمارے ہاں رؤیت نہیں ہے تو "صوموا لروية و افطروا لروية" نہیں ہوگا بلکہ اس سے تو بلاوجہ مسلمانوں میں اختلاف اضطراب بھی پیدا ہوسکتا ہے کہ بعض جگہ رات کو روزہ رکھنا ہوگا مثلاً ایک جگہ چاند رات کو نظر آ گیا اور دوسری جگہ دن ہے ایک ساتھ روزہ تب ہوگا کہ دونوں جگہ رات ہو

یہی حال عید کا ہوگا کہ کہیں رات کو عید کرنی پڑے گی تب جا کر وحدت ہوگی اسلئے قرون اولی میں ذرائع ابلاغ کے ہوتے ہوئے بھی کسی عالم دین نے اعتراض نہیں کیا کہ فلاح جگہ چاند پہلے نظر آیا ہے لہذا تم ایک روزہ قضاء کرہ اور عید چاند کی رأیت سے پہلے کرو۔ (مسلم شریف ص:۳۴۸ ج ۱)

ترمذی شریف (ص:۸۷ ج ۱) میں ہے کہ حضرت کریبؒ شام سے مدینہ آکے حضرت ابن عباسؓ نے ان سے پوچھا کہ چاند کب نظر آیا۔ اس نے کہا کہ شب جمعہ کو لوگوں نے دیکھا اور حضرت معاویہؓ نے بھی دیکھا ہے حضرت کریبؒ نے کہا کیا تجھے حضرت معاویہؓ کی رؤیت اور روزہ کا اعتبار نہیں ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے یوں ہی فرمایا ہے کہ صوموا لرویته و افطرو لرویته.

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی شفیعؒ سے امداد المفتین میں اس پر مختصر مگر سیر حاصل بحث فرماتے ہوتے ہوئے فرمایا: لیکن محققین حنفیہ کا فتوی یہ ہے کہ بلاد بعیدہ جن میں اختلاف مطالع واقع ہوسکتا ہے ان میں اختلاف مطالع کا اعتبار کرنا چاہیے۔ فقہائے عراقیین حنفیہ اسی طرف گئے ہیں۔ آخر میں حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے بھی سکوت میں فتوی اختیار فرمایا ہے۔ پھر حضرت مفتی صاحبؒ نے حضرت کریبؒ و ابن عباسؓ کی حدیث پر بحث کرتے ہوئے فرمایا ہے اور محققین فقہاء نے بشہادت واقعات اسکو بلاد بعیدہ کے ساتھ مخصوص کیا ہے جن میں اختلاف مطالع واقع ہوسکتا ہے اور صحیح بخاری کی روایت "صوموا لرویته وافطروالریته کا متبادر مفہوم بھی یہی قرار دیا ہے اسی لئے محققین حنفیہ کے نزدیک بھی یہی مختار ہے اور صاحب بدائعؒ نے تو دوسرا قول نقل کرنے کی ضرورت بھی نہیں سمجھی۔۔۔۔۔ بناء علیہ جو شہادت بذریعہ ہوائی جہاز ایسے بلاد بعیدہ سے یا اتنی بلندی

سے آئے جہاں اختلاف مطالع ہوسکتا ہے وہ شہادت اس جگہ کیلئے قابل قبول ہی نہیں۔ (واللہ تعالی اعلم) آہ۔(امداد المفتین (کامل) ص:۴۸۲،ص:۴۸۳)اور فمن شهد منكم الشهر فليصمه سے بھی متبادر ہر علاقہ کی اپنی رؤیت ہے البتہ فی الحال اس قدر تو ہو سکتا ہے کہ جن ملکوں کے مطالع میں زیادہ اختلاف

نہیں ہے انکی وحدت بنالی جائے مثلاً پاکستان، افغانستان، ایران، روس، چین، بھارت وغیرہم۔

والله اعلم و علمه اتم واحكم

شمس الدین

بجامعۃ مفتاح العلوم حیدرآباد ۲۸ رمضان ۱۴۱۹ھ

☆

☆☆

☆☆☆☆

دار العلوم الاسلامیہ بکشمیر الحرۃ

الشہیر بدار العلوم تعلیم القرآن بلنڈری بونجھ آزاد کشمیر۔ الباکستان۔ فون نمبر: ۲رہائش ۱۷۱

تاریخ: ۹۹۔۰۱۔۲۶ نمبر: ۴۰۹

محترم المقام دام مجدہ

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ مزاج مقدس

آپ کا استفتاء موصول ہوا۔ اکابرین کی تحقیق اور اجتماعی فیصلہ کے بعد ہم جیسے حقیر اور ناچیز کی رائے یا تائید کیا معنی رکھتی ہے حسب حکم تحقیق سے صرف نظر کرتے ہوئے جوبات قرین قیاس اور جملہ اقوال میں راجح نظر آتی ہے وہ یہ ہے۔ (۱) قریب البلاد میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہوگا مگر بعید البلاد میں ہوگا۔ قرب وبعد کے اقوال میں راجح قول ایک ماہ کی مسافت ہو تو بعید البلاد ہوگا اس سے کم ہوتو قریب البلاد البتہ (۲) اسلامی حکومت کے تمام شہر ایک شہر کے حکم میں ہونگے۔ یعنی اگر خلیفۃ المسلمین شہادت کی بناء پر چند تسلیم کرلے تو تمام شہریوں کو چاند تسلیم کرنا ضروری ہوگا اس میں قرب وبعد کا اعتبار نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم باصواب والسلام

ناچیز

سعید یوسف

مدیر دار العلوم تعلیم القرآن

پلنڈری، آزاد کشمیر

دارالافتاء

ادارہ منہاج القرآن

۳۶۵ ایم ماڈل ٹاون لاہور

محترم غلام قادر صاحب

السلام علیکم نہ صرف شوافع بلکہ دیگر مسالک فقہ میں بلاد بعیدہ (شرقاغرباً بعید ہوں) میں اختلاف مطالع معتبر ہے لہذا تمام دنیا میں توحید الصوم والاعیاد کے بارے میں آپ کا پیش کردہ تصور ممکن نہیں سعودی حکومت رویت ہلال میں رویت کا مفہوم رویت بالبصر کی بجائے رویت بالبصیرت مراد لیتے ہے یعنی قرائن کو رویت کے قائم مقام قرار دیتی ہے یہ ایک بلادلیل تحقیق ہے جس پر عمل کی وجہ سے سعودیہ میں رمضان عیدین اور بالخصوص حج غلط تاریخوں میں منعقد ہوتے ہے اور اس غلط روش کی وجہ سے اسلام کی جگ ہنسائی بھی ہوتی ہے لہذا اگر محض سعودی حکومت تحقیق شرعی سے اغماض ترک کر کے رویت ہلال کے نبوی ﷺ حکم جو متواتر احادیث سے ثابت ہے بحال کردے تو روزوں اور عیدین میں دو دن کا فرق ایک دن میں سمٹ آئے گا یعنی پوری دنیا میں قمری تاریخ ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر تبدیل ہونے لگے گی اگر توحید الصوم ولاعیاد سے آپ کی مراد اختلاف تاریخ قمری کو ۲۴ گھنٹے سے کم مدت میں لانا ہے تو یہ ممکن ہے اور اس کی بھرپور تائید کرتے ہے۔

والسلام

تصدیق کنندہ عبدالقیوم خان صاحب

عصری و دینی علوم کی مثالی درسگاہ

جامعہ اسلامیہ لاہور تاریخ ۹۹ ۰۳ ۲۰

محترم مفتی غلام قادر نعمانی صاحب

السلام علیکم مزاج گرامی کافی دن ہوئے آپ کا ارسال کردہ استفتاء "توحید الصوم والاعیاد" کے بارے میں موصول ہوا مگر کاغذات میں دب جانے کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہوئی

۱) امت مسلمہ کا جہاں تک ہو سکے اتفاق ضروری ہے اختلاف رائے نے سخت نقصان دیا ہے

۲) ریڈیوں کی اس طرح کی خبر پر اعتماد کرنا چاہیے بشرطیکہ اس میں قابل اعتماد نظم ہوں

۳) جن خطوط میں ایک دن کا فرق نہیں وہاں اجتماعی عبادت ہی حسن ہے اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو مل جل کر کام کی توفیق دے

والسلام

محمد خالد قادری

فصیح روڈ اسلامیہ پارک لاہور

الجامعه النظاميه رضويه

لاہور پاکستان تاریخ ۹۹-۰۱-۲۰

محترم مکرمی مولانا غلام قادر نعمانی صاحب زید مجدہ وسعید سلام مسنون خیریت مطلوب آپ کا "توحید الصوم والاعیاد" کے متعلق استفتاء موصول ہوا جوابا گزارش ہے منی اول مسلمہ اور درست ہے لیکن منی دوم نصوص شرع کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل تسلیم ہے

والسلام

مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

الجواب الصحیح

محمد عبد الحکیم شرف قادری

مکتبہ فاروقیہ دربار مارکیٹ، لاہور

جامعہ جلالیہ رضویہ لاہور

جناب مفتی غلام قادر نعمانی صاحب

"توحید الصوم والأعیاد" اچھی بات ہے۔ مگر ریڈیو، ٹیلیفون اور ٹیلیگراف وغیرہ پر رؤیت ہلال کی خبر میں بہت سے قباحتیں ہیں جن کی وجہ سے شرعی تقاضے پورے نہیں ہوتے۔ خبر کے انہیں ذرائع پر اعتماد کرتے ہوئے مذکورہ توحید اعیاد درست نہیں۔ رؤیت ہلال کے ثبوت کیلئے چاند دیکھے جانے والے مقام سے فون پر خبر نہ لی جائے بلکہ طیارے کے ذریعے وہاں سے گواہیاں لی جائیں۔

اصل گواہوں کو اپنے ہاں طلب کرنے کی ضرورت نہیں ہے شہادت علی الشہادت کی بنا پر ہمارے آدمی دوسرے ملک جا کر گواہی وصول کریں۔

تفصیل کیلئے استاذ الکل حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی گولڑوی کی کتاب :رہؤیت ہلال کی شرعی تحقیق: دیکھی جا سکتی ہے۔

ھذا عند واللہ تعالی اعلم باصواب.

محمد اشرف آصف جلالی

جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام

۱۱ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۸

جامعۃ الزہراء (Regd) اہل سنت

عثمان غنی کالونی مصریال روڈ صدر راولپنڈی

بانی و مہتمم: پروفیسر ذاکر حسین شاہ سیالوی۔

ایم اے (عربی علوم اسلامیہ) اردو، مولوی فاضل، ایم، او، ایل (پنجاب یونیورسٹی)
فاضل درس نظامی، فاضل طب۔

بہ گرامی خدمت شرافت پناہ مفتی صاحب دامت برکاتکم العالیۃ

سلام مسنون، مزاج عالی

کرم فرمائی کا شکریہ فقیر اس مسئلہ میں صناوید ملت کے ساتھ متفق ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے تحقیق امت کیلئے مشعل راہ ہے۔ اتحاد امت کا ہر راستہ ذریعہ اتفاق ہے۔

احباب و رفقاء ادارہ عالیہ کی خدمت میں سلام عرض ہے۔

والسلام

فقیر سید محمد ذاکر حسین شاہ

ممبر اسلامی نظریاتی کونسل۔ حکومت پاکستان۔

﴿بیرنی ممالک﴾

(من قرارات الجامع الفقهية بعمان. الاردن)

القرار السادس من قرارات مجلس مجمع الفقه الاسلامی لمنظمة المؤتمر الاسلامی بشأن: توحيد بدايات الشهور القمرية:

ان مجلس مجمع الفقه الاسلامی فی دورة انعقاد مؤتمره الثالث بعمان عاصمة المملكة الأردنية الهاشمية من ٨ ١الى ١٣ صفر ١٤٠٧ھ ١١.الى ١٦ أكتوبر ١٩٨٦م.

بعد استعراضه فی قضية: توحيد بدايات الشهور القمرية مسألتين:

الأولى:مدى تأثير اختلاف المطالع على توحيد بداية الشهور.

الثانيه: حكم اثبات أوائل الشهور القمرية بالحساب الفلكی.

وبعد استماعه الى الدرسات المقدمة من الأعضاء والخبراء حول هذه المسئلة قرر:

١. فی المسئلة الأولى:اذا ثبتت الرؤية فی بلد وجب على المسلمين الالتزام بها و لا عبرة لاختلاف المطالع لعموم الخطاب بالأمر بالصوم و الافطار.

٢. فی المسأله الثانية:وجوب الاعتماد على الرؤية، و يستعان بالحساب الفلكی و المراصد مراعاة للأحاديث النبوية و الحقائق العلمية.

والله تعالى اعلم.

مجلة البحوث الاسلامية المملكة العربية السعودية

قرارهيئة كبار العلماء بمدينة الطائف رقم ۱.۸ وتاريخ ۱۴۰۲.۱۱.۲ھ

بشأن انشاء مراصد يستعان بها عند رؤية الهلال

الحمد لله و الصلاة والسلام على عبد الله و رسوله محمد و على آله و صحبه و بعد:

ففى الدورة الثانية و العشرين لمجلس هيئة كبار العلماء المنعقدة بمدينة الطائف ابتداء من العشرين من شهر شوال حتى الثانى من شهر ذى القعدة عام ۱۴۰۳ھ بحث المجلس موضوع انشاء مراصد يستعان بها عند تحرى رؤية الهلال بناء على الأمر الشامى الموجه الى سماحة الرئيس العام لادارات البحوث العلمية والافتاء والدعوة والارشاد برقم ۴ ص ۱۹۵۲۴ و تاريخ ۱۴۰۳.۸.۱۸ھ والمكونة من أصحاب الفضيلة الشيخ عبد الرزاق عفيفى عضوهيئة كبار العلماء و أعضاء الهيئة الدائمة بمجلس القضاء الاعلى و الشيخ محمد بن عبدالرحيم الخالد و مندوب جامعه الملك سعود والدكتور فضل أحمد نور محمد والتى درست موضوع الاسعانة بالمراصد على تحرى رؤية الهلال و أصدرت فى ذلك قرارها المؤرخ فى ۱۴۰۳.۵.۱٦ھ المتضمن أنه اتفق رأى الجميع على النقاط الست التالية:

۱. انشاء المراصد كعامل مساعد على تحرى رؤية الهلال لامانع منه شرعا.

۲. اذا رأی الهلال بالعین المجردة فالعمله بهذه الرؤیة لم یر بالمرصد.

۳. اذا رأی الهلال بالمرصد رؤیة حقیقة بواسطة المنظار تعین العمل بهذه الرؤیة ولو لم یر بالعین المجردة و ذلک لقول الله تعالی (فمن شهد منکم الشهر فلیصمه) ولعموم قول رسول الله ﷺ (لا تصوموا حتی تروه ولا تفطروا حتی تروه فان غم علیکم فاکملوا عدة شعبان ثلاثین یوماً) ولقوله علیه الصلاة والسلام (صوموا لرؤیته و أفطروا لرؤیته فان غم علیکم..الحدیث حیث یصدق انه رای الهلال سواء کانت الرویة ان بالعین المجردة أم بها عن طریق المنظار ولأن المثبت مقدم علی النافی.

۴. یطلب من المراصد من قبل الجهة المختصة عن اثبات الهلال لتحری رؤیة الهلال فی لیلة مظنته بغض النظر عن احتمال وجود الهلال بالحساب من عدمه.

۵. یحسن انشاء مراصد متکاملة الأجهزة للاستفادة منها فی جهات المملکة الأربع تعین مواقعها و تکالیفها بواسطة المختصین فی هذا المجال.

۶. تعمیم مراصد متنقلة لتحری رؤیة الهلال فی الأماکن التی تکون مظنة رؤیة الهلال مع الاستعانة بالأشخاص المشهورین بحدة البصر و خاصة الذین سبق لهم رؤیة الهلال. و بعد أن قام المجلس بدراسة الموضوع و مناقشته ورجع الی قرار رقم (۲) الذی اصدره فی دورته الثانیة المنعقده فی شهر شعبان

من عام ۱۳۹۲ھ فی موضوع الأهلة قرر بالإجماع الموافقة على النقاط الست التی توصلت إلیها اللجنة المذكورة أعلاه بشرط أن تكون الرؤیة بالمرصد أو غیره ممن تثبت عدالته شرعًا لدى القضاء كالمتبع وألا یعتمد على الحساب فی إثبات دخول الشهر أو خروجه.

وبالله التوفیق وصلى الله على نبینا محمّد وعلى آله وصحبه وسلم.

هیئة كبار العلماء

التوقیعات

عبدالله خیاط — عبدالعزیز بن صالح — عبدالرزاق عفیفی

ابراهیم بن محمد آل شیخ — عبدالعزیز بن عبدالله بن باز — عبدالله بن منیع

عبدالمجید حسن

سلیمان بن عبید — راشد بن حسین — عبدالله بن قعود

من قرارات المجمع الفقهى بمكة المكرمة

القرار الأول:

بشأن العمل بالرؤية فى إثبات الأهلة لا بالحساب الفكى.

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على لمن لا نبى بعده، أما بعد: فإن مجلس المجمع الفهى الإسلامى قد اطلع فى دورته الرابعة المنعقدة بمقر الأمانة العامة لرابطة العالم الإسلامى بمكة المكرمة فى الفترة ما بين السابع والسابع عشر من شهر ربيع الآخر سنة ۱۴۰۱ هـ الموافق ۸ أغسطس ۱۹۷۹ م الوجه لسعادة القائم بأعمال سفارة المملكة العربية السعودية هناد والذى يتضمن أنه حصل خلاف بين هذه الجميعة وبين المجلس الإسلامى فى سنغافورة فى بداية شهر رمضان وانتهائه على أساس الرؤية الشرعية وفقًا لعموم لأدلة الشرعية بينما رأى المجلس الإسلامى فى سنغافورة ابتداء ونهاية رمضان المذكور بالحساب الفلكى معللا ذلك بقول (بالنسبة لدول منطقة آسيا حيث كانت سماؤها محجبة بالغمام وعلى وجه الخصوص سنغافورة فلأماكن لرؤية الهلال أكثرها محجوبة عن الرؤية وهذا يعتبر من المعذورات التى لابد منها لذا يجب التقدير عن طريق الحساب).

وبعد أن قام أعضاء مجلس المجمع الفقهى الإسلامى بدراسة وافية لهذا الموضوع على ضوء النصوص الشرعية قرر مجلس الجمع الفقهى الإسلامى بيده لجمعة الدعوة الإسلامية فيما ذهبت إليه لوضوح الأدلة الشرعية فى ذلك.

كما يقرر أنه بالنسبة لهذا الوضع الذى يوجد فى أماكن مثل سنغافورة و بعض مناطق آسيا وغيرها، حيث تكون سماؤها محجوبة بما يمنع الرؤية فإن للمسلمين فى تلك المناطق وما شابهها أن ياخذوا برؤية من يثقون به من البلاد الإسلامية التى تعتمد على الرؤية البصرية للهلال دون الحساب بأى شكل من

الأشكال عملا بقوله ﷺ: ((صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فإن غم عليكم فأكملوا العدة ثلاثين)) وقوله ﷺ : ((لا تصوموا حتى تروا الهلال أو تكملوا العدة)) وما جاء في معناهما من الأحاديث.

توقيعات

توقيع: نائب الرئيس محمد على الحركان

توقيع: مصطفى الزرقاء

توقيع: رئيس مجلس المجمع الفقهي عبدالله من حميد

توقيع: عبدالعزيز بن عبدالله بن باز

توقيع: محمد بن عبدالله بن السبيل

توقيع: محمد محمود الصواف

توقيع: عبدالقدوس الهاشمى

توقيع: صالح بن عثيمين

توقيع: أبوبكر محمود جومى

توقيع: مبروك العوادى

توقيع: محمد الشاذلى النيفر

توقيع: محمد رشيدى

توقيع: محمد رشيد قبانى

توقيع: حسنين محمد مخلوف

بسم الله الرحمن الرحيم

الدکتور عدنان علی

(بغداد، العراق)

الاستاذ مفتی غلام قادر (اکرمه الله) المحترم

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته ....وبعد فانی احمد الیک الله الذی لا اله الا هو وادعوه سبحانه وتعالیٰ ان یبارک فی مساعیک وجهودک العلمية الطبية التی تهدف انشاء الله الیٰ خدمة الاسلام والمسلمين وهی ان دلت علیٰ شیء فانما تدل علیٰ حرصک وشعورک بضرورة وحدة المسلمين ولا سیما فی مجالس الشعائر التعبدية التی ترتبط بها المنا سبات الدينية والاعياد.

الاستاذالعزيز :وصلتنی رسالتک ۷ شوال ۱۴۱۹ه الموافق لیوم ۱۹۹۹/۰۱/۲۴ء واطلعت عليها بصورة جيدة فاعجبنی فيها اسلوبک العلمی الاستدلالی و ما اوردته والاعياد من اقوال المحققين من علماء الامةالاسلامية من القدماء المحدثين فيما يتعلق بتوحيد الصوم والاعياد فی يوم واحد فی عموم البلدان و اقطارالمسلمين .وانی من خلدل قراءة الرسالة المعنوية (الاستفتاء)والموقوف عليها ما فيها من المعلومات القيمة اغتبطنی الشعور الاخوی الذی يشعر به کل مسلم نجاة ابناء دينه وما يجب ان يکونوا عليه من توحدهم فی مناسبتهم الدينية.انها فی الواقع امنيتی و امنية کل مسلم بان تکون جميع بلدان واقطانهم متوحدة متفقة فی مناسبات الصوم الاعياد .فالاتحاد محمود والاختلاف مذموم .ان الذين يحبون الاختلاف ويحر صون عليه ما هم الا مجموعة تتبع الا هواء ولو عاد الجميع الیٰ کتاب ربهم وسنة نبيهم ﷺ لتخلصوا من دواعی الخلاف الاسمعوا فی البنيان المرصوص الذی اراده الله تعالیٰ لامة محمد ﷺ ،،کانهم

بنيان مرصوص،، وما عناه الرسول ﷺ بقوله ،،يد الله على الجماعة،، و قوله ﷺ،، لا تختلفوا فتختلف قلوبكم ،،وغير ذالك أن هدى النبي ﷺ واضح في موضوع توحيد الصوم ،فقد بناه علىٰ على رؤية الشاهد المسلم العدل البالغ (حديث الاعرابى الذى آخره برؤية الهلال رمضان و امر عليه الصلاة السلام الناس بالصوم (واضح)و كذالك حديثه ﷺ ،،صوموا لرؤيته و افطروا لرؤيته،،

وما توصلت انت اليه في رسالتك هو الصواب من انه ،،اذا راه اهل بلد لزم اهل البلاد كله وهذا هو رأى الجمهور وهو الراجح توحيدا للعبارة بين المسلمين ومنعا من الاختلاف غير مقبول ،،الاستفتاء،،ص: ۵ وان رأيتى و قولى الذى يرضى الله تعالىٰ بعيدا عن الاهواء والتعصب هو الزام المسلمين برؤية اى بلد اسلامى ،او تشكيل هيئة علمية دينية من مجموعة من العلماء المسلمين فتولىٰ اصدار الفتوىٰ برؤية هلال رمضان وعيد الفطر وان تكون فتو اها ملزمة لجميع المسلمين .وفقك الله لما فيه الخير وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العٰلمين.

كتب في مدينة الاعظمية جوار اللامام الاعظم ببغداد المحروسه/العراق

فى يوم ۹ شوال /۱۹ ۱۴۲ھ

الموافق۲۶/۰۱/۱۹۹۹ء

انا الفقير لله تعالىٰ الدكتورعدنان على كرموشى الفراجى

التوثيق والختم

د افغانستان إسلامی إمارت

ستره محمکه

محترم مفتی غلام قادرنعمانی الاستاذ بکلیة التخصص والإفتاء
بالجامعة الحقانیة اکوره ختک.

محترم مفتی غلام قادر الأستاذ بکلیة التخصص والإفتاء بالجامعة الحقانیة اکوره ختک، السلام علیکم ورحمة الله برکاته!

به هدایت محترم قاضی القضات ورئیس ستره محکمه إمارت إسلامی افغانستان ریاست عمومی درالإفتاء ستره محکمه استفتاء، واصله راموردغور ومداقة علماء ریاست افتاء قرار داده در مورد رویت هلال بعد از تتبع از کتب معتبرة ملهب احناف رحمهم الله فتوی شرعی راصادر نموده اند.

این فتوی ریاست عمومی دارالإفتاء به ضمیه نامه هذا إرسال می گردد.

والسّلام:

الحاج مولوی رفیع الله

معاون عمومی إداری ستره محکمه

درمورد استفتاء محترم مفتی غلام قادر نعمانی

استاد افتاء جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک بعد از تتبع کتب معتبر وثقہ حنفی چنین احکام توضیح میگردد۔

قوله ولا عبرة باختلاف المالع فإذا راه أهل بلدة ولم يره أهل بلدة اخرى وجب عليهم أن يصوموا برؤيت اوليك إذا ثبت عندهم بطريق موجب ويلزم أهل المطالع وهو إلا شبه كذا فى التبين الأول ظاهر الرواية وهو الأحوط كذا فى فتح القدير هو ظاهر المذهب وعليه الفتوى كذا فى الخلاصة، بحرالرائق ص: ۲۷۰ جلد: ۲ قوله: وقيدنا بالثبوت مذكور الخ قال فى الشرنبلاليه وفى المغنى قال الإمام الحلوانى: الصحيح من مذهب أصحابنا ان الخبر إذا استفاض فى بلدة اخرى و تحقق يلزمهم حكم تلك البلدة اه و عزاه فى الدرالمختار إلى المجتبى وغيره ومثله فى الذخيرة بما نصه قال شمس الأئمة الحلوانى رحمه الله: الصحيح من مذهب أصحابنا رحمهم الله تعالى أن الخبر إذا استفاض وتحقق فيما بين أهل البلدة الأخرى. يلزمهم حكم هذه البلدة اه.

حاشيه ابن عابدين بر بحرالرائق ص: ۲۷۰ جلد/۲. قوله: وإذا ثبت الهلال فى بلدة ومطلع قطرها لزم سائرالناس فى ظاهر المذهب وعليه الفتوى. حاشيه الطحطاوى مراقى الفلاح ص: ۳۵۹.

باساس احكام فوق رياست افتاء ستره محكمه إمارت إسلامى افغانستان فتوى علماء جامعه حقانيه اكوره ختك درباره رؤيت هلال كه اختلاف مطالع معتبر نيست تائيد وتصديق ميدارد درهر نقطه ارتقاط بلاد اسلامى كه ثبوت رؤيت هلال بطريق شهادت شرعى صورت گيرد برهمه مسلمين واجب التعميل ميباشد.

(۱) مولوى نورمحمد "ثاقب" رئيس ستره محكمه ولايت كابل افغانستان(۲) الحاج مولوى صالح محمد "حقانى" (۳) مولوى عبدالستار "زاهدى".

او ديگرشركاء ستره محكمه إمارت إسلامى افغانستان

الحاج مولوی صالح محمد "حقانی"

قاضی القضاۃ ولایت ننگرہار افغانستان

فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، وممتاز سندیافته وفاق المدرس العربیه
ایم، اے اسلامیات پشاور یونیورسٹی

جناب علیقدر مفتی غلام قادر صاحب السلام علیکم وبرکاته!

اولا ستاسو صحت و عافیت د الله پاک څخه غواړم ثانیا کومه مسئله چه عبارت د "توحید الصوم والأعیاد" ده دا ډیره اهمه او د وخت د تقاضا سره برابر او د اتحاد الامت دپاره نهایت مفیده ده، نن مسلمه امت د پراګندګی دپاره د کفارو له طرفه ډیره حربه استعمالیږی، نو لهذا ستاسو نظر سره موږ موافق یو چه باید په کوم ملک کښی چه د عید(اختر) وی او میاشت ولیدل شی ټول امت مسلمه باید خبر کړی او روژه شی۔

د افغانستان اسلامی امارت په دی عقیده دی، او په هم دی نظریه باندی عمل هم کوی، او نن صبا مواصلت دپاره بهترین ذرائع وسائل موجود دی چه مشرقِ بعید نه تر مغرب پوری په څو ثانیو کښی خبر رسیږی۔ الغرض د علماءِ امت ذمه داری ده ده د مسلمه امت پراګندګی ختمه کړی او د توحید د اتفاق دپاره صحیح رهبری وکړی، او د کفارو او مشرکینو د کوششونو نه خلق خبر کړی۔

په آخر کښی ستاسو کامیابی غواړم او د مسلم امت توحید او اتفاق۔

والسلام : مولوی صالح محمد "حقانی"

والی محاکم ننګرہار افغانستان

دارالعلوم دیوبندالہند کا مکتوب

التاریخ: ۲۱/۳/۹۹ حوالہ نمبر: ۹۶۶

باسمہ تعالیٰ

مکرمی ومحترم۔زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے کہ آپ بخیر وعافیت ہونگے۔

گرامی نامہ نظر نواز ہوا۔یادفرمانی کیلئے شکرگزار ہوں۔

اس وقت عید الاضحیٰ کی تعطیل ہوتے جارہی ہے اس لیے خیال یہ ہوا کہ دارالافتاء کی جو ہمارے یہاں افتاء کمیٹی ہے اسکی میٹنگ میں آپکا خط پیش کر کے بعد مشورہ جواب دیا جائے۔یہ کام بعد عید الاضحیٰ کے ہوسکے گا۔ویسے فتاوی محمودیہ جلد ثالث جو پاکستان میں ہی طبع ہوئی ہے۔اسکو بھی ملاحظ فرمالیں اس پر کلام ہے۔

امید کہ عوات صالحہ سے یادفرما کر شکرگزار فرمائنگے۔

والسلام:

مرغوب الرحمن عفی عنہ

مہتمم دارالعلوم دیوبند

دار العلوم دیوبند کا فتوی۔ بحوالہ فتاوی محمودیہ
(اہل مشرق کی رؤیت اہل مغرب کیلئے)

اس عنوان کے تحت سوال ۸۴ کے جواب میں دار العلوم دیوبند کے مفتی مولانا محمود حسن صاحب گنگوہیؒ لکھتے ہیں۔

اگر کسی جگہ رؤیت ہلال کمیٹی یا قاضی شرعی یا حاکم مسلم ذی علم باشرع شہادت شرعیہ باقاعدہ حاصل کرکے ریڈیو پر اعلان کرے یا کرائے کہ یہاں شرعی شہادت سے چاند کا ثبوت ہوگیا ہے۔ لہذا فلان روز عید ہے تو مذکورہ بالا طریق پر یہ اعلان قابل تسلیم ہوگا۔ فتاوی محمودیہ ج ۱۱/ص:۸۱ کتاب الصوم۔

ریڈیو کے اعلان کی حیثیت

اس عنوان کے تحت سوال ۸۵ کے جواب میں لکھتے ہیں اگر مسلم باشرع رؤیت ہلال کمیٹی یا قاضی شرعی یا حاکم مسلم باقاعدہ شہادت لے کر ریڈیو پر اعلان کریں یا کرائے کہ یہاں شہادت شرعیہ سے چاند کا ثبوت ہوگیا اس بناء پر اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ فلان روز عید ہے تو یہ اعلان یوم الشک میں یعنی ۲۹ رمضان کے بعد والے دن کیلئے مطلع صاف نہ ہونے کی حالت میں معتبر مانا جائے گا جہاں اس کے مان لینے سے مہینہ ۲۸ یا ۳۱ کا نہ ہونے پائے، وہ ریڈیو کسی جگہ کا ہو سب کا یہی حکم ہے۔ ایسے ریڈیو کی خبر پر روزہ افطار کرنا اور نماز عید ادا کرنا درست ہوگا۔ (فتاوی محمودیہ ج ۱۱/ص:۸۲ف)

رویت ہلال کا اعلان ریڈیو سے کب معتبر ہے؟

اس عنوان کے تحت سوال ۸۷ کے جواب میں مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ لکھتے ہیں، اگر باقاعدہ شرعی شہادت ذمہ دار حضرات حاصل کریں، مثلاً قاضی شرعی، مسلم وزیر ،رویت ہلال کمیٹی، جمعیت العلماء امارت شرعیہ جبکہ انکے افراد باعلم اور متبع سنت ہوں اور پھر ان کی طرف سے ریڈیو پر اس طرح اعلان کیا جائے کہ ہمارے پاس چاند دیکھنے والے ثقہ گواہوں نے شہادت دی ہے۔ اور انکی شہادت سے رویت ہلال تسلیم کر لی گئی ہے، لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ فلاں روز عید ہے تو یہ اعلان یوم الشک سے متعلق مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں معتبر ہوگا خواہ ہندوستان کا اعلان ہو یا کسی اور جگہ کا۔ جس مقام پر اس اعلان کے تسلیم کرنے سے مہینہ ۲۸ دن کا رہ جائے یا ۳۱ دن کا ہو جائے وہاں یہ اعلان تسلیم نہ ہوگا۔ مطلع صاف ہونے کی صورت میں بھی اس قسم کا ایک یا دو اعلان کافی نہیں ہونگے تاوقتیکہ خبر مستفیض کے درجہ تک نہ پہنچ جائے۔

العبد محمود عفی عنہ

دار العلوم دیوبند ۲۲/۲۲/۸۵ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ

فتاوی محمودیہ ج ۱۱/ص: ۸۴

دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ۔ فتاوی دارالعلوم دیوبند
(تار کی خبر پر عید درست ہے یا نہیں)

سوال : (۵۷) بمبئی، کراچی، سکھر وغیرہ کی شہادت پر پانی پت، کرنال اور متصل والے دیہات نے شنبہ کو عید کر لی ہے آیا تار کی خبر پر عید کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب : حنفیہ کا مذہب مفتی بہ معتبر یہ ہے کہ اگر کسی جگہ بھی رؤیت ثابت ہو جاوے، اگر چہ وہ کتنی ہی دور جگہ ہو، اگر چہ ہزاروں کوس پر ہو تو یہاں والوں پر بھی حکم روزہ افطار کا اس کے موافق ہو جاوے گا، جیسا کہ فقہ کی معتبر کتاب درمختار میں ہے، "**واختلاف المطالع غیر معتبر علی ظاهر المذهب وعلیه اکثر المشائخ وعلیه الفتوی فیلزم اهل المشرق برؤیة اهل المغرب اذا ثبت عند هم رؤیة اولئک بطریق موجب**" اور جب کہ خبر رؤیت مستفیض ہو جاوے یعنی ہر طرف سے ایسی خبریں آویں کہ چاند ہو گیا اور ظن غالب اس کے صدق کا ہو جاوے تو اس پر عمل کرنا سب کو لازم ہوتا ہے کذا فی ردالمختار۔ فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۶ ص: ۳۸۰ مسائل رؤیت ہلال۔

سوال ۔ تار و خط کی بنیاد پر عید جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: تنہا تار یا خط کی خبر پوری معتبر نہیں ہے لیکن اگر خبریں بہت سی ہو کہ مفید علم ظنی ہو جاویں تو ان پر عمل کرنا جائز ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۶ ص: ۳۸۱)

سوال: ٹیلفون کی خبر معتبر ہے یا نہیں؟

الجواب :محض تار اور ٹیلفون کی خبر شرعاً حجت نہیں ہے البتہ اگر اسکے ساتھ دیگر قرائن اور خبریں بھی موجود ہوں تو اس پر عمل کرنا جائز ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۶/ص: ۳۸۲)

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی کا فتوی

مفتی صاحب ایک سؤال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں ہم سوال و جواب دونوں نقل کرتے ہیں۔ (مضمون نگار)

سوال: (۱) اختلاف مطالع شرعاً معتبر ہے یا نہیں اور اس میں قول صحیح ظاہر الروایۃ مفتی بہ کیا ہے؟

(۲) اگر کسی شہر میں رؤیت تحقیقی ثابت ہو اخبارات یا خطوط متواترہ یا تار برقی یا ٹیلی فون کے ذریعہ خبر منگا کر روزہ افطار کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی مولانا محمد شفیع صاحب مدرس مدرسہ جامعہ اسلامیہ شہر ملتان

(۳۰ مارچ ۱۹۲۷ء)

جواب: (۱) اختلاف مطالع شرعاً معتبر نہیں اور حنفیہ کے نزدیک صحیح اور محقق یہی ہے

(۲) دوسرے شہروں کی رؤیت کی شہادت بطریق شرعی آجائے تو مقام موصول الیہ میں بھی صوم یا فطر کا حکم دیا جائیگا۔ اخبارات اور خطوط اور تار برقی اور ٹیلیفون اتنی کثرت سے آجائیں کہ غلبہ ظن کو مفید ہوں تو صوم اور افطار کا حکم دیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر اتنی کثرت اس حد تک نہ پہنچے تو ان پر حکم دینا جائز نہ ہوگا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلوی

کفایت المفتی ج ۴ کتاب الصوم ص: ۲۰۹

مولانا محمد برہان الدین سنبھلی

صدر شعبہ تفسیر استاذ حدیث شریف دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

خبر مستفیض کا حکم اور اس کی تعریف:

”خبر مستفیض کا حکم :۔ یہ بات ہمارے تقریباً تمام علماء کے نزدیک مسلم ہے کہ استفاضہ خبر موجب حکم ہے۔ مثلاً مجمع الانھر کی عبارت پیش کی جاتی ہے۔

شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا ہے کہ:۔

الصحیح من مذھب اصحابنا ان الخبر اذا استفاض فی بلدۃ اخری و تحقق یلزمھم حکم تلک البلدۃ :

صحیح مذہب یہ ہے کہ جب خبر مستفیض اور متحقق ہو جائے تو اس کے ذریعہ دوسرے شہر کے لوگوں پر بھی حکم لازم ہو جائے گا بشرطیکہ اس خبر کی بنیاد کہ جس میں استفاضہ کی شان آئی ہے صحیح اور عندالشرع قابل لحاظ ہو۔

اسی طرح علامہ کشمیریؒ نے (اپنی درسی تقریر ترمذی میں) ارشاد فرمایا ہے جس کو ان کے ایک لائق شاگرد نے عربی کا جامہ پہنا کر بایں الفاظ پیش کیا ہے:

اعلم ان الھلال یثبت بالشھادۃ علی الرویۃ او الشھادۃ علی الشھادۃ او الشھادۃ علی القضاء او الا فاضۃ ای التواتر ،

ہلال“ کا ثبوت صرف دیکھنے والے کی گواہی یا شہادۃ علی الشہادۃ یا قاضی کے فیصلہ کی گواہی یا افاضہ یعنی کثرت اخبار کے ذریعہ ہوتا ہے۔

خبر مستفیض کی تعریف:

مختلف علماء کے کلام سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ''استفاضہ خبر'' خبر کی اس نوعیت کو کہتے ہیں جس سے سننے والون کو یقین کامل یا قرب بہ یقین کیفیت (ظن) حاصل ہو جائے۔ البتہ اس کی صورتوں اور مصداق میں علماء کے کلام مختلف ہیں۔ مثلاً علامہ کشمیریؒ نے استفاضہ کو تواتر کے ہم معنی قرار دیا ان کے علاوہ فلسفی فقیہ ابن رشدؒ کے کلام سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے، وہ فرماتے ہیں۔ (رویت ہلال کی بحث کے دوران):۔

اذابلغ الخبر مبلغ التواتر لم يحتج فيه الى الشهادة

اسی استفاضہ کی ایک صورت علامہ رحمتی نے بیان فرمائی ہے جو یہ ہے:

ان تاتی من تلک البلدة جماعات متعددون کل منهم يخبر عن اهل تلک البلدة انهم صاموا عن رؤية لا بمجرد الشيوع من غير علم بمن اشاعها ،

اس شہر سے جہاں چاند دیکھا گیا ہے چند جماعتیں آئیں اور ہر ایک یہ خبر دے کہ اس شہر میں لوگوں نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا ہے محض افواہ کافی نہ ہوگی جس کے بارے میں یہی پتہ نہ چلے کہ کس نے اسے پھیلایا۔

علامہ رحمتی کی تعریف کی حیثیت:

دیگر علماء کے اقوال کی طرح رحمتیؒ کی یہ تعریف بھی ''استفاضہ'' کی ایک تفسیر کی حیثیت رکھتی ہے اس میں خبر مستفیض کا انحصار نہیں ہے۔ اسی طرح علامہ رحمتی کی اس بات۔

''کل منهم يخبر عن اهل تلک البلدة انهم صاموا عن رؤية کا مطلب یہ نہیں ہے کہ چاند دیکھنے کے بعد روزہ رکھنے ہی کی خبر میں استفاضہ کی شان پیدا ہوگی اور صرف

وہی خبر حجت معتبر ہوگی ورنہ نہیں۔

بلکہ علامہ کا منشا یہ ہے کہ خبر دینے والے ثبوت رؤیت کی نوعیت اوراس کی بنیاد کی وضاحت بھی کریں تا کہ ''افواہ'' اور حقیقی خبر مستفیض کے درمیان خط فاصل کھینچا جاسکے۔ لوگوں کا محض یہ کہہ دینا کافی نہ ہوگا کہ فلاں جگہ روزہ رکھا گیا یا فلاں جگہ پر چاند ہوگیا، گویا علامہ کا مقصد یہ ہے کہ پوری صورتحال واضح کریں تا کہ خبروں کے صحیح ہونے اوران کے درست طریقہ سے منقول ہونے کا یقین ہوجانے کے بعد انہیں متحقق قرار دیا جاسکے۔اس کا ایک واضح قرینہ یہ ہے کہ علامہ ابن عابدین شامیؒ نے استفاضہ کی جوتعریف کی ہے وہ تفصیل آگے آرہی ہے اس میں ''من بلدة الثبوت '' کے الفاظ استعمال کئے ہیں بجائے ''صامو ا ن رؤية) علامہ ازیں خود علامہ رحمتی نے بیان کردیا ہے کہ وہ ''عن رؤیۃ کہ ان الفاظ کے ذریعہ کس صورت حال سے بچنا چاہیے کیونکہ وہ خود اگلے جملے میں فرماتے ہیں ''لا مجرد الشیوع' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ''عن رؤیۃ'' کی قید بے بنیاد خبروں سے احتراز کیلئے ہے نہ کہ رؤیت کے علاوہ ہر صورت سے بچنے کے واسطے اور جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا اس کا ایک قرینہ ابن عابدین شامی کی تعریف کا وہ جملہ ہے جس میں موصوف نے ''من بلدۃ الثبوت'' کہا ہے۔

رہی یہ بات کہ رحمتی کی یہ تعریف حصر استفاضہ کیلئے کیوں نہیں ہے (بلکہ یہ اسکی بہت سی تفسیروں میں ایک تفسیر رکھتی ہے) سواس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے علاہ دیگر جلیل القدر علماء وفقہائے نے دوسری تفسیریں بیان کی ہیں، چنانچہ درمختار کے مشہور ومعتبر شارح طحاویؒ نے نعم لو استفاضہ، کی تعریف وتشریح بایں طور کی ہے۔

ای کثر الخبر واشتهر ولم يبينوا له حدا والظاهر انه يعتبر فيه تحدث غالب اهل البلدة او نصفها :

یعنی خبریں بہت سی آجائیں، ان کی (خبر دینے والوں کی تعداد کی کوئی حد مقرر نہیں کی ہے، ظاہر یہ ہے کہ اتنی عام ہوجائے کہ شہریوں کی نصف تعداد یا ان کی اکثریت اس کا چرچا کرنے لگے۔

مذکورہ تعریف میں خبر بیان کرنے والے افراد کی تعداد کی حد بندی نہیں کی گئی بلکہ اس کے اثر یعنی شہر میں اس کا عام چرچا ہوجائے کو مدار بنایا گیا ہے ان کے علاوہ عصر آخر کے محقق علامہ ابن عابدین شامیؒ استفاضہ کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

اعلم ان المراد بالاستفاضة تواتر الخبر من الواردین من بلدة الثبوت الی البلدة التی لم تثبت بها لا مجرد الا استفاضة لانها قد تکون مبنیة علی اخبار رجل واحد مثلاً فیشیع الخبر رجل واحد مثلا فیشیع الخبر عنه ولا شک ان هذا لا یکفی بدلیل قولهم اذا استفاض الخبر .

جانو! استفاضہ سے مراد وہ خبر ہے جس کو بکثرت آنے والے بیان کریں جو اس شہر سے آرہے ہیں کہ جہاں رؤیت ثابت ہوچکی ہے اور ایسی جگہ آئیں کہ جہاں ہنوز رؤیت ثابت نہیں ہوئی محض افواہ کافی نہیں ہے (بلکہ اس خبر کی بنیاد ہونی چاہیے) کیوں کہ (افواہ کے بارے میں یہ بات معلوم ہے کہ) کبھی وہ ایک شخص کی خبر پر چل پڑتی ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ ایسی خبر (جس کا سر پیر نہ ہو یا ایک شخص کی بنیاد پر چل پڑی ہو) قطعا کافی نہیں ہے، وجہ وہی ہے کہ فقہاء تحقق کی شرط لگاتے ہیں اور تحقق بغیر اس شرط کے پایا نہیں جا سکتا جو ہم نے ذکر کی ہے۔

امام ابو یوسفؒ اوم امام محمدؒ کی نزدیک یقینی خبر؟

یقینی خبر کی ایک تعریف ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ سے ابن ہمامؒ نے نقل کیا ہے۔

والحق ماروی عن محمد وابی یوسف ایضا ان العبرة لتواتر الخبر و مجیئه من کل جانب ،

حق بات وہ ہے جو امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ سے بھی منقول ہے کہ طرف سے بکثرت خبریں آنے لگیں، اسی کا اعتبار ہوگا۔

استفاضہ خبر کیلئے کوئی خاص تعداد مقرر نہیں۔

فقہاء کے مذکورہ اقوال نیز ان کے علاوہ دیگر بیانات (جن میں سے بعض آگے آرہے ہیں) سے ''استفاضہ خبر'' کے بارے میں یہ حقیقت سامنے آئی کہ خبروں کی اس طرح آمد کہ ''ظن'' حاصل ہوجائے اور تردد باقی نہ رہ جائے جس کی تعبیر ''تحقق خبر'' یا باالفاظ قرآن ''تبین کی گئی ہے بس اس کیفیت کا پایا جانا ضروری ہے اور اس حصول کے لیے خبر والوں کی کسی خاص تعداد کا تعین نہیں کیا گیا ہے بلکہ خبر لانے والوں کی شخصیت اور وجاہت کے اختلاف سے وہ تعداد بدلتی اور کم بیش ہوتی رہے گی کہ جس سے اطمینان حاصل ہو اس لئے اس کو قاضی (یا اس کے قائم مقام مفتی یا ہلال کمیٹی) کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا جسا کہ امام محمدؒ سے منقول ہے:

''عن محمدؒ انه یفوض مقدار القلة والکثرة الی رای الامام وھو الصحیح ''

کثرت وقلت کی تعداد کا فیصلہ امام کی صوابدید پر موقوف ہے یہی صحیح ہے:

''المجمع الذی یحصل بخبرھم غلبة الظن وھو مفوض الی رای الامام من غیر تقدیر عدد وھو الصحیح '' وہ مجمع جس کی خبر سے غلبہ ظن حاصل ہوجائے اس کی تعداد امام کی صوابدید پر منحصر ہے، کوئی خاص تعداد مقرر اور یہی صحیح ہے)۔فن

اصول حدیث میں بھی خبر مستفیض کی ایک تعریف یہ کی گئی ہے

''ان المستفیض ماتلقته الامة بالقبول دون اعتبار العدد''

خبر مستفیض وہ ہے کہ جسے امت نے قبول کرلیا ہو، کسی خاص تعداد کو اعتبار نہیں کیا گیا ہے، بہرحال عدد کا معاملہ فیصلہ کرنے والے پر موقوف ہے، کیونکہ کبھی تو ایسا ہوتا ہے سینکڑوں افراد کی بھیڑ بھی اگر کسی واقعہ کو بیان کرتی ہے تب بھی اطمینان نہیں ہوتا، جیسا کہ محقق ابن ہمامؒ نے خلفؒ کا قول اہل بلخ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ اگر وہ پانچ سو ۵۰۰ بھی ہوتو قلیل ہی ہیں۔لیکن بہرحال اتنا ضرور ہے کہ خبر بیان کرنے والے دو سے زائد ہی ہوں، اگر دو سے کم ہونگے تو وہ خبر کسی طرح بھی خبر مستفیض نہیں ہوسکتی جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے شرح نخبہ میں فرمایا ہے:

خبر مستفیض کے ناقل دو افراد سے زیادہ ہونا چاہیے:

ماله طرق محصورة باكثر من اثنين سمى وهو المشهور عند المحدثين سمى بذالک لو صوحه وهو المستيض على راى جماعة من ائمة الفقهاء''

جس کے محدود طرق ہوں لیکن دو سے زیادہ، اسکو محدثین ''مشہور'' اور فقہاء کی ایک جماعت ''مستفیض'' کہتی ہے۔

خبر مستفیض مذکورہ تعریف اور اسکی حقیقت اور (تحقق کے شرائط)

معلوم ہوجانے کے بعد یہ فیصلہ کرنا اب نسبتاً آسان ہوجاتا ہے کہ ریڈیو کی خبروں کو استفاضة کی حیثیت حاصل ہوسکتی ہے یا نہیں! اگر جواب اثبات میں ہے تو کب اور کتنی خبروں سے، یہاں یہ بات دوبارہ ذہن میں تازہ کرلینا غالباً نامناسب نہ ہوگا کہ فقہاء نے اپنے اپنے

زمانہ کی نوایجاد چیزوں کا تجربے سے اور عوام کے طرز عمل سے حکم معمول کر کے اسے فتوٰی کی شکل میں ظاہر و محفوظ کر دیا ہے مثلاً علامہ شامیؒ نے اپنے دور کی چیزوں کا حکم "کضرب المدافع فی زماننا" کہہ کر بیان کیا، اس طرح گویا بعد میں آنے والوں کو یہ راہ دکھادی کہ ائندہ زمانہ میں خبر رسانی کے جو نئے ذرائع مہیا ہوان کی صداقت کا تجربہ کر کے حکم دریافت کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے آج کہا جاتا سکتا ہے کہ اس دور کہ عام رواج میں آمدہ چیزوں کا حکم (انہی اصولوں کی روشنی میں) بیان کیا جائے تو یہ بے راہ روی ہوگی، بلکہ سلف صالحین کے نقش قدم پر چلنا ہوگا۔

ریڈیو کی خبر مستفیض ہوسکتی ہے:۔

اتنی بات تو اوپر واضح ہوچکی کہ ریڈیو اسٹیشن جس شہر میں ہے اس کے اور اس کے مضافات کے باہر اس اعلان کی حیثیت ایک خبر کی ہوگی چنانچہ تنہا اس پر عمل کرنا اور اس کے مطابق فیصلہ کرنا درست نہ ہوگا، ہاں اگر کئی جگہ کے ریڈیو اسٹیشن سے ایک مقام کی یا چند مقامات کی رؤیت.....کی خبر نشر ہوئی (اگر کئی ریڈیو اسٹیشن سے کئی شہروں کی خبر نشر کی گئی ہے تو اس کو ایک خبر کی حیثیت حاصل ہوگی) اور اس اطلاع پر جو ایک دو یا متعدد مقامات کے بارے میں متعدد جگہ کے ریڈیو اسٹیشنوں سے نشر ہوچکی ہے، اگر قاضی یا ہلال کمیٹی کو پورا اطمینان ہوجائے تو اس کے مطابق فیصلہ کیا جاسکتا ہے، تعداد کے انحصار کے بارے میں یہ وضاحت کئی بار ہوچکی ہے کہ اس کا تعین نہیں کیا جاسکتا بلکہ وہ حالات اور تجربات پر موقوف ہے لہذا یہ بات فیصلہ کرنیوالی کمیٹی جائزہ لے کر طے کرے گی۔

پانچ چھ افراد کی اطلاع خبر مستفیض بن سکتی ہے:۔

یوں تقریبی طور پر پانچ سے زیادہ چھ سات کی تعداد کو علامہ رحمتیؒ کی بیان کردہ تعریف سے ماخوذ تعداد بایں طور لفظ جماعت کا اطلاق دو پر ہوسکتا ہے، اس کی جمع بنالی جائے تو (۲ضرب ۳ مساوی ۶) اس طرح چھ ہوجاتے ہیں، اسی کو حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب نے اپنے رسالہ میں اختیار کیا اسی کو حضرت مولانا کفایت اللہؒ کا اختیار کردہ ہونا بھی بیان کیا ہے۔ خبر مستفیض کے حصول کیلئے متعین کیا جاسکتا ہے یعنی پانچ چھ جگہ کے ریڈیو اسٹیشن پانچ چھ مقامات خبر نشر کریں یا ایک جگہ کی، یا چند ریڈیو اسٹیشن اگر پانچ چھ مرتبہ کسی جگہ پر رؤیت ہوجانے کی اطلاع نشر کرتے ہوں، تو دوسری جگہ اس نشریہ کے مطابق فیصلہ کیا جانا درست ہوگا، بشرطیکہ وہاں کے ارباب حل وعقد مطمئن ہوجائیں اس سے کم یعنی دو ایک خبروں پر روزہ رکھنے کا فیصلہ کرنا یا روزہ توڑنے اور عید کرنے کا فیصلہ درست نہ ہوگا۔ خاص طور پر عید کے فیصلہ میں مزید احتیاط کی ضرورت ہے۔ ہلال کمیٹی، قاضی شہر یا شرعی پنچایت کے غور وخوض کے بعد فیصلے سے قبل روزہ رکھنا چاہیے اسی طرح روزہ توڑنا اور عید منانا بھی جائز نہ ہوگا بالخصوص روزہ توڑنے میں تو اور بھی احتیاط کی ضرورت ہے، وہ تو بغیر فیصلہ کے توڑنا قطعاً جائز نہیں ہے۔

(رؤیت ہلال کا مسئلہ عصر حاضر کے وسائل اور ترقیات کی روشنی میں ص:۷۶تا۸۶)

دینی مجلہ الفکر الاسلامی۔ بیروت

کا مضمون بحوالہ ماہنامہ فکر ونظر اسلام آباد

قمری مہینے اور فلکیاتی حساب

یوسف مواہب فاخوری

(ترجمہ: ڈاکٹر محمد خالد مسعود)

ملت اسلامیہ کا یہ ایک قابل توجہ مسئلہ ہے اس مسئلے پر مزید بحث وتمحیص کی ضرورت ہے۔ اس مسئلے کا ایک پہلو عمرانی ہے اور دوسرا دینی۔ ان دونوں پہلوؤں کو بیک وقت ملحوظ خاطر رکھ کر غور کرنے سے ہی کوئی صاحب طبع آزمائی کرنا چاہیں تو فکر ونظر کے صفحات میں ان کی تحریر کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ (ایڈیٹر)

☆☆☆☆☆

ذیل کا مقالہ بیروت کے مشہور علمی و دینی مجلّے "الفکر الاسلامی" کے جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ کے شمارے میں "الشهور العربية وضرورة اعتماد الحساب الفلكي في تحديدها" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اسلامی ممالک میں آج کل جہاں سیاسی اتحاد کے رجحانات قوت پکڑ رہے ہیں وہاں دینی مسائل میں وحدت پر بھی اظہار خیال عام ہوگیا ہے، ان میں سے ایک مسئلہ توقیت اور تقویم کا بھی ہے۔ اس ضمن میں مسلمان اب مباحث سے گذر کر عملی اقدامات کی منزل تک آپہنچے ہیں "الجزائر میں الملتقى السابع للتعرف على الفكر الاسلامي" منعقدہ ۱۰۔۲۳ جولائی ۱۹۷۲ء میں الجزائر کے وزیر

تعلیم نے تاریخ اسلام میں سائنس اور مذہب میں جو قریبی رابطہ رہا ہے اسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ جب مسلمانوں کو نمازوں کے اوقات معلوم کرنے کی ضرورت پیش آئی تو گھڑی ایجاد ہوئی۔ آج روزے اور عید کیلئے چاند کے دیکھنے کا جو مسئلہ ہر سال پیش آتا ہے اس کے لیے ہم سائنس کی ایجاد سے فائدہ اٹھائیں تو یہ اسلام کے اس اصول کے عین مطابق ہوگا کہ سائنس اور مذہب میں تصادم نہیں۔ انہوں نے کہا کہ مطلع ابر آلودہ ہو یا کسی وجہ سے چاند دیکھنا ممکن نہ ہو اور حساب کی رو سے افق پر چاند موجود ہو تو اسے تسلیم کر لینا چاہیے اور آنکھ سے چاند دیکھنے پر اصرار نہ ہونا چاہیے (تفصیل کیلئے دیکھئے ماہنامہ ''وحدت'' لاہور

(جلد ۳ عدد ۱۲ ص ۱۲ اھ)

اسی سلسلے میں کویت میں مسلم وزرائے اوقات کی کانفرس ہوئی جس میں وہ اس فیصلے پر پہنچے کہ چاندی کی گردش کے حساب کو ماہرین فلکیات پر چھوڑ دیا جائے اور علمی وثوق کے ساتھ جو تقویم وہ تیار کریں اس پر عمل کیا جائے (ایضاً) حال ہی میں ان کی تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کیلئے رابط العالم الاسلامی نے مارچ ۷۴ء میں جدہ میں مختلف ماہرین کی ایک کانفرس بلائی اس میں جامعہ قاہرۃ کے شعبہ علوم فلکیات کے سربراہ ڈاکٹر محمد جمال الدین آفندی کو شرکت کیلئے خصوصی طور پر بلایا گیا۔ اس کانفرس میں توقیت اور تقویم کے مختلف مسائل زیر بحث آئے جن کی تفصیل اخبار العالم الاسلامی کے ۱۸ مارچ ۱۹۷۴ء کے شمارے میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے اس کانفرنس میں جو قرار دادیں منظور کی گئیں ان میں سے دو اس موضوع پر بے حد اہم ہیں۔

(۱) توقیت کے بارے میں یہ تجویز ہوا کہ اگرینچ کے بجائے عالم اسلامی کیلئے مرکز توقیت مکہ مکرمہ کو قرار دیا جائے کیونکہ یہ عملی طور پر شمالاً جنوباً اور شرقاً غرباً زمین کے عین وسط

میں ہے۔گرینچ کو مرکز توقیت قرار دینے کی وجہ سے عالم اسلام کو سٹینڈرڈ ٹائم میں تفاوت کی جو دقتیں پیش آتی ہیں اس سے ان کا ازالہ ہو سکے گا۔

(۲) اس سلسلے میں بے حد اہم قرارداد کانفرس کے فقہی شعبہ کی تھی جس میں عالم اسلام کے چیدہ علماء وفقہاء شرکت کر رہے تھے۔اس قرارداد کا متین درج ذیل ہے۔

اذا ثبت رؤية الهلال شرعا فی بلد اسلام فی رمضان او فی شوال و حکم بثبوتها حاکم شرعی لزم الصوم فی رمضان والا فطار منه فی شوال بجميع البلاد الاسلامية الاخریٰ وهذا موافق لما عليه المذاهب الاربعة

ترجمہ: جس رمضان میں یا شوال میں کسی اسلامی شہر (ملک) میں شرعی طور پر رؤیت ہلال ثابت ہو جائے اور شرعی حاکم اس کے ثبوت کا فیصلہ دے دے تو دوسرے تمام اسلامی شہروں (ملکوں) میں رمضان میں روزے اور شوال میں روزے کا افطار لازمی ہو جاتا ہے۔یہ (رائے) مذاہب اربعہ کے عین موافق ہے۔

جامعہ ازہر کے کلیۃ الشریعہ میں شرعی فلکیات کی مجلس نے بھی ایک فتوی میں اس کی تصدیق کی کہ اس بات کا شرعی طور پر اور فلکیات حساب کی رو سے امکان موجود ہے کہ اسلامی مہینوں کے پہلی تاریخوں میں تمام اسلامی حکومتوں میں وحدت قائم کر دی جائے۔

رابطہ عالم اسلامی نے اس کو عملی جامہ پہنانے کیلئے رمضان ۱۳۹۳ھ سے مکہ مکرمہ میں ایک رصدگاہ کی تنصیب کے آغاز کا فیصلہ کیا ہے۔اس کی تکمیل میں آٹھ مہینے لگیں گے اور اس پر اس ایک لاکھ چالیس ہزار ریال صرف ہوں گے۔

اس وقت جب کہ عالم اسلامی اپنے اتحاد کیلئے مختلف سطحوں پر کوشش کر رہا ہے

ایسے عملی اقدامات اس اتحاد کی امید کو بے حد تقویت دیتے ہیں توجہ دے کر اپنی علمی اور دینی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کی ہے۔کیا ہم یہ خواہش کرنے میں حق بجانب نہیں جس وقت عالم اسلامی میں تقویت وتقویم کی وحدت کے لئے مکہ مکرمہ میں رسد گاہ قائم کی جارہی ہے ہم پاکستان میں بھی اس مسئلے پر بحث وتمحیص کے ذریعے غور وفکر کے مواقع فراہم کریں۔ (مترجم)

رمضان المبارک کی پہلی تاریخ نیز عربی مہینوں کی پہلی تاریخوں کے تعین کے سلسلہ میں رؤیت ہلال کا مسئلہ ہر سال شدت اختیار کر جاتا ہے کیونکہ ان مہینوں میں رؤیت ہلال کا تعلق روزوں اور دیگر تہواروں اور عیدوں سے ہے عموماً رؤیت ہلال کے بارے میں جن بحثوں ، قیاس آرائیوں اور پیش گوئیوں کا سلسلہ چل پڑتا ہے ایسی لوگوں میں یہ یقین عام ہو چلا ہے کہ عربی مہینوں کی تعین نہایت ہی مشکل اور محال ہے۔

اس میں شک نہیں ہے کہ ظہور ہلال کا حساب اور اس کے طلوع وغروب کے اوقات کا تعین خاصا مشکل مسئلہ ہے جس کے لئے علم فلکیات سے آگاہی نہایت ضروری ہے کیونکہ چاند کا طلوع وغروب زمین کی حرکت اور محواری گردش کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ یہ چاند کی اپنی حرکت وگردش کا نتیجہ ہے جو زمین اور سورج کی کشش کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔اور مزید یہ کہ زمین کے گرد چاند کی گردش ہر لحاظ سے بے قاعدہ ہے۔(۱)۔(مثلاً صعود مستقیم اور میلان۔۔۔ وغیرہ) تاہم جدید علم فلکیات نے ان تمام مشکلات پر قابو پالیا ہے۔آج کا علم فلکیات ظن اور اندازے کو نہیں بلکہ واضح ترین حقائق کو اپنے حساب کی بنیاد بناتا ہے۔اس مسئلے میں خلفشار اور عدم اعتماد کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم مہینے کی پہلی تاریخ کے تعین کے لئے رویت ہلال اور اسکی گواہی پر انحصار کرتے ہیں۔یعنی جب سورج کے غروب ہونیکے بعد کسی

علاقے میں ہلال کو آنکھوں سے دیکھ لیا جائے تب اس رویت کی بنیاد پر اگلے دن کو مہینے کا پہلا دن قرار دیا جاتا ہے اور اگر سورج کے غروب کے بعد رویت ہلال ثابت نہ ہو تو مہینے کی پہلی تاریخ کو ظہور ہلال کے وقت سے تیسرے روز تک ملتوی کر دیا جاتا ہے۔

یہ مسلم امر ہے کہ چاند کے مہینے سے مراد وہ وقفہ یا مدت ہے جو دو محاقوں (چاند نظر نہ آنے والی مدتوں) کے درمیان یعنی ایک محاق سے دوسرے محاق تک یا دو ''اقترانوں'' (سورج اور چاند کا ایک دوسرے کے قریب آجانا)

---

(۱) چاند زمین کے گرد باقاعدہ گول دائرے میں نہیں کرتا بلکہ ایک قسم کا بیضوی دائرہ بناتا ہے مزید یہ کہ جیسا کہ شکل سے ظاہر ہوتا ہے اپنی گردش کے دوران ج ۴ سے ج ۱ اور ج ۲ کی طرف گردش کے وقت چاند زمین کے قریب ہوتا ہے اس لئے اس کی رفتار بھی تیز ہوتی ہے لیکن ج ۲ سے ج ۳ اور ج ۴ کی طرف گردش کے وقت یہ زمین سے دور ہوتا ہے اس لئے رفتار بھی سست ہوتی ہے۔ (مترجم)
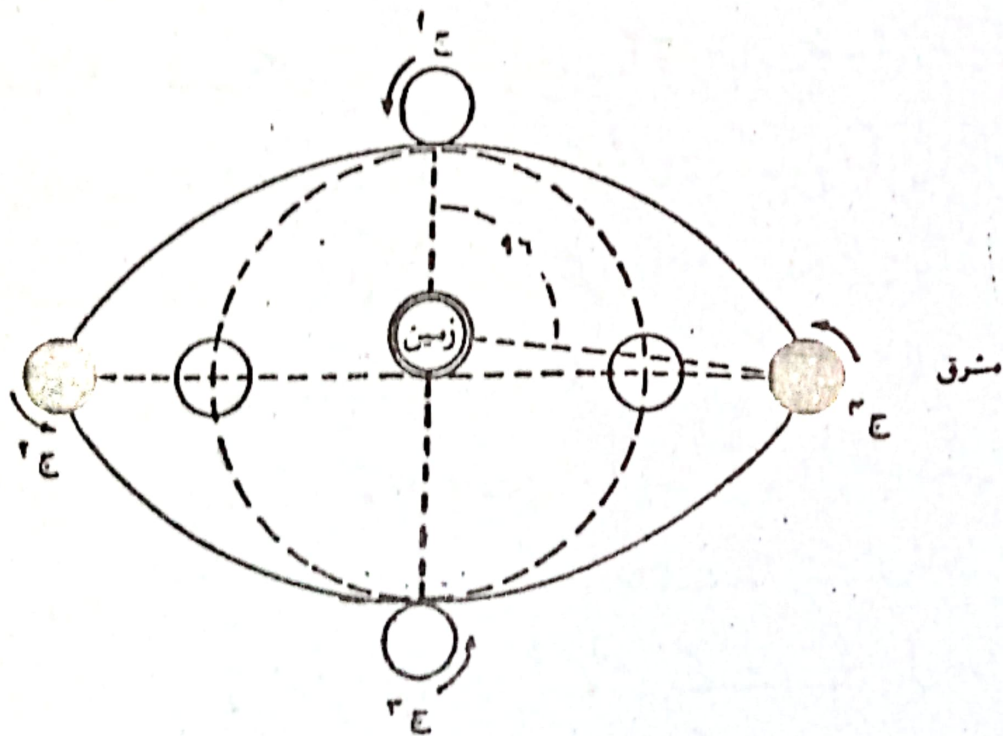
کے درمیان یعنی ایک اقتران سے آئندہ اقتران کے مابین واقع ہے۔اور ایک اقتران۔ چاند اور سورج کا اقتران۔اس وقت مکمل ہوتا ہے جب دونوں اجرام فلکی یعنی چاند اور سورج ایک ہی خط طول پر واقع ہوتے ہیں۔

(۲) اس اقترانی گردش کی لمبائی کا اوسط یعنی ایک اقتران سے دوسرے اقتران تک

(۲) چاند کے ان مختلف مدارج کو مندرجہ ذیل شکل کے ذریعے واضح کیا جاتا ہے۔اس شکال میں اندرونی دائرے میں چاند کی وہ شکلیں دکھائی گئی ہیں جو سورج کی روشنی پڑنے سے فضا میں نظر آتی ہیں اور باہر کی جانب وہ حالتیں دکھائی گئی ہیں جو زمین سے نظر آتی ہیں۔
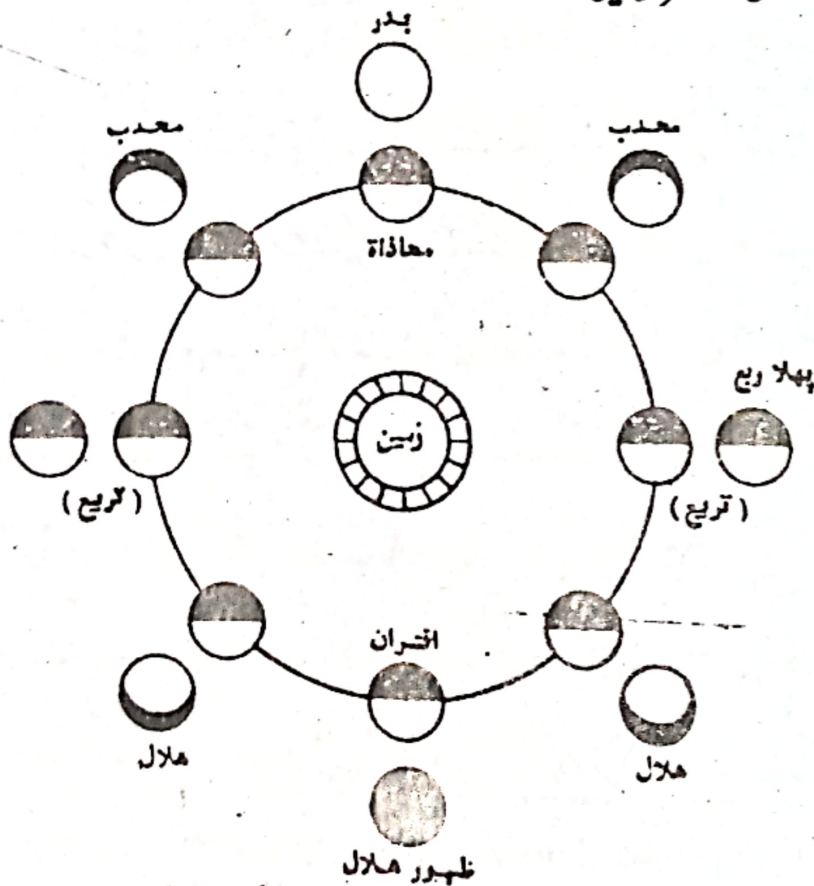
محاذاۃ: جب چاند اور سورج ایک ہی خط پر ایک دوسرے کے مقابل آجاتے ہیں۔ لیکن زمین کی نسبت چاند سورج سے دور ہوتا ہے یہ صورت مکمل چاند کے ظہور کی حالت میں ہوتی ہے۔

اقتران: جب چاند اور سورج ایک ہی خط پر ایک دوسرے کے مقابل آجاتے ہیں لیکن چاند زمین کی نسبت سورج سے قریب ہوتا ہے۔ یہ ہلال کے ظہور کی حالت ہے۔

تربیع: فضا میں ایک یا دو نقطے جہاں چاند سورج سے ۹۰ درجے دور ہوتا ہے۔

محدب: جس میں چاند کا زیادہ حصہ روشن نظر آتا ہے۔ (مترجم)

کی درمیانی مدت کی پیمائش ۲۹ دن ۱۲ گھنٹے ۴۴ منٹ ہے (۳)۔ محاق (تاریک وقفہ) اس وقت ہوتا ہے جب چاند نہ دن کو نظر آتا ہو نارات کو اور یہ وقفہ ''اقتران'' یا ''ظہور ہلال'' کی حالت میں تکمیل پذیر ہو جاتا ہے۔

''ظہور ہلال'' کے روز اس کے آنکھوں سے نظر نہ آنے کی وجہ اسکی وہ ظاہری حالت ہے جس میں وہ سورج سے ملا ہوتا ہے یعنی اس نقطے سے بالکل جڑا ہوا جس پر سورج اس وقت آسمان میں واقع ہوتا ہے۔ جب کہ چاند افق پر ہوتا ہے۔ اس وقت چاند اپنی تاریک نصف کرہ کے ساتھ جو سورج کی شعاعوں کی اوٹ میں ہوتا ہے زمین کی جانب

ہوتا ہے چنانچہ ایک دن یا دن کے کچھ حصے میں چاند نظر نہیں آتا۔ ظہور ہلال کے وقت سے دن اقتران کی گھڑی میں چاند سورج ڈوبنے کے بعد بہت تھوڑی دیر کے لئے باریک ہلال کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ چاند کے روشن محدب حصے کا رخ اس نقطے کی طرف ہوتا ہے۔ جہاں سورج افق کے نیچے واقع ہوتا ہے۔ روزانہ کے معمول کے مطابق رفتار کی وجہ سے چاند مغربی افق میں سورج کے غروب کے کچھ دیر بعد ڈوب جاتا ہے۔

دوسرے دن بعینہ یہی حالت رہتی ہے البتہ اس کا روشن حصہ بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ ہمیں مکمل نصف دائرے کی صورت میں نظر آتا ہے۔ پھر دنوں کے گزرنے کے ساتھ

---

(۳) اس گردش کو فلکیات کے اصطلاح م (synodical revolution) کہتے ہیں اس کی مدت ۲۹ روز ۱۲ گھنٹے ۴۴ منٹ اور ۲،۸ سیکنڈ ہے۔ چاند کی گردش جسے سیاری گردش (sideral revolution) کہتے ہیں، کے حساب سے چاند کی محوری گردش ۲۷ روز ۷ گھنٹے ۴۳ منٹ اور ۱۱،۵ سیکنڈ میں مکمل ہو جاتی ہے لیکن زمین کے اعتبار سے گردش کے مکمل ہونے کا حساب ایک اقتران سے دوسری اقتران تک لگایا جاتا ہے۔ جب کہ چاند دوبارہ اسی حالت میں نظر آتا ہے۔ چاند اور زمین کے خصوصی محل وقوع کی وجہ سے تقریبا

دوروز کا فرق پڑ جاتا ہے (مترجم)

ساتھ یہ کم ہونا شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ یہ بھی مشرق سے سورج کے ساتھ ہی طلوع ہوتا ہے اور اس طرح محاق (چاند نظر نہ آنے والی مدت) کے باعث بعض اوقات وہ غائب ہو جاتا ہے اور ہم اسے دیکھ نہیں سکتے، اس کے اگلے روز چاند اپنے طلوع وغروب کے معمول کے اوقات سے تقریبا ۵۰ منٹ بعد طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ جہاں کہ ظہور ہلال کے روز اس کے آنکھوں سے اوجھل رہنے کا مسئلہ ہے تو اس کا سبب مختلف جغرافیائی علاقوں اور عروض بلد میں کرہ ارض کے نقاط کا اختلاف ہے تاہم چونکہ اجرام فلکی میں چاند زمین سے سب سے زیادہ قریب ہے اور اس قربت کے علاوہ آج کے خلائی اور ایٹمی دور میں سائنس کی ترقی نیز سائینٹیفک حساب کی ژرف بینی وہ اہم اسباب ہیں جن کی بنا پر ہم چاند کے متعلق حسابات میں نہایت ہی عمدہ سائینٹیفک نتائج پر پہنچ سکتے ہیں۔ ظہور ہلال کے وقت کا تعین اس کا سورج سے اقتران اور چاند کا سورج کے غروب کے بعد کسی بھی جگہ باقی رہنے کے وقفہ کے حساب کا شمار اب ان خصوصی اور خالص سائینٹیفک مسائل میں ہوتا ہے جو ہر قسم کے شک اور ابہام سے بالا ہو چکے ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے ک کسی جگہ سورج کے غروب سے قبل چاند کا ظہور محض تھوڑی دیر کیلئے ہو جائے اس حالت میں افق ہر شرق کی تیز روشنی یا بادلوں کی موجودگی یا چاند کے سورج کے غروب سے تھوڑے وقفہ قبل ڈوب جانے کیوجہ سے چاند کا نظر آنا مشکل ہو جاتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس صورت میں شرع کا حکم کیا ہے؟

گویا حساب کے لحاظ سے تو چاند کا ظہور ثابت ہے لیکن مذکورہ بالا اسباب کی بنا پر رؤیت ہلال (آنکھوں سے) مشکل ہے اس صورت میں چاند کے ظہور کے بعد کے دن کو گزشتہ مہینے کا دن شمار کیا جائے یا نئے مہینے کا پہلا دن؟

ایسے حالات میں نہایت غور وفکر کی ضرورت ہے تا کہ بڑی غلطیاں صادر نہ ہوں۔ ایسی غلطیوں کے بار بار ہونے کی وجہ سے اسلامی اور عربی مما لک علوم وفنون کی ترقی کے مقابلے کے ضمن میں تنقید کا ہدف بنتے ہیں۔ جو لوگ علوم ریاضی اور فلکیات اوران کی تفصیلات کی افادیت کے منکر ہیں وہ جدید علوم اوران کیوجہ سے آئے دن انسانیت کو پیش آنے والی ہر نئی (مفید) چیز کے بھی منکر ہیں، آخر ہم نماز کے اوقات کے اندازے کیلئے حساب پر کیوں اعتماد کرتے ہیں؟ نماز فجر کے وقت مقرر کرنے کیلئے یہ دیکھنا کس کیلئے ممکن ہے کہ سورج کا قرص اس طرح واقع ہو کہ سفید شفق کے ظہور کے وقت اس کا مرکز مشرقی افق سے ۱۸ درجے کے قریب نیچے ہو؟

کیا ہم عصر کی نماز کا وقت مقرر کرنے کیلئے عام حساب سے فائدہ نہیں اٹھاتے؟ کیا ہم عشاء کی تعین کیلئے حساب کا استعمال نہیں کرتے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ہم مذکورہ عبادات کے لئے تو حساب اور فلکیات کے قوانین کے مطابق چلتے ہیں لیکن قمری مہینوں کی پہلی تاریخوں کے لیئے علم سائنس اور حساب مطابقت کرنے میں ھچکچاتے ہیں۔(۴)۔ کیا یہ ہمارے لئے مناسب نہیں کہ ہم جدید علوم سے مدد لیں تا کہ اختلاف اور جھگڑوں کو ختم کر کے ہم صحیح حالات پیدا کر سکیں اوران لایعنی بحثوں کو ختم کرسکیں۔ ظہور ہلال کے راز سورج کے ڈوبنے کے بعد نئے ہلال کے اثبات کیلئے آنکھوں سے چاند دیکھنے پر انحصار کا طریق ہمیشہ جھگڑے پیدا کرتا ہے۔

(۴) آئین کمیشن کی ۱۹۶۱ء کی رپورٹ میں ارکان کی نظر اس پہلو کی طرف گئی تھی۔ انہوں نے لکھا تھا: نئی نسل کے مذہب سے دل برداشتہ لوگ: مذہب کی بے معنویت کی مثال کے طور پر علماء کے اس رویے کو پیش کرتے ہیں کہ ظہور ہلال کے سلسلے میں تو علماء محکمہ موسمیات وفلکیات کے حسابات پر اعتراض کرتے ہیں لیکن سحری اور افطاری کے اوقات کے تعین میں انہی کے حسابات پر عمل کرتے ہیں۔ ص۔ ۱۲۰ (مترجم)

Riport of the Constitution Commission Padistan 1961. (Kraacha Govt. Press

1962) P. 120

ماہنامہ الحق

فروری مارچ، اپریل ۱۹۹۹ء

جناب مفتی مختار اللہ جہانگیروی حقانی

مدرس و مفتی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اختلاف مطالع کے اعتبار و عدم اعتبار کی تحقیق

(۱) سائنسی تحقیقات کے مطابق چاند زمین کے گرد گردش کرتا ہے اور زمین سورج کے گرد گھومتی ہے یہی وجہ ہے کہ بعض ممالک میں سورج طلوع ہوتا ہے اور بعض مقامات میں عین اسی وقت سورج نصف النہار پر ہوتا ہے اور کہیں سورج کے غروب کا منظر دکھائی دیتا ہے جبکہ بعض جگہوں میں رات کا اندھیرا چھایا ہوتا ہے سورج کے ان مختلف مقامات میں خروج کو مطلع کہا جاتا جسکی جمع مطالع ہے،

(۲) اسی طرح سائنس کی تحقیق یہ بھی ہے کہ چاند کی اپنی ذاتی روشنی نہیں بلکہ اسکی یہ روشنی سورج کی شعاؤں سے حاصل ہے۔ چاند کے جتنے حصے پر سورج کی شعاعیں پڑتی ہیں تو چاند کا وہی حصہ ہمیں دکھائی دیتا ہے تو ظاہر بات یہ ہے کہ سورج کے ان مختلف مطالع کی بناء پر چاند کے ظہور کے مقامات بھی مختلف ہیں اور اس بات میں کسی کو اختلاف نہیں بلکہ یہ ایک اجماعی مسئلہ ہے چنانچہ محقق العصر علامہ ابن عابدین شامیؒ وضاحت کے ساتھ فرماتے ہیں:

واعلم ان نفس اختلاف مطالع لانزاع فیه بمعنی انه قد یکون بین البلدتین بعد بحیث یطلع الهلال کذا فی احدا البلدتین دون الاخری و کذا مطالع الشمس لان انفصال الهلال عن شعاع الشمس یختلف

بـاختلاف الاقطار حتیٰ اذازالت الشمس فی المشرق لا یلزم ان تنزول فی المغرب و کذا طلوع الفجر و غروب الشمس درجة فتلک طلوع فجر لقوم و طلوع شمس لأخرین و غروب لبعض و نصف لیل لغیرھم۔(ردالمختار ۲۔۳۹۳)

اور نہ اس میں اختلاف کی گنجائش ہے اس لئے کہ اس برق رفتار دور میں ہر ایک شخص دنیا کے مختلف مما لک کے اوقات سے باخبر ہے۔

اختلاف مطالع کو اعتبار: لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس اختلاف کو اعتبار ہے یا نہیں ؟اس بارے میں علماء امت کی مختلف اراء ہیں۔

(ا) جمہور فقہاء اور محدثین کی رائے یہ ہے کہ اس اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ اہل مغرب کی رؤیت اہل مشرق کے لئے حجت ہے۔

(ب) بعض علماء دور دراز ملکوں میں اس اختلاف کا اعتبار کرتے ہیں اور قریبی مما لک میں اس کا اعتبار نہیں کرتے لیکن اس بعد کی تحدید میں کافی اختلاف ہیں۔

(۱) جس مسافت میں قصر کی جاتی ہیں یعنی (۴۸ میل) وہ بلاد بعیدہ ہے جس میں اتنی مسافت نہیں وہ قریبہ ہے (نووی شرح المسلم ا۔۳۴۸)

(۲) جہاں جہاں مطلع میں اتحاد ہو وہ قریبہ اور جہاں مطلع مختلف ہو جائے تو بعیدہ (نووی شرح المسلم ا۔۳۴۸)

(۳) دنیا کے مختلف اقالیم ہے ایک اقلیم کے مما لک بلاد قریبہ ہے اور جب اقلیم مختلف ہو جائے (نووی شرح المسلم ا۔۳۴۸)

(۴) ایک ماہ یا زیادہ کی مسافت (باندازہ ۴۸۰ میل شرعی) بعید ہے اور اس کم

قریب ہے(ردالمحتار ۲۔۳۹۳)

(۵)(خراسان اور اندلس کے درمیان فاصلے کی مقدار تقریباً ۳ ہزار میل ہے) بعید ہے اور اس کم ہو تو قریب (تحفۃ الاحوزی ۲۔۳۶)

(۶) مدینہ اور شام کے درمیان فاصلہ جو تقریباً ۴ سو میل بنتا ہے بعید ہے اس سے کم ہو تو قریب (اسلام اور جدید دور کے مسائل ص:۱۲۹)

(۷) ایک ملک کے جملہ شہر آپس میں قریب اور دوسرا بعید ہے (تحفۃ الاحوزی ۲۔۳۸)

(۸) رائے مبتلی بہ کا اعتبار ہے مبتلی بہ جس کو بعید سمجھے بعید اور جس کے قریب سمجھے قریب۔(عرف الشذی علی الترمذی ۱۔۱۴۹)

(۹) امارات اسلامی میں جتنی ریاستیں داخل ہوں وہ سب قریب ہے اور جو اسکے علاوہ ہوں وہ بعید ہے۔(تحفۃ الاحوزی ۲۔۳۷)۔

(۱۰) علامہ تبریزی فرماتے ہیں کہ ۲۴ فرسخ سے کم مسافت اختلاف مطالع ممکن نہیں اور اس کے علاوہ ممکن ہے (ردالمحتار ۲۔۳۹۳)

(ج) اور تیسری رائے یہ ہے کہ ہر جگہ معتبر ہے یعنی ہر مقام کے لئے اپنی اپنی رؤیت ضروری ہے دوسری جگہ کی رؤیت حجت نہیں یہ رائے بعض علماء کا ہے جو کالعدم متصور ہے۔اصل اختلاف اول اور ثانی کا ہے مذاہب اربعہ کے اکثر علماء کی رائے قول اول کے مطابق ہے اور بعض قول ثانی کی تائید کرتی ہیں۔

مذہب حنفی: علماء احناف کی اس بارے میں دو رائے ہیں:۔

(۱) اکثریت کی رائے عدم اعتبار کی ہے جبکہ علامہ زیلعی اور صاحب بدائع وغیرہ کی رائے اختلاف مطالع کی اعتبار کی ہے چنانچہ علامہ زیلعی فرماتے ہیں۔ والاشبہ انہ

یعتبر لان کل قوم مخاطبون بما عندهم وانفصال الهلال عن شعاع الشمس یختلف باختلاف الاقطار و الدلیل علی اعتباره.

(تبیین الحقائق ۱. ۳۲۱)

اسی طرح علامہ الطحطاوی فرماتے ہیں یختلف باختلاف المطالع و اختاره صاحب التجرید و هو الاشبه لان انفصال الهلال من شعاع الشمس تختلف باختلاف الاقطار و هذا ثبت فی علم الافلاک و الهیأة وقل ما یختلف به المطالع مسیرة شهر (طحطاوی حاشیه مراقی الفلاح ص ۳۵۹)
وهکذا فی بدائع الصنائع ۲، ۸۳)

مگر ان کے علاوہ جمہور فقہاء احناف کے نزدیک ظاہر مذہب عدم اعتبار ہے چنانچہ علامہ ابوالبرکات النسفی اور علامہ ابن نجیم بلکہ جملہ اصحاب متون یہی فرماتے ہیں۔
لااعتبار لاختلاف المطالع قال ابن نجیم المصری تحت هذا القول: فاذا راه اهل بلدة ولم یره اهل بلدة اخری وجب علیهم ان یصوموا برویة اولئک عندهم بطریق موجب و یلزم اهل المشرق برؤیة اهل المغرب. (البحر الرائق ۲. ۲۷۰)

اور اسی رائے کو فقہائے کرام نے مفتی بہ اور ظاہر الراویۃ قرار دیا ہے لہذا چند تصریحات بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں

(۱) علامہ قاضی خان فرماتے ہیں: ولا عبرة لاختلاف المطالع فی ظاهر الروایة (فتاوی قاضی خان علی هامش الهندیة ج ۱. ص ۱۹۸)

(۲) علامہ طاہر بن عبدالرشید فرماتے ہیں لا عبرة لاختلاف المطالع فی ظاهر

الرواية و عليه الفتوى الفقيه ابى الليث السمرقندى وبه كان يفتى شمس الامة الحلوانى قال : لورأى اهل المغرب هلال رمضان يجب الصوم على اهل المشرق (خلاصة الفتاوی ج ۱ ص ۲۴۹)

(۳) علامہ حصکفیؒ کا قول ہے واختلاف المطالع غير معتبر على ظاهر المذهب وعليه اكثر المشائخ وعليه الفتوى (الدر المختار علی صدر رد المحتار ج ۲ ص ۳۹۳)

(۴) علامہ زیلعی باوجود اس کے کہ آپ اعتبار کے قائل ہے مگر وہ بھی اکثر مشائخ کی رائے عدم کو نقل کرتے ہیں :

على انه لا يعتبر اختلاف المطالع (تبيين الحقائق ج ۱ ص ۳۲۱)

(۵) علامہ سید احمد الطحطاوی فرماتے ہیں : قوله و اختاره صاحب التجريد وهو الاشبه وان كان الاول اصح. (طحطاوی ص ۵۴۱)

(۶) علامہ عالم بن علاء الانصاری لکھتے ہیں. :وعليه الفتوى الفقيه ابى الليث و به كان يفتى الامام الحلوانى و كان يقول لو راه اهل المغرب يجب الصوم على اهل المشرق (فتاوى التاتارخانيه ج ۲ ص ۳۵۵)

(۷) علامہ ابن ہمامؒ نے بھی ظاہر مذہب قرار دے کر اسکی ترجیح کی ہے والاخذبظاهر المذهب احوط (فتح القدير ج ۲ ص ۲۴۳)

(۸) صاحب فتاوی نور الهدی فرماتے ہیں لا عبرة و قيل يعتبر هو الاشبه كما فى تبيين لكن الفتوى على الاول (فتاوى نور الهدى ص ۷۶)

(۹) کنز الدقائق کے شارح علامہ مصطفی ابن ابی عبد الله الطائی فرماتے ہیں لا عبترة باختلاف المطالع فيلزم اهل المشرق برؤية

اھل المغرب و علیه الفتوی شرح الطائی علی ھامش رمز الحقائق شرح عینی کنز ج ا ص ۸۱)

(۱۰) خاتم محققین علامہ ابن عابدین الشامی فرماتے ہیں: و ظاهر الروایة الثانی وھو المعتمد عندنا و عند المالکیة و الحنابلة لتعلق الخطاب عاما بمطلق الرؤیة فی حدیث صوموا الرؤیة (ردالمحتار ج۲ ص ۳۹۳) تلک عشرة کاملة۔

یہ دس ترجیحات اقوال قدیم فقہائے کرام کے بطور نمونہ پیش کئے گئے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں اور یہی مفتی بہ ہے ورنہ اس کے علاوہ بھی دیگر فقہاء کرام کے اقوال موجود ہے جس سے عدم اعتبار کی تائید ہوتی ہے گویا کہ احناف کا مذھب اور مفی بہ قول اختلاف مطالع کے عدم اعتبار کا ہے

متاخرین احناف کی آراء:۔

متاخرین احناف میں علامہ شاہ انور شاہ الکشمیر ی ،علامہ تقی امینی ،اور مولانا برہان الدین السنبھلیؒ اختلاف کو اعتبار دینے کو ترجیح دیتے تھے اور اس کو مفتیٰ بہ قرار دیا ہے لیکن اکثر علماء متاخرین بھی عدم اعتبار کو راجح قرار دیتے ہیں۔

(ا)۔مثلا علامہ شیخ عبدالحی لکھنوی کا آخری فتویٰ۔

الجواب :اختلاف مطالع معتبر نیست وحکم یکجا مفید حکم بجائے دیگر میشود اگر خبر رؤیت ہلال مشتھر شود وانتشار پزیر(مجموعة الفتاویٰ ج:۳ص:۷۰)

(۲)۔فقیہ العصر حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں

الجواب: اس سے معلوم ہوا کہ مفتیٰ بہ قول یہی ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں۔(امداد الفتاویٰ ج:۲ص:۱۰۷)۔

(۳)۔مولانا اشرف علی تھانویؒ کا دوسرا فتویٰ

الجواب: قیاس تو مقتضی ہے اسکو کہ اختلاف مطالع ہو مگر حنفیہ نے بناء بر علیہ السلام لاتکتب ولاتحسب (الحدیث) اسکا اعتبار نہیں کیا کہ خالی حرج ورعایت قواعد هیئت سے نہ تھا پس مقتضیٰ حدیث مذکور کا یہ ہوا کہ اختلاف مطالع مطلقاً معتبر نہ ہو، نہ قبل وقوع عبادت نہ بعد وقوع عبادت بلکہ ہر مقام کی رؤیت ہر مقام کے لئے کافی ہو جائے چنانچہ قبل وقوع عبادت تو کہیں بھی اعتبار نہیں کیا گیا ہاں بعض مواقع میں جیسے بعض بعض صورجج میں اس کا اعتبار کرنا بظاہر مفہوم ہوتا ہے مگر رائے ناقص مین وہ اعتبار اختلاف مطالع کا نہیں۔الخ۔(امداد الفتاویٰ ج:۲ص:۱۰۸)۔

(۴)۔مفتی الھند مفتی کفایت اللہؒ کا فتویٰ بھی عدم اعتبار کو ترجیح دیتا ہے چنانچہ جب آپ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اختلاف مطالع شرعاً معتبر نہیں اور حنفیہ کے نزدیک صحیح اور محقق یہی ہے۔(کفایت المفتی ج:۴ص:۲۰۹)۔

(۵)ایک اور جواب میں فرماتے ہیں: حنفیہ نے احکام میں اختلاف مطالع کا شرعاً اعتبار نہیں کیا فی الواقع میں اختلاف ہوتا ہے لیکن احکام شرعیہ میں اسکا اعتبار نہیں ہے۔حنفیہ کا استدلال حدیث ''صوموا لرؤیتہ و افطروا لرؤیتہ'' سے ہے الخ۔(کفایت المفتی ج:۴ص:۲۱۱)

(۶)۔مفتی اعظم مفتی عزیز الرحمٰنؒ کا فتویٰ: جنہوں نے دارالعلوم دیوبند جو مذھب حنفی کا ایک عظیم درسگاہ ہے یہ فتویٰ جاری کیا ہے تو ظاہر ہے کہ دارالعلوم دیوبند کی

مجلس علمی کا اس پر اتفاق ضرور ہوگا چنانچہ فرماتے ہیں: اختلاف مطالع عند الحنفیہ معتبر نہیں ، اہل مغرب کو اگر چاند نظر آوے اور اسکا ثبوت شرعی طریقہ سے اہل مشرق کو ہو جائے تو انہیں بھی روزہ کا افطار لازم ہو جاتا ہے اور رویت اہل مغرب کی اہل مشرق کے لئے کافی ہے

۔(فتاوی دار العلوم دیو بند (عزیز الفتاویٰ) ج:۱ص:۳۷۴)۔

(۷) اور ایک دوسرے فتوی میں تفصیلاً فرماتے ہیں اور یہی مسلم ہے کہ صحیح اور مختار مذہب کے موافق اختلاف مطالع ہلال صوم وفطر میں معتبر نہیں اہل مغرب کی رویت سے اہل مشرق پر حکم ثابت ہو جاتا ہے اور جبکہ معتبر، راجح، ظاہر الروایات اور مفتی بہ عدم اختلاف مطالع ہے تو پھر اسمیں بحث کرنا ہم مقلدین کے لئے بے موقع ہے کیونکہ فقہاء محققین کی توضیح اس کے بارے میں ہمارے لئے کافی حجت ہے۔ البتہ اہل مغرب کی رویت اہل مشرق کے لئے ثابت ہونے میں کے لئے یہ ضروری ہے کہ اہل مشرق کو طریق موجب سے اہل مغرب کی رویت محقق ہو جائے۔

(فتاوی دار العلوم دیو بند (عزیز الفتاویٰ) ج:۱ص:۳۷۶)۔

(۸) دور حاضر کے محقق و مدقق فقیہ العصر مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ العالی نے اس مسئلہ پر کافی تحقیق فرمائی ہے جس میں آپ نے ثابت کیا ہے کہ اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں چنانچہ آپ کے دو فتاویٰ ملاحظہ ہو۔ اختلاف کا اعتبار نہیں۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ ایسے بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع معتبر ہونا چاہئے جن کی رویت میں ایک دن سے زیادہ کا فرق ہو۔ اس لئے کہ اس صورت میں مہینہ ۲۹ سے کم یا تیس سے زیادہ ہو جائیں گے اور یہ خیال نصوص صریحہ کے خلاف ہے۔ یہ خیال اس لئے صحیح نہیں کہ فنی تحقیق کے مطابق پوری دنیا ایک دن سے زیادہ کا فرق ہو ہی نہیں سکتا، اگر کہیں ایسا ہوتا ہے اسکا سبب

اختلاف مطالع نہیں بلکہ یہ عوارض فضائیہ یا خیالات بشریہ پرمبنی ہے

(احسن الفتاوی ج:۴ص:۴۸۷)۔

(۹) ایک اور سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: زید کا قول صحیح نہیں صوم میں اختلاف مطالع صرف شوافع کے ہاں ہے اور مالکیہ کا اتفاق ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں بلکہ اہل مغرب کی رؤیت سے اہل مشرق پر صوم (روزہ) فرض ہو جائیگا۔

(احسن الفتاوی ج:۴ص:۵۰۰)۔

(۱۰) بلکہ متاخرین فقہاء کرام ومفتیان عظام کا ایک متفقہ فیصلہ اور فتویٰ مدرسہ قاسم العلوم ملتان کے ایک اجلاس میں جو ۱۶ ستمبر ۱۹۵۴ء بمطابق ۷ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ ہوا تھا کہ حنفیہ کثر اللہ سوادھم کے ہاں مفتیٰ بہ اور ظاہر مذہب عدم اعتبار ہے ملاحظہ ہو وہ فیصلہ اگرچہ اس فیصلہ میں مختلف امور پر بحث ہو چکی ہے لیکن ہم اپنے اس زیر بحث مسئلہ کا حکم نقل کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔

اختلاف مطالع صوم (روزہ) وفطر (عید الفطر) میں بشرطیکہ دوسری جگہ ثبوت رؤیت بطریق موجب ہو معتبر نہیں ہوگا۔ صدر مجلس، مولانا خیر محمد جالندھریؒ محرر فیصلہ مولانا مفتی محمودؒ قاسم العلوم ملتان دیگر ارکان مجلس:

(۱) مفتی رشید احمد صاحب دار الافتاء کراچی

(۲) مولانا مفتی محمد عبد اللہ صاحب، خیر المدارس

(۳) مولانا محمد صادق ناظم امور مذہبیہ بہاولپور

(۴) مولانا مفتی عبد الرحمن، محکمہ امور مذہبیہ بہاولپور اس کے علاوہ بھی کئی علماء ومفتیاں اس مجلس کے ارکان تھے۔ تفصیل کے احسن الفتاویٰ ج:۴ص:۴۸۲ ملاحظہ ہو۔ اور اس فیصلہ کی

مصدقین حضرات علماء کی کافی تعداد بھی مذکور ہے جن میں:

(۱) مولانا ظفر احمد عثمانی تھانویؒ صاحب اعلاء السنن

(۲) شیخ المشائخ مفسر قران حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

(۳) شیخ الحدیث ولی کامل حضرت مولانا عبدالحقؒ بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

(۴) مولانا مفتی محمد یوسف صاحبؒ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

(۵) مولانا مفتی مسعود احمدؒ نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

(۶) مولانا مفتی عزیز الرحمٰن بجنوریؒ مفتی دارالعلوم دیوبند

(۷) مولانا سعید احمد سعیدؒ مدرس دارالعلوم دیوبند

(۸) مولانا مفتی سعید احمد مفتی مظاہر العلوم سہارنپور۔

اس کے علاوہ بھی ہر مکتب فکر حنفی علماء کے تصدیق موجود ہے۔ تفصیل کے لئے احسن الفتاویٰ ج:۴ص:۲۸۲، ملاحظہ ہو۔ گویا کہ علماء احناف کا قدیما وحدیثا سب کا اس کا اس پر اجماع ہے کہ حنفیہ کے لئے ظاہر الروایہ اور مفتیٰ بہ رائے اختلاف مطالع کا عدم اعتبار ہے۔

مذہب مالکی:۔ حنفیہ کی طرح مالکیہ کے نزدیک بھی اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں بلکہ ان کے ہاں یہ مسئلہ اجماعی ہے۔ ہم مذہب مالکیہ کی چند کتابوں سے بطور نمونہ مذہب کا اقتباس نقل کرتے ہیں۔

(۱) علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد الدردیر المالکی لکھتے ہیں:

وعم الصوم سائر البلاد والافطار و لو بعدت ان نقل عن المستفضة او عن عدلين بها. (الشرح الصغير علىٰ اقرب المسالك الىٰ مذهب الامام

مالکؒ ج: ا ص: ۷۸۴).

(۲) مالکیہ کے مجتہد حافظ عمر ابن عبدالبر النحری القرطبی مالکیہ کا مذہب نقل کر کے فرماتے ہیں

اذارئی الهلال فی مدینة او بلدرؤیة ظاهرةاو ثبتت رئیته بشهادة قاطعةلم نقل ذالک عنهم الیٰ غیرهم بشهادة شاهدین لزمهم الصوم ولم یجز لهم الفطر (الکافی فی فقه المالکی ج: ا ص: ۲۹۱)

(۳) زمان حال کے محقق عالم دین شیخ وھبہ الزحیلی مالکیہ کا مذہب الشرح الکبیر کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں:

وقال المالکیه: اذا رأی الهلال عم الصوم سائر البلاد قریبا او بعیدا ولا یراعی فی ذالک مسافة قصر ولا اتفاق المطالع، ولا عدمها، یجب الصوم علیٰ کل منقول الیه ان نقل بشهادة عدلین او بجماعة مستفیضة ای منتشرة. (الفقه الاسلامی وادلته ج۲ ص: ۶۰۶)

(۴) مشہور ومعروف محقق حافظ الدنیا حافظ ابن حجر العسقلانی نے بھی مالکیہ کا مذہب عدم اعتبار کا نقل کیا ہے۔ ثانیهما مقابله اذا رئی ببلد لزم اهل البلاد کلها وهو المشهور عند المالکیة (فتح الباری ج:۴ ص: ۱۲۳)

مالکیہ کی چند تصریحات سے (جو بطور نمونہ ذکر کئے گئے) واضح طور پر معلوم ہوا کہ مالکیہ کا مذہب بھی حنفیہ کی طرح عدم اعتبار کا ہے۔

بعض علماء کرام نے مالکیہ کا مذہب اسکے علاوہ نقل کیا ہے آئندہ صفحات میں اس تحقیق کا بھی جائزہ لیا جائے گا

مذہب حنبلی؛ مذاہب اربعہ میں امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب بھی مذہب حنفی و مالکی کی طرح اختلاف مطالع کے عدم اعتبار کا ہے اور یہی ان کے ہاں بھی مفتی بہ ہے نمونہ کے لئے چند کتابوں کی صریح عبارات اور فتاوی رقم کئے جاتے ہیں

(۱) محقق زمانہ اور فقہ حنبلی کے مشہور و معروف فقیہ علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں

اذارای الهلال اهل بلدلزم جميع البلادالصوم وهذا قول الليث و بعض اصحاب الشافعيه (المغنى ؛ج ۳ ص ۸۸)

(۲) علامہ علاؤالدین ابوالحسن علی بن سلیمان المرداویؒ لکھتے ہیں

اذارای الهلال اهل بلدلزم الناس كلهم الصوم لا خلاف فى لزوم الصوم على من راه واما من لو يراه فان كانت المطالع متفقه لزمهم الصوم ايضا وان اختلف المطالع فالصحيح من المذهب لزوم الصوم ايضاً (الانصاف فى معرفةالراجح من الخلاف ج ۱ ص ۲۷۳)

(۳) علامہ ابن تیمیہؒ فقیہ مذہب حنبلی فرماتے ہیں

فاالصواب فى هذا والله اعلم ما دل عليه قوله صومكم يوم تصومون وفطركم يوم تفطرون واضحاكم يوم تضحون فاذا اشهد شاهدان ليلةالثلاثين من شعبان انه راه بمكان من الامكنه قريب او بعيدوجب الصوم (مجموعہ الفتاوی الکبری ۲۵ ص ۱۰۵)

(۴) شیخ وہب الزحیلیؒ حنبلیہ کا مذہب نقل کرتے ہیں۔

قال الحنابله: اذا ثبتت رويةالهلال بمكان قريباً كان او بعيدالزم النا س

كلهم الصوم وحكم من لم يره حكم من راه

(الفقه الاسلامی وادلتہ: ج ۲ ص ۲۰۶)

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ اختلاف مطالع کا عدم اعتبار ان تینوں مذاہب کا متفقہ فیصلہ اور فتوی ہیں یہی وجہ ہے کہ شیخ عبدالرحمٰن الجزائری نے بھی واضح الفاظ میں اس بات کا اظہار کیا ہے کہ ان تینوں مذاہب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں ایک شہر کی رؤیت دوسرے شہر کو جب بطریقہ شرعی پہنچ جائے تو دوسرے شہر کیلئے بھی موجب صوم (روزہ) وفطر (عید) ہے چنانچہ علامہ الجزائری فرماتے ہیں

اذاثبتت رؤية الهلال بقطر من الاقطار وجب الصوم على سائر الاقطار لا فرق بين القريب من جهة الثبوت و البعيد اذابلغ هم من طريق موجب للصوم ولا عبرة باختلاف مطلع الهلال مطلقا عند ثلاثة من الائمة خالف الشافعيه. (كتاب الفقه على مذهب الاربعه: ج ۱ ص ۵۵۰)

مذہب شافعی: اگر امام شافعیؒ اختلاف مطالع کو اعتبار دیتے ہیں اور یہی انکا مذہب ہے لیکن اس حقیقت سے امام شافعیؒ کے بعض مقلدین فقہاء چشم پوشی نہ کر سکے انہوں نے بھی ائمہ ثلاثہ کے مطابق قول کیا ہے اور فتوی صادر فرمایا ہے۔

(۱) چنانچہ علامہ ابن قدامہ رقم طراز ہیں

اذارای الهلال اهل بلد لزم جميع البلاد الصوم وهو قول الليث و بعض الشافعية (المغنی: ج ۳ ص ۴۴)

(۲) خود اس بات کا اعتراف شارح مسلم امام نوویؒ بھی کر چکے ہیں، اور فرماتے ہیں

والصحيح عند اصحابنا ان الرؤية لا تعم الناس بل تختص بمن قرب ....وقال بعض اصحابنا:تعم الرؤية فى موضع جميع اهل الارض (شرح مسلم للنووى : ج ۱ ص ۳۴۸)

(۴) بلکہ علامہ ابن منذرؒ نے ایک قول امام شافعیؒ سے بھی نقل کیا ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ۔علامہ ابن منذرؒ کا یہ قول شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ نے شرح مؤطا امام مالک میں نقل کیا ہے۔

قال اكثر الفقهاء:اذاثبت بخبر الناس ان اهل بلد من البلاد ان قدر أو ه قبلهم فعليهم قضاء ما افطر وهو قول اصحاب الرأى و مالك واليه ذهب الشافعى واحمد. (اوجز المسالک: ج۳ص ۶)

مذہب اہل حدیث: مذاہب اربعہ کی تحقیق سے یہ بات معلوم ہوئی کہ تین مذاہب کی متفقہ اور مذہب شافعی کے بعض فقہاء کی رائے اور فتوی اختلاف مطالع کے عدم اعتبار کا ہے انکے علماء اہل حدیث بھی اختلاف مطالع کے عدم اعتبار کے قائل ہے

(۱) چنانچہ اہل حدیث کے مشہور ومعروف عالم اور فقیہ علامہ وحید الزمان حیدر آبادیؒ مترجم صحاح ستہ فرماتے ہیں:

ولاعبرة لاختلاف المطالع وقيل يعتبر اذاكانت المسافة قدر شهر الخ (كنز الحقائق من فقه خير الخلائق؛ص ۴۷)

ترجمہ: اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں اگر چہ بعض نے اعتبار دیا ہے بشرطیکہ دونوں شہروں کے درمیان ایک مہینے کی مسافت ہو۔

علامہ صاحب کی مذکورہ عبارت واضح طور پر اس بات کی تصریح کرتی ہی کہ اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں اور جہاں تک دوسرے قول کا تعلق ہے تو اسکو علامہ صاحب نے قیل کے ساتھ ذکر کر کے اسکی تضعیف کی طرف اشارہ فرمایا۔

(۲) مشہور غیر مقلد فقیہ ومحدث علامہ محمد علی الشوکانی الشہیر بقاضی شوکانی فرماتے ہیں:

والذی ینبغی اعتماده هو ما ذهب الیه المالکیة وجماعة من الزیدیة واختاره المهدی منهم و حکاه القرطبی عن شیوخه أنه اذارأه اهل بلدلزم اهل البلاد کلها. (نیل الاوطار: ج۴ ص ۲۰۷)

ترجمہ: مناسب یہ ہے کہ اس رائے کو معتمد مانا جائے جسکو مالکیہ زیدیہ کی ایک جماعت اور امام مہدی نے اختیار کیا ہے اور امام قرطبی نے اپنے اساتذہ سے یہ بات نقل کی ہے کہ اگر ایک شہر والوں نے چاند دیکھا تو تمام شہروں کے باشندگان پر حکم لازم ہوگا۔

(۳) مشہور غیر مقلد عالم دین علامہ نواب صدیق حسن خان صاحبؒ فرماتے ہیں:

وایں دال ست برینکه رویت یک بلد رویت جمیع بلاد ست پس لازم باشد حکم

ترجمہ: یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر ایک شہر میں چاند کی رؤیت ہوئی تو یہ رؤیت تمام شہروں کے لئے ہے اس وجہ سے سب پر حکم لازم (واجب) ہے۔ تو گویا علماء مذہب اہل حدیث بھی جمہور کے ساتھ اتفاق رائے رکھتے ہوئے اختلاف مطالع کو اعتبار نہیں دیتے۔۔
(الحرام شرح بلوغ مسلک الختام: ج۱ص ۵۰۳)

مذہب ظاہریہ: اہل ظواہر کے بانی علامہ ابن حزمؒ کی رائے موسوعۃ جمال عبدالناصر میں

منقول ہے۔

اما ابن حزم فان الذی یوخذ من کلامہ انہ لایعتبراختلاف المطالع اذ یقول ومن صح عندہ بخبر من یصدقہ:من رجل واحد اوامرأۃ واحدۃعبداوحرۃ فصاعدا أن الھلال قد رؤی البارحۃفی أخرشعبان ففرض علیہ الصوم صام الناس أو لم یصوموا و کذالک لو راہ ھو وحدہ
(موسوعۃجمال عبدالناصرج ۴ص ۹۷)

ترجمہ:علامہ ابن حزم کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف مطالع معتبرنہیں کیونکہ وہ کہتا ہے کہ ان کے نزدیک اس شخص کی اطلاع درست ہے چاہے ایک مرد ہو یا ایک عورت،غلام ہو یا آزاد، باندی ہو یا آزاد جو اس بات کی تصدیق کرے کہ شعبان کی آخری رات کو چاند دیکھا گیا ہے پس اس پر روزہ رکھے یا نہ رکھے اسی طرح ایک نے دیکھا ہو۔موسوعۃ کی عبارت کی وضاحت سے علامہ ابن حزم ظاہری کا فتوی اور مذہب اختلاف مطالع کے عدم اعتبار کا معلوم ہوتا ہے گویا کہ اہل ظواہر کا مذہب بھی جمہور کے مذہب اور فتوی کے مطابق اور اس کا مؤید ہے۔

مذہب زیدیہ: زیدیہ روافض کا ایک گروہ ہے جو امام زین العابدین کے بیٹے حضرت زیدؒ کی طرف منسوب ہے انکے فقہاء کی ایک جماعت بھی اس بات کی قائل ہے کہ اختلاف مطالع معتبرنہیں، چنانچہ علامہ شوکانیؒ فرماتے ہے

والذی ینبغی اعتمادہ ھو ماذھب الیہ المالکیۃ وجماعۃمن الزیدیۃ واختارہ المھدی منھم وحکاہ القرطبی عن شیوخہ انہ اذاراٰہ اھل

بلد لزم اهل البلاد کلها(نیل الاوطار ج ۴ ص ۲۰۷)

دورہ حاضر کے عرب محققین کی آراء: قدیم وجدید مقلدین علماء وفقہاء اور مجتہدین عظام کے فتوی کے مطابق دور حاضر کے مانے گئے عرب محققین بھی یہی رائے رکھتے ہیں کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں، بلکہ مسلمانوں میں ایک رؤیت جہاں بھی ہو سب کیلئے کافی ہے۔

(۱) چنانچہ عرب کے نامور محقق علامہ السید سابق فرماتے ہیں:

ذھب الجمھور الی أنه لاعبرة باختلاف المطالع: فمتی رأی الھلال اھل بلد وجب الصوم علی جمیع البلاد لقول الرسول ﷺ صوموا الرؤیته وافطر والرؤیته وھو خطاب عام لجمیع الأمة فمن راہ منھم فی أی مکان کان ذلک رؤیة لھم جمیعا

(فقہ السنۃ ج ۱ ص ۳۸۵،۳۸۶)

ترجمہ: جمہور کی رائے یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں جب کسی بھی شہر والوں نے چاند دیکھا تو سب لوگوں پر روزہ واجب ہو جائے گا اس لئے کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: کہ چاند دیکھ کر روزہ اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور یہ خطاب عام ہے جو جمیع امت کو شامل ہے پس جس نے جہاں بھی چاند دیکھا تو یہ رؤیت سب کیلئے ہے

(۲) اسی طرح دور حاضر کے عظیم مفکر اور مشہور فقیہ علامہ شیخ وہبہ ذحیلی (جنکی تصنیف کردہ "کتاب الفقه الاسلامی وادلته" ہر کتب خانہ کی زینت ہے اور ہر خاص و عام اس سے مستفید ہوتے ہیں) فرماتے ہیں۔

وھذاالرأی (رأی الجمھور)ھو الراجح لدی توحیداللعبادةبین المسلمین

ومنعامن الاختلاف غير المقبول في عصرنا لأن ايجاب الصوم معلق بالرؤيةدون تفرقة الاقطار (الفقه الاسلامی وادلته : ج ۲ ص ۶۱۰)

ترجمہ: یہ رائے (جمہور کی رائے) راجح ہے اسلئے کہ یہ مسلمانوں کی عبادت میں وحدت کا ذریعہ ہے اور ہمارے زمانے میں اختلاف سے منع مقبول نہیں اس لئے کہ روزہ کا وجوب رؤیت کے ساتھ معلق ہے اس میں افطار وغرہ کا کوئی تعلق نہیں۔

(۳) اسی طرح علامہ عبدالرحمن الجزائری اختلاف مطالع کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہے۔

اذاثبتت رؤية الهلال بقطر من الاقطار وجب الصوم علي سائر الاقطار لا فرق بين القريب من جهة الثبوت والبعيداذا بلغهم من طريق موجب للصوم (الفقه علی مذاهب الاربعه: ج ۱ ص ۵۵۰)

ترجمہ؛ جب چاند کی رؤیت دنیا کے کسی بھی کونے میں ثابت ہو جائے تو سب کونوں والوں پر روزہ واجب ہو جائے گا جس میں قریب وبعید کا کوئی فرق نہیں بشرطیکہ یہ اطلاع بطریقہ موجب شرعی پہنچ جائے۔

مذاہب اربعہ، مذہب اہل حدیث، مذہب ظاہری اور زمانہ حال کے عرب محققین جن کو دنیا میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور انکے فتوی کو تسلیم کیا جاتا ہے ان سب کی رائے اور فتوی یہ ہے کہ اختلاف مطالع اگر چہ مشاہدات اور سائنسی تحقیقات نے ثابت کیا کہ موجود ہیں مگر چونکہ شریعت محمدی ﷺ كافة للناس ہے یعنی جملہ انسانیت کے لئے دین

ہے اور دین میں یسر (آسانی) رکھی گئی ہے۔ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام ؓ کو نصیحت فرماتے تھے

کہ "یسروا ولاتعسروا بشروا ولاتنفروا" (الحدیث)

کہ لوگوں پر آسانی کروانکو تکلیف میں نہ ڈالو۔تو چونکہ جملہ انسانیت میں شہری لوگ بھی شامل ہیں اور دیہاتی بھی حتی کہ پہاڑ اور جنگل میں رہنے والے لوگ بھی اس میں داخل ہیں شہری لوگوں کے لئے تو جدید آلات کے ذریعے معلوم ہو جائے گا مگر دیہاتی لوگ اس سے بے خبر ہونگے لہذا فتوی اور ظاہر مذہب اور سب مذاہب کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ اختلاف مطالع ہونے کے باوجود اس کا اعتبار نہیں ،اہل مشرق کی رؤیت جب اہل مغرب کو بطریقہ شرعی پہنچ جائے تو قابل قبول ہے، چاہے قریب ہو یا بعید،ایک ریاست میں ہو یا مختلف ریاستوں، مگر ثبوت کے وقت ایک دن روزہ ہوگا اور ایک ہی دن عید ہوگی اور اسی میں جملہ مسلمانوں کی اجتماعیت اور وحدت پنہاں ہے۔

یہاں تک تو مختصر امذاہب کی تحقیق تھی آگے انشاء اللہ عدم اعتبار یعنی جمہور فقہاء کے دلائل پیش کیے جائیں گے جن سے یہ حضرات استدلال کرکے ہیں۔

عدم اعتبار کے دلائل: تحقیق مذاہب (جو ماقبل صفحات میں ذکر ہوئی) سے معلوم ہوا کہ اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں،اہل مشرق کیلیے جب بصورت شرعی پہنچ جائے تو حجت ہے یہ حضرات اپنے اس موقف کیلئے قرآن کریم وسنت نبویﷺ کی چند روایات سے استدلال کرتے ہیں؛

(ا) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: من شهد منكم الشهر فليصمه (آلاية)

ترجمہ؛ اور جب تم میں سے چاند کو دیکھے تو روزہ رکھے۔

اس آیت کریمہ سے استدلال کو سمجھنے کے لئے چند باتوں کو ذہن نشین کرنا چاہیے

(الف) اس بات پر سب لوگ متفق ہیں کہ سارے لوگ چاند نہیں دیکھ سکتے۔
(ب) اور یہ بھی متفق علیہ مسئلہ ہے کہ ہر ایک دیکھنے کا مکلّف بھی نہیں۔
(ت) آیت بھی عام ہے کہ چاہے آدمی سفر میں ہو، یا حضر میں، بیمار ہو یا تندرست ہر حال میں روزہ فرض ہو جائیگا۔
(ج) اسی طرح آیت کریمہ میں کسی شہر یا مسافت کی کوئی قید نہیں رکھی گئی ہے بلکہ عام حکم ہے۔
(ح) اور یہ بھی بدیہیات سے ہے کہ بعض کے دیکھنے سے دیگر مسلمانوں پر روزہ فرض ہو جاتا ہے۔

توان باتوں کو سمجھنے کے بعد اب یہ بات ضرور سمجھ میں آئے گی کہ آیت کی عمومیت وعدم قید بلد وغیرہ اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ دنیا عالم میں ایک دو آدمیوں کے چاند دیکھنے سے دیگر مسلمانوں پر روزے فرض ہونگے اور یہ بات عدم اعتبار اختلاف مطالع کو مستلزم ہے چنانچہ مولانا شیخ ظفر احمد عثمانیؒ فرماتے ہے:

ولنا قوله تعالى فمن شهد منكم الشهر فليصمه(الآية)
اجمع المسلمون على وجوب صوم شهر رمضان وقدثبت ان هذا اليوم من شهر رمضان بشهادة الثقات فوجب صومه على جميع المسلمين ولأن شهر رمضان ما بين الهلالين.....ولأن البينة العادلة شهدت برؤية الهلال فيجب الصوم كما لو تقاربت البلدان(احكام القرآن: ج ۱ ص ۲۰۱)

ترجمہ: ہماری دلیل اللہ کا یہ فرمان کہ جس نے چاند دیکھا تو وہ روزہ رکھے۔
مسلمانوں کا رمضان کے مہینے کے روزوں کے وجوب پر اتفاق ہے اگر یہ بات ثابت ہو

جائے کہ چند ثقہ گواہوں کی گواہی سے آج کا دن رمضان کا ہے تو سب مسلمانوں پر روزہ واجب ہو جائیگا۔اس لئے کہ رمضان کا مہینہ دو چاندوں کے درمیان ہے اور بے شک ایک ثقہ گواہ نے چاند کی رؤیت پر شہادت دی پس اس سے روزہ واجب ہو جائے گا جیسا قریب شہروں کے باشندگان پر واجب ہوتا ہے

(۲)عن ابی ھریرہؓ یقول قال النبی ﷺ او قال،ابو القاسم صوموا الرؤیته افطرو لرؤیته فان غمی علیکم فاکملوا عدة شعبان ثلاثین (بخاری ج ۱)

ترجمہ: آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اگر تم سے چاند پوشیدہ ہو جائے تو پھر شعبان کے تیس دن پورے کرو۔حدیث شریف کے اطلاقی الفاظ کی اختلاف مطالع کے عدم اعتبار کی دلیل دیتے ہیں اس لئے کہ اسمیں نبی کریم ﷺ نے کسی شہر یا قریہ کو مختص نہیں فرمایا بلکہ جملہ مسلمانوں کو خطاب ہے گویا کہ مسلمانوں میں کسی ایک شخص کا چاند دیکھنا سارے مسلمانوں کا دیکھنا ہے۔

لہذا چند محدثین عظام کی تشریح بطور نمونہ پیش خدمت ہے

(الف)علامہ ظفر احمد عثمانیؒ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

ولا حجة فیه لأن هذالایختص باهل ناحیة علی جهة الانفراد بل هو خطاب من یصلح له من المسلمین فالاستدلال به علی لزوم رؤیةاهل بلدلغیرهم من البلادأظهرمن الاستدلال به علی اللزوم لأنه اذرأه اهل بلدفقدرأه المسلمون یلزمهم غیرهم ما لزمهم.... الخ(احکام القرآن: ج ۱ ص ۲۰۲)

ترجمہ:اس روایت میں انکی کوئی دلیل نہیں ہے اس لئے کہ یہ روایت کسی خاص

کو نے والوں کے ساتھ انفرادا خاص نہیں بلکہ یہ خطاب ہر مسلمان کو شامل ہے، پس اس سے ایک شہر والوں کی رؤیت سے دوسرے شہر والوں پر روزہ واجب ہونے کے حکم کے بارے میں استدلال آسان ہے۔ جب ایک شہر والوں نے چاند دیکھا تو گویا کہ سب نے دیکھا اور اس سے دوسروں پر بھی وہ حکم لازم ہوگا جو دیکھنے والوں پر لازم ہوا ہے۔

(ب) اوراس حدیث کی شرح میں شارح بخاری علامہ بدرالدین العینیؒ فرماتے ہے

(قوله صوموا لرؤيته) رؤية بعض المسلمين ولا يشترط رؤية كل الناس . قال النوويبل يكفي من جميع الناس رؤية عدلين و كذا عدل على الاصح (عمدة القاري ج ١٠ ص ٢٨١)

ترجمہ: آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو یعنی بعض کی رؤیت مطلوب ہے سب کی رؤیت ضروری نہیں۔ امام نوویؒ تو فرماتے ہیں کہ تمام لوگوں کے لئے دو ثقہ گواہوں کی یا صحیح قول کے مطابق ایک ثقہ کی گواہی کافی ہے۔

علامہ عینیؒ کی یہ تشریح بھی اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ جب دو ثقہ آدمیوں کی رؤیت تمام مسلمانوں کی رؤیت ہے اور انکی شہادت فرضیت صوم کیلئے کافی ہے تو معلوم ہوا کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں اس لئے دو یا ایک ثقہ گواہ کی رؤیت تمام مسلمانوں کیلئے کافی ہوگی، اگر حدیث سے یہ مراد نہ ہوتا تو شارح اسکی عمومی تشریح نہ فرماتے بلکہ اسکو اقلیم، بلاد قریب کے ساتھ مختص کرتے۔

(ج) دور حاضر کے محقق عالم دین شیخ وہب زحیلیؒ فرماتے ہے

فهو يدل على أن ايجاب الصوم على كل المسلمين معلق بمطلق

الرؤية والمطلق يطلق على اطلاقه فتكفى رؤية الجماعة او الفرد المقبول الشهادة (الفقه الاسلامى و ادلته ج۲ ص ۶۰۹)

ترجمہ: یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تمام لوگوں پر روزہ کا وجوب مطلق چاند دیکھنے پر موقوف ہے اور مطلق اپنے اطلاق پر چلتا ہے لہذا ایک جماعت کی رؤیت یا ایک مقبول ثقہ کی رؤیت کافی ہے۔

(د) مشہور عرب محقق الاستاذ الشیخ سید سابق بھی بایں الفاظ حدیث سے استدلال کرتے ہے

وهو خطاب عام لجميع الامة فمن راه منهم فى اى مكان كان ذلك رؤية لهم جميعا،

ترجمہ: یہ خطاب سب امت کیلئے عام ہے پس جس نے بھی جہاں بھی چاند دیکھا تو یہ سب کیلئے کافی ہے (فقہ السنۃ)

(۳) عن عبدالله بن عمر ان رسول الله ﷺ ذكر رمضان فقال: لا تصوموا حتى تروا الهلال ولا تفطروا حتى تروه فان غم عليكم فاقدروا له (الصحيح البخارى ج ۱)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے رمضان کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ فرمایا تم روزہ مت رکھو حتی کہ تم چاند دیکھو اور افطار مت کرو حتی کہ تم چاند دیکھو اور اگر تم پر چاند مغموم (بادل میں چھپ جائے) ہو جائے تو پر حساب کرو روایت ھذا کے الفاظ بھی ماقبل کی طرح عدم اعتبار کا اثبات کرتے ہیں۔

(۴) قال النبى ﷺ الصوم يوم تصومون والفطر يوم تفطرون

والاضحی یوم تضحون (احکام القرآن ج ا ص ۲۰۲)

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا روزہ اس دن ہے جس دن تم روزہ رکھو اور عید اس دن جس دن تم افطار کرو اور قربانی اس دن جس دن تم قربانی کرو

اس روایت کو علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی اختلاف مطالع کے عدم اعتبار کیلئے بطور دلیل پیش کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

فالصواب فی هذا والله اعلم ما دل علیه قوله صومکم یوم تصومون وفطرکم یوم تفطرون واضحاکم یوم تضحون.... الخ

(مجموعة الفتاوی ۱۰۵)

ترجمہ: حق رائے اس میں یہ ہے جس پر آپ ﷺ کا فرمان؛ صومکم یوم تصومون ---الخ دلالت کرتا ہے (یعنی اختلاف مطالع کو کوئی اعتبار نہیں)

(۵) عن البراء بن عاذب أن عمر بن الخطابؓ كان ينظر الى الهلال فرأه رجل فقال ؛یکفی المسلمین أحدهم فأمرهم فافطروا او صاموا

(المحلی ج۳ ص ۵۳۹)

ترجمہ: براء بن عاذب سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے لئے انکے ایک آدمی کی رویت کافی ہے اور پھر افطار یا روزے کا حکم دیا۔

حضرت عمرؓ کا یہ فیصلہ حضرات صحابہ کرام کے سامنے تھا جس میں آپؓ نے ایک آدمی کی رویت کو جملہ مسلمانوں کیلئے کافی قرار دیا جبکہ اس وقت مسلمانوں کی آبادی دنیا کے کونے کونے میں پھیل چکی تھی اگر اختلاف مطالع کا اعتبار ہوتا تو حضرت عمرؓ جو خلیفہ وقت تھے دور

وبعید کی قید ضرور لگاتے جبکہ آپ نے قید نہیں لگائی بلکہ عمومی الفاظ فرمائے تو معلوم ہوا کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں۔

(۶)عن ابن عباس قال جاء اعرابی الی رسول الله ﷺ فقال :انی رایت الهلال یعنی رمضان فقال أتشهد ان لا اله الاالله قال:نعم قال أتشهد ان محمدارسول الله قال نعم قال قم یا بلال فأذن فی الناس فلیصوموا غداً(المحلی ج ۱ ص ۵۳۷)

ترجمہ:عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے چاند دیکھا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا! کیا یہ شہادت دیتے ہو کہ اللہ ایک ہے وہی عبادت کے لائق ہیں۔اعرابی نے کہا ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ بیشک محمد ﷺ اللہ کا رسول ہے۔اعرابی نے کہا ہاں، جس پر آپ ﷺ نے فرمایا اے بلال! لوگوں میں اعلان کرو کہ کل روزہ رکھیں۔

(۷)حسین بن الحارث الجدلی .... أن امیر مكة هو الحارث بن حاطب خطب فقال :عهد الینا رسول الله ﷺ ان ننسک لرؤیته فان لم نرهو شهدا عدل نسکنا بشهادتهما (المحلی ج۳ ص ۵۳۸)

ترجمہ: حسین بن الحارث الجدلی کہتے ہے کہ مکہ کے گورنر حارث بن حاطبؓ نے خطبہ مین فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم چاند کی رؤیت پر حج کرے اور اگر ہم نے چاند نہیں دیکھا اور دو عادل گواہوں نے گواہی دی تو ہم انکی گواہی پر حج کرینگے۔

مذکورہ روایت سے استدلال کو سمجھنے کیلیئے چند باتیں ذہن نشین رکھنی چاہئیں

(۱) تمام امت کا اجماع ہے کہ حج میں عرفہ کا ایک ہی دن ہے

(۲) اگر اس دن عرفہ کو حاجی نہ گیا تو اس کا حج نہ ہوگا

(۳) اور عرفہ کے دن جس وقت بھی حاجی عرفات کے میدان مین داخل ہو جائے اگر ایک لمحہ کیلئے کیوں نہ ہو اس کا حج ادا ہو جائیگا اب جب عرفہ کا دن ایک ہے اسی طرح اس دن حاجی کا وہاں جانا ضروری ہے اگر چہ پورے دن میں ایک لمحہ کیلئے ہو تو حج ادا ہو جائیگا تو آج کے اس برق رفتار دور میں اگر کوئی عرفہ کے دن صبح جہاز میں سوار ہو کر دو پہر کو عرفات پہنچ جائے تو حج ادا ہو جائیگا۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ ہمارا عرفہ آج نہیں بلکہ کل ہے اور رات کو روانہ ہو کر کل عرفات پہنچ جائے تو سب کے نزدیک حج ادا نہ ہوگا۔ تو معلوم ہوا کہ جملہ مسلمانوں کا عرفہ کا دن ایک ہے اور اسکا تعلق بھی رؤیت ہلال سے ہے اس سے معلوم ہوا کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں، ورنہ پھر ہر اقلیم کیلئے اپنا اپنا عرفہ ہوگا اور انکا حج اسی دن ادا ہوگا۔ اسلئے آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مناسک حج رؤیت ہلال سے شروع کرو اگر سب نے نہ دیکھا تو ثقہ آدمیوں کی رؤیت کی شہادت سب کیلئے کافی ہے جسکو امیر مکہ حارث بن حاطب نے خطبہ پیش کیا۔

(۸) عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ انا امة امية لا نكتب ولا نحسب.....الخ

ترجمہ؛ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک ہم ان پڑھ امت ہے ہم نہ کتابت جانتے ہیں اور نہ حساب کرتے ہیں (صحیح البخاری ج ۱)

اس روایت کو بھی اگر غور سے دیکھا جائے اور اس میں غور کیا جائے تو اس سے بھی یہی متفقہ مسئلہ ثابت ہوگا اسلئے کہ اختلاف مطالع کے اعتبار کرنے مین اسکی تحدید کیلئے علم ہیئت کے

دقائق اور اسکے مشکل حسابات کا علم رکھنا ہوگا جسکا شریعت نے ہمیں مکلف نہیں بنایا ہے۔

علامہ ظفر احمد عثمانیؒ فرماتے ہے

واعلم ان دليل من لم يقل باعتبار اختلاف المطالع قول عليه السلام انا امة امية لا نكتب ولا نحسب(متفق عليه

(مشكوة ج ا ص ١٦٦)

فان اعتباره يتوقف على دقائق الهيئة والحساب التى لا نكلف بها فاعتباره يتلزم التكليف بها وهو منتف بالحديث فينفى الملزوم

(اعلاء السنن ج۹ ص ۱۰۳)

ترجمہ: جان لو کہ بیشک جولوگ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کرتے انکی دلیل آپ ﷺ کا یہ فرمان: بیشک ہم ایسی امت ہیں کہ ہم نہ لکھنا جانتے ہیں اور نہ حساب کرتے ۔بے شک اختلاف مطالع کا اعتبار علم ہیئت اور علم حساب کے دقائق پر موقوف ہے اور ہم اس کے مکلف نہیں ،پس اعتبار دینے میں اس سے تکلیف کا استلزام ہے جو حدیث شریف سے نفی (ختم)ہوچکی ہے۔پس ملزوم (اختلاف مطالع کا اعتبار) بھی ختم ہوا۔

علامہ عثمانیؒ کی اس وضاحت سے یہ معلوم ہوا کہ اعتبار اختلاف مطالع میں علم ہیئت کے دقائق اور حساب کا علم رکھنا ہوگا اسکی تحدید اسی پر موقوف ہے تو جب شریعت مقدسہ نے ہمیں اس کا مکلف نہیں کیا تو لازم کی نفی سے ملزوم جو اعتبار اختلاف مطالع ہے وہ بھی ختم ہوا۔اسی طرح مولانا محمد ادریس کاندہلویؒ کی تشریح حدیث بھی کچھ اس طرف میلان رکھتی ہے چنانچہ فرماتے ہے۔

قوله لا نكتب ولا نحسب ان العمل بالحساب على ما يتعارفه

المنجمون ویتعارفون لیس مما تعهدنا ولا امرنا اذا لیس ذلک من هدینا وسمتنا فی شئی (تعلیق الصبیح ج ۲ ص ۳۷۷)

ترجمہ: آپ ﷺ کا فرمان ہے ولا نکتب ۔۔۔۔الخ بیشک حساب پرعمل ہے جو اہل نجوم کے ہاں متعارف ہے اور ہمیں حکم ہوا ہے اور نہ یہ ہماری شریعت اور مسلک میں کوئی حیثیت رکھتا ہے اور ظاہر بات ہے کہ آج کل کے جدید حسابات جو کمپیوٹر وغیرہ آلات کے ذریعے کئے جاتے ہیں شریعت میں اسکا حکم نہیں ہوا اسکے مکلف بنانے میں تکلیف مالا یطاق کا سامنا ہوتا ہے جو شرعا مذموم ہے جبکہ اختلاف مطالع کا اعتبار اسی حسابات پر موقوف ہے، اسلئے حدیث مذکورہ اور تشریحات محدثین اسکے عدم اعتبار کی طرف مشیر ہیں۔

(۹) عن الحارث عن علی اذا شهد رجلان علی رؤیة الهلال افطرو (المحلی ج ۳ ص ۵۳۸)

ترجمہ: حضرت حارثؒ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہے کہ آپؓ نے فرمایا کہ جب دو گواہ چاند دیکھنے کی گواہی دے دیں تو تم افطار کرو۔

حضرت علیؓ کا فرمان بھی عدم اعتبار کی طرف نشاندہی کرتا ہے اس لئے کہ آپ نے فرمایا کہ جب بھی دو آدمی چاند کی رؤیت دیکھنے کی شہادت دیں تو تم یعنی اے مسلمانوں افطار یعنی عید کرو۔

(۱۰) ان منقولی دلائل کے علاوہ جمہور علماء اس قیاس سے بھی ثابت کرتے ہیں کہ بلاد قریبہ میں تو ایک رؤیت سب کیلئے کافی ہے تو اسی طرح بلاد بعیدہ میں بھی وہی رؤیت کافی ہے چنانچہ شیخ وہب الزحیلی فرماتے ہے۔

واماالقیاس: فانھم قاسو البلدان البعیدہ علی المدن القریبہ من بلد الرؤیۃ اذلا فرق و التفرقۃتحکم لاتعتمد علی دلیل

(الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۲ ص ۶۰۷)

ترجمہ: دلیل قیاسی بیشک جمہور نے بلا دبعیدہ قریبہ پر باعتبار رؤیت کے قیاس کیا ہے، اس میں کوئی فرق نہیں، وتفرقہ کا فیصلہ اس دلیل پر ہے جس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہے

خلاصہ: ان دلائل کے پیش نظر جمہور فقہاء کرام ومحدثین عظام اختلاف مطالع کو اعتبار نہیں دیتے بلکہ ایک جگہ کی رؤیت دوسرے مقامات (قریب ہو یا بعید) کے لئے معتبر اور حجت مانتے ہیں اس میں مسلمانوں کی اجتماعی شکل وصورت سامنے آئے گی جسکی طرف اسلام داعی ہے۔

عدم اعتبار کے دلائل: گذشتہ صفحات میں جمہور علماء وفقہاء کے دلائل ذکر کیے گئے ہیں اب باقی دونظریوں (۱) جو شہر کے لئے اپنی اپنی رؤیت سمجھتے ہیں (۲) جو بلا دبعیدہ میں اختلاف مطالع کو معتبر مانتے ہیں) کے دلائل ذکر کیے جاتے ہیں ان حضرات کا سب سے بڑا مستدل حدیث کریبؓ ہے جس میں حضرت عبداللہ بن عباس نے انکی شہادت کو رد فرما کر اس پر عمل نہ کرنے کا حکم دیا، چنانچہ صحیح مسلم میں ہے،

عن کریب ان ام الفضل بنت الحارث بعثتہ الیٰ معاویۃ بالشام قال : فقدمت الشام قضیت ، حاجتھا واستھل علی رمضان وانا بالشام فرایت ، الھلال لیلۃ الجمعۃ ثم قدمت المدینہ فی اخر الشھر فسالنی عبداللہ بن عباس ثم ذکر الھلال فقال : متیٰ رایتم الھلال فقلت رایناہ لیلۃ الجمعۃ

فقال : انت رایته فقلت نعم وراه الناس وصاموا وصام معاویة فقال لکنا اینٰاه لیلة الست فلا نزال نصوم حتٰی نکمل ثلثین اونراه فقلت اولا تکتفی برویة معاویة وصیامه فقال : لا هکذا امرنا رسول الله ﷺ

(صحیح المسلم ج ۱ ص ۳۴۸)

ترجمہ: حضرت کریبؓ سے روایت ہے کہ ام الفضل بنت الحارث نے انہیں حضرت امیر معاویہؓ کے پاس ملک شام بھیجا، حضرت کریبؓ فرماتے ہیں کہ میں شام پہنچا اور ان کا کام کرلیا اور میں وہیں تھا کہ رمضان کا چاند رونما ہوا، میں نے خود جمعہ کی شب چاند دیکھا۔ پھر رمضان کے آخر میں میں مدینہ طیبہ آیا تو مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس نے دریافت کیا اور چاند کا ذکر کیا اور کہا کہ تم نے رمضان کا چاند کب دیکھا! تو میں نے کہا کہ ہم نے جمعہ کی شب میں دیکھا۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ نے خود دیکھا بھی جمعہ کی شب کو؟ تو میں نے کہا ہاں (میرے علاوہ) اور بھی بہت سے لوگوں نے دیکھا اور سب نے روزہ رکھا حضرت معاویہؓ نے بھی روزہ رکھا، اس پر حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا: مگر ہم نے تو چاند ہفتہ کی شب میں دیکھا ہے اس لئے ہم لوگ اس وقت تک روزے رکھیں گے جب تک تیس روزے پورے نہ ہو جائیں یا چاند دیکھ لیں تو میں نے کہا کہ کیا آپ حضرت معاویہؓ کے چاند دیکھنے اور روزہ رکھنے کو اپنے لیے کافی (دلیل) نہیں سمجھتے، انہوں نے فرمایا: نہیں ہم کو رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ علامہ قاضی شوکانیؒ فرماتے ہیں ''

وحجة اهل هذه الاقوال حدیث کریبؓ هذا وجه الاحتجاج به ان ابن عباسؓ لم یعمل برویه اهل الشام وقال : فی آخر الحدیث هکذا امرنا رسول الله ﷺ فدل ذلک علی انه قد حفظ من رسول الله ﷺ انه لا

یلزم اهل بلد العمل برؤیه اهل بلد آخر" (نیل الاوطار ۴ / ۲۰۶)

ترجمہ: "ان اقوال کے قائلین کی حجت حدیث کریبؒ ہے، وجہ استدلال یہ ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ نے اہل شام کی رؤیت پر عمل نہ کیا اور آخر میں فرمایا: کہ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے (یہ جملہ) اس بات دال ہے کہ بیشک انہوں نے رسول کریم ﷺ سے اس بات کو حفظ کیا ہے۔ کہ ایک شہر کیلئے دوسرے شہر کی رؤیت پر عمل کرنا لازم نہیں" اور یہی ظاہری حدیث سے پتہ چلتا ہے۔

الجواب: مگر ظاہری عبارت سے ہٹ کر ذرا غور اور نظر عمیق سے دیکھا جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ اس حدیث سے استدلال کرنا درست نہیں اس لیے کہ یہ حدیث کئی وجوہ سے مول ہے، اور علماء امت نے اس کی یہی جوابات دیے ہیں۔

(۱) چنانچہ علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں:

واعلم ان الحجة انما هی فی المرفوع من روایة ابن اعباس لا فی اجتهاده الذی فهم عنه الناس والمشار الیه بقول هکذا امرنا رسول الله ﷺ هو قول فلا نزال نصوم حتی نکمل ثلاثین والامر الکائن من رسول الله ﷺ هو مااخرجه الشیخان وغیرهما بلفظ لا تصوموا حتی تروالهلال والا تفطروا حتی تروه فان غم علیکم فاکملوا العدة ثلاثین، وهذا لا یختص باهل ناحیة علی جهة الانفراد بل هو خطاب لکل من یصلح له من المسلمین فلا استدلال به علی لزوم رؤیة اهل بلد لغیرهم من اهل البلاد اظهر م الاستدلال به علی عدم اللزوم لانه اذاراه اهل بلد فقدراه

المسلمون فیلزم غیرھم مالزمھم " (نیل الاوطار ۴/ ۲۰۶)

ترجمہ: "جان تو بیشک حجت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کے اندر حدیث مرفوع سے ہے انکے اجتہاد سے نہیں جو لوگوں نے اسے سمجھا ہے۔ ھکذا امرنا رسول اللہ ﷺ کا مشار الیہ فلا نزال نصوم حتیٰ تونکمل ثلاثین ہے۔ جو بخاری، مسلم۔

اور دوسری کتب حدیث میں ان الفاظ سے مروی ہے، کہ تم روزہ رکھو یہاں تک چاند دیکھو اور افطار نہ کرو، یہاں تک چاند دیکھو اگر چاند تم پر مخفی ہو جائے تو پھر تیس کی تعداد کو پورا کرو، اور یہ کسی علاقے کے ساتھ انفرادخاص نہیں بلکہ یہ خطاب مسلمانوں میں سے ہر اس کے لئے ہے جو اسکی صلاحیت رکھتا ہو، پس اس حدیث سے استدلال ایک شہر کی رؤیت کا دوسرے شہر کے لئے حجت نہ ہونے کے بجائے ایک شہر والے چاند کی رؤیت کریں تو گویا کہ تمام مسلمانوں نے چاند دیکھا تو دیکھنے والے کے علاوہ پر وہ حکم لازم ہوگا جو ان کے دیکھنے والوں پر ہوا ہے، اگر بالفرض اس بات کو تسلیم بھی کرلیا جائے کہ (ھکذا امرنا) کا اشارہ عبداللہ ابن عباسؓ کے کلام میں اس طرف ہے کہ ایک شہر کی رویت دوسرے شہر کیلئے لازم نہیں، تو علامہ شوکانیؒ اسکے جواب میں فرماتے ہیں

"لو سلم توجه الاشارة فی کلام ابن عباسؓ الی عدم لزوم رؤیة لاھل بلد آخر لکان عدم الزوم مقیدا بدلیل وھوان یکون بین القطرین (البلدتین) من البعد ما یجوز معه اختلاف المطالع وعدم عمل ابن عباسؓ برؤیة اھل الشام من عدم البعد الذی یمکن معه الاختلاف فی عمل الاجتھاد ولیس بحجة"

(نیل الاوطار : ۴/۲۰۴)

ترجمہ: ''اگر عبداللہ ابن عباسؓ کے کلام میں اشارہ ایک شہر کی رؤیت دوسرے کیلئے عدم لزوم کی طرف تسلیم کیا جائے تو اس میں عدم لزوم کو دلیل عقل کے ساتھ مقید کرنا لازم آئے گا اور وہ یہ کہ دو شہروں میں اتنا بعد ہو کہ وہاں تک اختلاف مطالع متحقق ہو جائے، جب کہ عبداللہ بن عباسؓ کا اہل شام کی رؤیت پر عمل کرنا باوجود اسکے کہ وہاں تک اتنا بعد بھی نہیں جو اختلاف مطالع تک پہنچ سکے، تو یہ حجت نہیں'' یہ توجیہ تو ان حضرات کیلئے کافی ہے، جو اختلاف مطالع کے اعتبار کو بلاد بعید میں مانتے ہیں، قریب میں نہیں مانتے، لیکن جو حضرات ہر شہر کیلئے اپنی اپنی رؤیت کے قائل ہیں تو وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس حدیث میں عدم لزوم رؤیت مقید بالعقل نہیں ہر ایک شہر والوں کے لیے اپنی رؤیت کافی ہے، دوسرے کی رؤیت پر اکتفاء کرنا صحیح نہیں، چاہے شہروں میں بعد پایا جاتا ہو یا نہ اور یہی عبداللہ ابن عباسؓ کے قول هکذا امرنا رسول اللہ ﷺ سے مراد ہے، چنانچہ علامہ شوکانیؒ اس کے بارے میں بھی فرماتے ہیں۔

''ولو سلم عدم لزوم التقيد بالعقل فلايشک عالم ان الادلة قاضية بان اهل الافطار يعمل بعضهم بخير بعض وشهادته في جميع الاحكام الشرعية والرؤية من جملتها وسواء كان بين القطرين من العبد مايجوز معه اختلاف المطالع ام لافلايقبل التخصيص الا بدليل لم يأت ابن عباسؓ بلفظ النبي ﷺ ولا بمعنى لفظه حتى ننظر في عمومه وخصوصه انما جاء نابصيغة مجملة اشارة بهاالى قصة هي عدم العمل اهل المدينة برؤية اهل الشام على تسليم ان ذلك المراد ولم نفهم منه زيادة على ذلک حتى نجعله مخصصا لذلک العموم (نيل الاوطار: ۴/ ۲۰۶)

ترجمہ: ''اگر عدم لزوم تقید بالعقل کو تسلیم کیا جائے تو کسی سمجھدار کو اس میں کوئی شک

نہیں کہ ادلۃ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ دنیا والے ایک دوسرے کی اطلاعات اور شہادت پر تمام احکام شرعیہ میں عمل کرتے ہیں اور رؤیت کا مسئلہ بھی ان ہی احکامات میں سے ہے چاہے دونوں شہروں میں مسافت دور کا ہو جسمیں اختلاف مطالع ممکن ہو یا نہ ہو۔ پس کسی چیز کی تخصیص علاوہ دلیل کے قبول نہ کی جائے گی، جبکہ عبداللہ ابن عباسؓ نے تقلید کیلئے نبی کریم ﷺ کے الفاظ پیش کیے ہیں (تقیدہ) کے ہے اور نہ معنی اور مفہوم ذکر کیا تا کہ ہم اسکے عموم اور خصوص پر نظر رکھیں بلکہ آپؓ نے ایک مجمل صیغہ ذکر کیا ہے، جو اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے، کہ اھل مدینہ نے اہل شام کی رؤیت کو تسلیم نہ کیا اور اس پر عمل نہ کیا اس کے علاوہ اور کچھ ہمارے ذہن میں نہیں آتا جس سے ہم اس عموم کی تخصیص کریں، علامہ شوکانیؒ کا قول اگرچہ وزنی ہے مگر ان لوگوں کے لئے ہے جو قول صحابی کی حجت نہیں مانتے البتہ احناف چونکہ صحابہ کے اقوال کو حجت مانتے ہیں اس لیے انکے ہاں اس روایت کا جواب یہ نہیں بلکہ آئندہ آنے والے ہیں۔

(۲) چنانچہ علامہ ظفر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں

"وهو المنطبق على وقواعد نا ومنها ان قول الصحابى حجة عندنا ان واقعة حال ولم ينكشف اجماله فلم يعلم ان ابن عباسؓ باى وجه ترک فيحتمل ان عدم قبوله شهادة كريبؒ ونقله لروية معاوية لعدم تحقق شرائط القبول المفصلة فى الفروع فانه اذالم يكن غيم لا يقبل قول واحد مثلاً فلايمكن الاستدلال به (اعلاتالسنن ۹/ ۱۰۳)

ترجمہ: اگرچہ یہ روایت ہمارے قواعد پر منطبق ہے کہ صحابی کا قول ہمارے لیے

حجت ہے یہ حال واقع سے اجمال منکشف نہیں ہوتا اور اسکی کوئی معلومات نہیں کہ عبداللہ بن عباسؓ نے کیوں اس شہادت کو چھوڑ دیا، پس اس میں یہ احتمال ہوسکتا ہے کہ آپؓ نے حضرت کریبؓ کی شہادت اور حضرت معاویہؓ کی رویئت کو اس لئے چھوڑ دیا کہ اس میں فروع کے اندر قبولیت کے شرائط متحقق نہیں تھیں، اس لئے کہ جب آسمان ابر آلود نہ ہو تو ایک شخص کی گواہی قبول نہ ہوگی پس اس سے استدلال ممکن نہیں، اسلئے کہ جب آسمان کا مطلع صاف ہو کوئی گرد و غبار نہ ہو تو گواہوں کے جم غفیر کا ہونا ضروری ہے، صرف ایک یا دو اشخاص کے دیکھنے سے رویئت ثابت نہ ہوگی چونکہ یہاں پر بھی حضرت کریبؓ فرد واحد تھے اور ممکن ہے کہ مدینہ منورہ کا مطلع اس وقت صاف تھا اس لئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے انکی شہادت کو قبول نہ فرمائی۔

(۳) حضرت العلامہ شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کا جواب جس کو علامہ عثمانیؒ نے نقل کیا ہے

اجاب شیخنا المحمود عن حدیث کریبؓ ! بان غرض ابن عباسؓ لیس رد شهادة کریب مطلقاً فی ثبوت الصیام بها بل المقصود نفی الا کتفاء بها فی حق الفطر کما یظهر من قوله فلا نزال نصوم حتیٰ نکمل ثلاثین او نراه "فتح الملهم ۳/ ۱۱۴)

ترجمہ: ”کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی غرض حدیث کے باب میں مطلقاً حضرت کریبؓ کی شہادت کو رد کرنا مقصود نہیں تھا کہ اس سے روزے کا وجوب ثابت نہ ہوگا بلکہ آپؓ کا مقصد اس سے یہ تھا کہ ایک آدمی کی شہادت سے افطار کا ثبوت نہیں ہوتا اور یہ بات آپؓ کے قول فلا نزال نصوم حتیٰ نکمل ثلاثین او نراہ سے ظاہر ہوتی ہے، یہ جواب کئی وجوہ سے واضح ہے:

(۱) یہ شہادت افطار کیلئے تھی اور افطار کیلئے مطلع ابر آلود ہونے کی صورت میں بھی کم از کم دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے ایک گواہ کی گواہی سے افطار ثابت نہیں ہوتا۔

(۲) اگر چہ لوگوں نے ایک گواہ کی گواہی پر روزہ رکھا ہو تو تیس دن پورے ہونے پر افطار نہ کریں جب تک چاند نہ دیکھیں، اس لئے کہ یہ شہادت رمضان کے ثبوت کیلئے حجت ہو سکتی ہے لیکن افطار کے ثبوت کے لیے ناکافی ہے، علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

ان تری انه لو شهد وحده مقصود الاتقبل بخلاف ماذا صامو ابشهارة شاهدین لا ن لهما شهادة علی الصوم والفطر جمیعاً

(بدائع الصائع)

ترجمہ: کیا تمہیں علم نہیں کہ اگر کوئی ایک گواہ فطر کی گواہی دے تو اسکی گواہی کو قبول نہیں کیا جائے گا بخلاف گواہوں کے جب وہ ثبوت رمضان کے لیے گواہی دیں اس لئے کہ یہ دونوں گواہ عید ورمضان دونوں کیلئے کافی ہیں، یعنی اگر ان دو گواہوں کی شہادت سے رمضان کا ثبوت ہو گیا ہو تو تیس دن مکمل کرنے کے بعد بغیر رویت ہلال کے عید منانا جائز ہے، البتہ اگر آسمان ابر و آلود ہو تو علامہ ابن الکمام کی ذکر کردہ تصریح کے مطابق کہ اس صورت میں بالاتفاق عید منانا جائز ہے (فتح الملہم ۱۱۴/۳)

(۴) علامہ ابن ہمامؒ کا جواب: فرماتے ہیں اگر ہٰذا کا اشارہ اس واقعہ کی طرف ہو جو حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت کریبؓ کے مابین پیش آیا تھا تو **"لا دلیل فیه لانه مثل ماوقع من کلامه لووقح لنا لم نحکم به لانه لم یشهد علی شهادة غیره والا علی حکم الحاکم" فتح القدیر ۲ / ۲۴۳)**

ترجمہ: اس واقعہ میں کوئی دلیل نہیں اس لیے کہ جو وقعہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے سامنے پیش آیا ہے ہمارے سامنے پیش آئے تو ہم اس حکم نہیں دینگے اس لئے کہ حضرت کریبؓ نے نہ غیر کی شہادۃ پر گواہی دی اور نہ حاکم کے حکم پر گواہی دی تھی۔

(۵) اور علامہ بن نجیمؒ فرماتے ہیں

فلادلیل فیه لانه لم یشهد علی شهادة غیره ولا علی حکم الحاکم ولئن سلم فلانه لم یات بلفظ الشهادة ولئن سلم فهو واحد لا یثبت بشهادته وجوب القضاء علی القاضی " (البحر الرائق ج ۲/ص ۲۷۰)

ترجمہ: اس واقعہ میں اس باب کی کوئی دلیل نہیں اس لئے کہ حضرت کریبؓ نے نہ غیر کی گواہی پر شہادت دی اور نہ حاکم کے حکم پر گواہی دی اگر تسلیم کر بھی لیا جائے تو انہوں نے اسمیں لفظ شہادۃ نہیں کہا اگر اسکو بھی تسلیم کر لیا جائے تو وہ اس میں اکیلے تھے جسکی شہادت سے قاضی پر قضاء کرنا واجب نہیں ہوتا علامہ ابن ہمامؒ اور علامہ ابن نجیمؒ ان دونوں محققین فقہاء کرام نے اس روایت کا تین وجوہ سے جواب دیا جو عبارت سے وضاحت کے ساتھ معلوم ہوتا ہے۔

(۷) اس میں توجیہ یہ بھی کی گئی ہے کی حضرت عباسؓ کے نزدیک اگر چہ اختلاف مطالع معتبر نہیں تھا اور شام کی رویئت مدینہ منورہ کیلئے کافی ہوسکتی تھی لیکن چونکہ خبر دینے والے صرف حضرت کریبؓ تھے اور نصاب شہادت موجود نہ تھا اس لیے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اسے قبول نہ کیا۔ (۵۳۴/۳)

فقیہ العصر شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانیؒ اس جواب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اگر اس پر یہ اشکال کیا جائے کہ رمضان کے مہینے کے ثبوت کیلئے ایک گواہ بھی کافی ہے تو عبداللہ

ابن عباسؓ کو حضرت کریبؒ کی شہادت پر عمل کرنا چاہیے تھا اگر چہ وہ اکیلے تھے فرماتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اگر چہ رمضان کے چاند کا معاملہ تھا لیکن چونکہ گفتگو مہینہ کے آخر میں ہو رہی تھی اس لیے اس سے عید کا مسئلہ متعلق ہو گیا تھا اور اس میں ایک شخص کی خبر یا شہادت کافی نہ تھی اور یہاں چاند کی خبر دینے والے صرف حضرت کریبؒ تھے۔

(درس ترمذی ۲/۵۳۵)

ادارہ تحقیقات اسلامی

بین الاقوامی یونیورسٹی، شاہ فیصل مسجد، اسلام آباد (پاکستان

پوسٹ بکس نمبر ۱۰۳۵ تاریخ: ۴ فروری

محترم ومکرم مفتی غلام قادر نعمانی صاحب مدظلہ

السلام علیکم! جناب کا والا نامہ توحید الصیام والاعیاد کے بارے میں ملا تھا، لیکن چونکہ میں نہ تو علماء میں شمار ہوتا ہوں نہ مفتی ہوں اس لئے جواب دینے میں تردد ہوا۔

کچھ عرصہ ہوا اسی مسئلے پر میں نے بحث کا آغاز کیا تھا اور اس ضمن میں دو مضامین کا ترجمہ فکر ونظر میں شائع کیا تھا، بھجوا رہا ہوں شاید آپ کے کام آئے۔

والسلام

محمد خالد مسعود

ماہنامہ فکر ونظر اسلام آباد

رؤیت ہلال اور اختلاف مطالع کا مسئلہ

فضیلۃ الشیخ احمد عبدالعال ھریدی المصری

مترجم: ڈاکٹر محمد خالد مسعود (فیصل یونیورسٹی اسلام آباد) نومبر ۱۹۷۴ء شمارہ نمبر ۵

اس مرتبہ ملک بھر میں ایک ہی دن عید منائے جانے پر پاکستانی عوام نے جس مسرت کا اظہار کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلامی دینا میں دینی شعائر میں وحدت قائم کرنے کے باوجود رجحانات زور پکڑ رہے ہیں اس میں پاکستانی عوام بھی ان کے ساتھ ہیں حکومت پاکستان قابل مبارک باد ہے، کہ ماضی میں عید کے تعین میں جو جھگڑے اٹھتے تھے حکومت نے اس کی جڑوں کو ہی اکھاڑ پھینکا ہے، رؤیت ہلال کے سلسلے میں خلفشار کی یوں تو بہت سی وجوہ ہیں لیکن ان میں سی دو بے حد اہم رہی ہیں، ایک تو رؤیت ہلال کے سلسلے میں علاقہ وار اور ضلع وار انتظامات نہیں تھے جو کسی مرکز کے ماتحت ہوں اور اس طرح رؤیت کے فیصلوں میں وحدت قائم ہو سکے مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کے قیام سے ان علاقائی تنازعات کا خاتمہ ہو گیا ہے۔

اس ضمن میں خلفشار کی دوسری بڑی وجہ ایسے انتظام کی کمی رہی ہے جس میں فلکیاتی حساب اور شریعت دونوں کے تقاضے پورے ہوتے ہوں۔ پاکستان میں یہ کمی ابھی باقی ہے جب کہ دوسرے اسلامی ممالک میں اس کو کافی حد تک دور کیا جا چکا ہے، یہی کمی ہے کہ اس مرتبہ بھی رؤیت ہلال کمیٹی اپنے قابل تحسین کارناموں کے باوجود حساب اور شریعت کے تقاضوں سے کماحقہ عہدہ برآ نہیں ہو سکی۔ پاکستان کے کئی علاقوں میں ۲۹ رمضان کو چاند نظر آ گیا تھا لیکن رؤیت ہلال کمیٹی اس کیا طلاع ملنے سے قبل عید کا چاند نظر آنے کے حتمی فیصلے پر پہنچ چکی تھی (پاکستان ٹائمز راولپنڈی، ۲۰ اکتوبر ۱۹۷۴ء)۔ اگر فلکیاتی حساب سے مدد لی گئی ہوتی تو یقیناً چاند کے نظر آنے کی قوی امکانات ان کے سامنے ہوتے اور وہ محض ایک ''شرک موہوم'' کے خلاف جہاد کے جذبہ کے تحت شرعی شواہد سے صرف نظر کرنے کے مرتکب نہ

ہوتے۔ یہ کمی انشاء اللہ مکہ مکرمہ میں رابطہ اسلامی کی رصدگاہ کا قائم ہونے سے دور ہو جائے گی اور عالم اسلامی تقویمی وحدت کو اپنا کر فلکیاتی حساب اور شریعت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے قابل ہو سکے گا۔

مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کے فیصلے کو جو پہلو قابل ستائش ہے وہ ہے ملک بھر میں ایک ہی دن عید منانے کا عزم، اس عزم کو زک پہنچانے کے سلسلے میں بعض حلقوں نے ماضی میں ''اختلاف مطالع'' کے مسئلہ کا سہارا لیا ہے اور اندیشہ ہے آئندہ بھی وہ اسی پر تکیہ کریں گے۔ یہ لوگ ''اختلاف مطالع'' کو فقہی اور شرعی حیثیت دے کر ایک ہی دن عید منانے کی کوششوں کو فعل عبث یا ایک معصوم طفلانہ تمنا کا نام دینے کی کوشش کریں گے، چنانچہ ضرورت ہے کہ اختلاف مطالع کی شرعی حیثیت کا تفصیلی جائزہ لیا جائے۔

اختلاف مطالع کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ مذاہب اربعہ نے اس کو کہاں تک معتبر سمجھا ہے۔ اس سوال کا جواب مفتی مصر شیخ احمد عبدالعال الہریدی نے اپنے ایک مقالے ''تحدید اوائل الشهور العربیه وتوحید مواعید الصوم والاعیاد ''میں تفصیل سے دیا ہے۔ یہ مقاله الفکر الاسلامی ، کے شوال ۱۳۸۹ھ صفحات ۱۰۔۲۴ کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔

مفتی صاحب نے اپنے مقالے کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے پہلے حصے میں تمہیدی مسائل سے بحث کی ہے اور دوسرے حصہ میں اختلاف مطالع کے بارے میں مذاہب اربعہ کے مسالک پر روشنی ڈالی ہے طوالت کے خوف سے پورے مقالے کا ترجمہ نہیں کیا گیا، صرف دوسرے حصہ کا ترجمہ قارئین کی نظر کیا جا رہا ہے، البتہ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر مقالے کے حصہ اول کے مباحث کا خلاصہ تمہید کے طور پر شامل کیا جاتا ہے۔ (مترجم)

اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا تھا کہ عبادات کے اوقات کے تعین میں سہولت کے لیے ان میں سے بعض کو سورج کی گردش سے متعلق کر دیا اور بعض کو رؤیت ہلال سے۔ پانچوں نمازوں کے اور سحری اور افطار کے اوقات سورج سے وابستہ کر دیے گئے تو روزوں، عید الفطر، حج اور قربانی کے ایام کا تعین رؤیت ہلال سے متعلق رکھا۔ لیکن چونکہ کرہ ارض پر ہر علاقے کا محل وقوع مختلف ہے چاند اور سورج کی گردش اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ نظام کے تحت ایک متعین حساب سے ہوتی ہے، اس لیے سورج کے طلوع وغروب اور رؤیت ہلال کا ہر علاقے میں مختلف ہونا لازمی ہے، نمازوں کے اوقات اور سحری اور افطاری کے اوقات میں تمام اسلامی دنیا میں وحدت ممکن نہیں تھی اس لئے علمائے امت کا اس پر اجماع قرار پایا کہ اختلاف مطالع شمس کا اعتبار لازمی ہوگا، ہر علاقے میں اسی علاقے کے حساب سے طلوع وغروب کا اعتبار ہوگا اور اس پر کسی دوسرے علاقے کے طلوع وغروب کی پابندی نہیں ہوگی۔

اگر چہ چاند کا بھی یہی حال ہے، کہ اس کے روزانہ طلوع وغروب میں اور ماہانہ رؤیت ظہور میں مختلف علاقوں میں تفاوت پایا جاتا ہے تاہم جن عبادات کے اوقات کے تعین کا مسئلہ چاند کی حرکت سے وابستہ ہے وہ ان عبادات کے اوقات کے تعین سے مختلف ہے، جو سورج کی حرکت سے متعلق ہیں، دونوں کے اوقات میں اتنا بڑا فرق ہے۔ کہ کسی طرح بھی ان کو مماثل قرار نہیں دیا جا سکتا، ایک تو یہ کہ چاند سے متعلقہ اوقات عبادات چاند کی روزانہ گردش سے وابستہ نہیں بلکہ ان کا تعلق ماہانہ گردش سے ہے جب کہ سورج سے متعلق اوقات، عبادات اس کی روزانہ گردش پر مبنی ہیں، دوسرے سورج سے متعلقہ اوقات عبادات میں درمیانی وقفے بہت مختصر ہیں جو گھنٹوں یا منٹوں کے حساب سے کیے جا سکتے ہیں جبکہ چاند سے متعلقہ اوقات عبادات میں وقفے طویل ہیں جو مہینوں کے حساب سے شمار

ہوتے ہیں۔

اسی تفاوت کی وجہ سے جہاں سورج کی گردش سے متعلقہ اوقات عبادات کے سلسلے میں علماء اختلاف مطالع شمس کے معتبر ہونے پر کلی طور پر متفق ہیں وہاں چاند کی گردش سے متعلقہ اوقات عبادات کے تعین میں اختلاف مطالع قمر کے معتبر ہونے پر شدید اختلافات رائے موجود ہے حتی کی جمہور کے نزدیک اختلاف مطالع قمر معتبر نہیں ہے۔

جمہور کے نزدیک رؤیت ہلال کا حکم اجتماعی ہے انفرادی نہیں اس لئے علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ روزوں کے واجب ہونے پر مکلّف کے لیے رؤیت شرط نہیں چنانچہ اندھے اور ایسے قیدی وغیرہ جن کیلئے چاند دیکھنا ممکن نہیں ان پر بھی روزے واجب ہوتے ہیں، یہ بات نصوص شرعیہ کے الفاظ سے بھی ظاہر ہوتی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے عمل سے بھی رسول اللہ ﷺ نے بعض کی رؤیت پر تمام مسلمانوں کو روزے رکھنے کا حکم دیا۔

دراصل اس مسئلے ہر علماء میں جو اختلاف پیدا ہوا اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے یہ سمجھا کہ اسلام میں چونکہ استطاعت زمانی اور جغرافیائی کے لحاظ سے مختلف ہوسکتی ہے اس لیے اس کے احکام بھی مختلف ہوں گے۔ چنانچہ انہوں نے نتیجہ نکالا کہ جب ہر علاقے میں رؤیت مختلف ہوگی تو اہلیت وجوب میں بھی اختلاف ہوگا، دوسرے اس سلسلے میں انہوں نے چاند سے متعلقہ ایام عبادات کو سورج سے متعلقہ اوقات عبادات سے مماثل قرار دے کر اختلاف مطالع قمر کو اختلاف مطالع شمس پر قیاس کر ڈالا۔ تیسرے یہ کہ انہوں نے حدیث کریب ؓ میں عبداللہ ابن عباس ؓ کی تعبیر کو حدیث کا درجہ دے ڈالا۔ (حدیث کریب ؓ کی تفصیل آگے آئے گی)۔

غور کیا جائے تو اختلاف رائے کی بنیادیں درحقیقت اجتہاد پر اور کتاب وسنت میں

نظر اور فہم پر رکھی گئی ہیں، اور یہی وہ بنیاد ہے جس پر فقہ اسلامی کی عظیم عمارت قائم ہے، کیا یہ ہمارا فرض نہیں کہ ان فقہاء مجتہدین کے مسلک پر عمل کرتے ہوئے وسعت نظر سے کام لے کر مختلف آراء میں سے ان کو اختیار کریں جوامت مسلمہ کے مصالح ومقاصد کیلئے زیادہ مفید ہوں۔

آج کے امت مسلمہ سینکڑوں سال کے مغربی استعمار کے بوجھ سے نکل کر آزادی کا سانس لینے کے قابل ہوئی ہے تاہم ہم ابھی تک مختلف قوموں اور قبائل میں بٹے ہوئے ہیں۔ آج جب اقتصادی وسیاسی، اجتماعی اور دینی وحدت کی کوشش ہو رہی ہیں اور استعماری اثرات کو ختم کرنے کی جد جہد ہو رہی ہے اس کا تقاضا ہے کہ علماء دینی مسائل وشعائر کے سلسلے میں اختلاف وخلفشار کے سرچشموں کے ہمیشہ کیلئے بند کر دیں۔

قمری مہینوں کی پہلی تاریخوں کے تعین کے بارے میں علماء کے مابین اختلاف کافی شدید ہے۔ وہ اس بات پر متفق نہیں ہو پائے کہ شریعت کی مبادیات اور فقہ اسلامی کے احکام کی روشنی میں ایک ہجری تقویم وضع کی جائے جس پر تمام ممالک کے مسلمان عمل کریں اور اس کی بنیاد پر ان عبادات کی ادائیگی میں جن کا اس مسئلے سے تعلق ہے۔ مسلمانوں کے مظاہر دینی میں وحدت قائم ہو سکے اور اپنے دینی تہواروں اور عیدوں کی ادائیگی میں ان کے دلوں کو یہ اطمینان حاصل ہو جائے کہ انہوں نے یہ عبادات صحیح اوقات میں ادا کی ہیں اور اس بارے میں کوئی شک اور تذبذب باقی نہ رہے۔

اس میں کیا شک ہوسکتا ہے کہ ایسی وحدت سارے کرہ ارضی پر پھیلتے ہوئے اسلامی ممالک اور اقوام کے مابین روابط کو مستحکم کرنے کا سب سے مؤثر عامل بن سکتی ہے اور یہی وحدت مسلمانوں کو صفوں میں جمعیت اور اتحاد کا راستہ ہموار کرے گی،

ذیل کی سطور میں ہم چاند کے مطالع کے اختلاف کے معتبر ہونے کے بارے میں

علماء کی آراء کا تفصیلی جائزہ لیں گے۔ پھر ہم اس رائے کی نشاندہی کریں گے جو زیادہ ٹھوس بنیادوں پر قائم ہوگی اور جو مسلمانوں کے احوال کے مطابق اور ان کی بہبود کی ضامن ہوگی۔

حنفی مذہب: الدر المختار شرح تنویر الابصار میں ہے "اختلاف مطالع قطعاً معتبر نہیں اور اہل مشرق اہل مغرب کی رویت کے پابند ہونگے۔"

اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد جس میں عموم خطاب پایا جاتا ہے۔ وہ حدیث مبارک (صوموا لرؤیتہ) میں لرؤیۃ کے الفاظ کے عموم کی وجہ سے مطلق رؤیت کے متعلق ہے کسی بھی قوم کی رؤیت پر، جس پر یہ لفظ صادق آتا ہو، اس حکم کے عموم کی وجہ سے متعلقہ امور ثابت ہو جاتے ہیں، چنانچہ سب پر روزے واجب ہو جائیں گے۔ کیونکہ وجوب عام ہے۔ اس کے برخلاف سورج کی گردش اور اس کی پانچوں نمازوں کے اوقات سے نسبت کے سلسلے میں زوال اور طلوع وغروب کا یہ حکم نہیں کیونکہ قاعدہ ہے کہ کوئی امر جو وجوب کے عموم سے وابستہ ہو محض اس بات پر ثابت نہیں ہو جاتا کہ خطاب شارع میں اس کا ذکر موجود ہے۔

اکثر مشائخ حنفیہ نے اسی رائے کو اختیار کیا ہے اور اس پر فتوی ہے۔ (اس کے برعکس) یہ بھی کہا گیا ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار اس لیے ہے، کہ اس کا سبب "شھر" (مہینہ) ہے چنانچہ کسی قوم کے چاند دیکھ لینے پر ان کے ہاں اس کا جو انعقاد ہوتا ہے دوسرے لوگ جن کے ہاں مطلع مختلف ہے اس کے پابند نہیں ہیں، زیلعی نے تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں اسی رائے کو اختیار کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

قرین قیاس یہی ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے کیونکہ ہر قوم سے خطاب

اسی چیز سے کیا جاتا ہے جو ان کے ہاں موجود ہو، سورج کی شعاعوں سے ہلال کی دوری مختلف علاقوں میں مختلف ہے، جسے کہ وقت کا آنا جانا ہر علاقے میں مختلف ہے چنانچہ اگر مشرق میں سورج ڈوب جاے تو اس یہ لازم نہیں آتا ہے کہ مغرب میں بھی ڈوب گیا۔ اسی طرح طلوع فجر اور غروب شمس کا مسئلہ ہے بلکہ جب بھی سورج ایک درجہ حرکت کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں ایک قوم کے لیے طلوع فجر کا وقت ہوتا ہے تو ایک کے لئے طلوع شمس کا، کچھ کے لیے غروب کا وقت اور کچھ کے لیے آدھی رات۔

اوپر کی بحث (اور دونوں آراء) کا ماحصل یہ ہے کہ حنفی مذہب میں راجح رائے اور مفتی بہ قول یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے۔ اور اھل مغرب کی رویئت کے اھل مشرق بھی پابند ہیں جہاں تک ان چند حنفی فقہاء کے رائے کا تعلق ہے جن کا تتبع زیلعی نے کیا ہے تو اس کی بنیاد یہ ہے کہ اختلاف کے اعتبار میں مطالع قمر کا قیاس کیا گیا ہے، اور جیسا کہ راجح رائے کے ضمن میں بیان ہوا یہ قابل نہیں، اس کی مزید تفصیل ذیل میں آئے گی اور وضاحت کی جائے گی کہ اس مسئلہ میں قیاس کیوں کر ممکن ہے۔

مالکی مذہب: خطاب نے مواھب الجلیل میں لکھا ہے: مشہور مذہب یہی ہے کہ رمضان کے ثبوت کا حکم ہر اس شخص کے لیے ہوگا جس تک یہ حکم پہنچ جائے، بشرطیکہ یہ دو عادل گواہوں یا اس سے زیادہ کی شہادت کے ساتھ پہنچے۔

اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کہ یہ ثبوت حاکم عام یعنی خلیفہ کے سامنے طے پایا ہو یا محدود اختیارات کے حامل حاکم خاص مثلاً امیر یا قاضی کے سامنے طے ہوا ہو، ابن ماجشون نے لکھا ہے کہ "جب شہادت حاکم خاص کے سامنے پیش ہوئی ہو۔ تو یہ ہر شخص کے لیے لازمی نہیں

ہوگا اس کے پابند صرف وہ لوگ ہونگے جو اس حاکم کے حلقہ اختیار میں شامل ہوں ان کے لیے یہ حکم عام ہوگا۔"

(ابن ماجشون کا قول نقل کرنے کے بعد) خطاب نے مزید تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے: ابن عرفہ کا قول ہے ابوعمر یعنی ابن عبدالبر کا کہنا ہے کہ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ رؤیت کا حکم دور کے علاقوں پر جاری نہیں ہوگا مثلاً اندلس کا خراسان پر۔

ابن جزی نے القوانین الفقہیہ میں لکھا ہے کہ دور کے علاقے مثلاً حجاز اور اندلس ایک دوسرے کی رؤیت کے پابند نہیں ہونگے، اس پر اجماع ہے اوپر جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ مالکیوں کے ہاں مطالع قمر کے قوانین کے بارے میں تین رائیں ہیں۔

(۱) اول اختلاف مطالع کا مطلقا اعتبار نہیں۔ اگر حاکم ثبوت رمضان دیدے تو علاقے قریب ہو یا دور سب جگہ حکم جاری ہوگا۔ حاکم عام ہو یا خاص جب صحیح اور قابل اعتماد ذریعے سے یہ حکم ان تک پہنچ جائے تو اسلامی ممالک کے تمام لوگوں کے لیے اس حکم کی پابندی لازمی ہوگی۔

(۲) دوم۔ اختلاف مطالع صرف اس صورت میں معتبر ہے کہ جب رؤیت ثابت ہوجائے اور حاکم خاص رمضان کے ثبوت کا حکم دے دیں تو یہ حکم عام نہیں ہوگا، اس کے پابند صرف وہی لوگ ہونگے، جو اس حاکم کے ولایت میں ہیں، لیکن اگر حاکم عام کے سامنے ثابت ہو تو یہ تمام ملکوں کے لیے لازمی ہوگا علاقے خواہ قریب ہو یا بعید۔

(۳) سوم: اختلاف مطالع صرف ان علاقوں میں معتبر ہوگا جو بے حد دو ہیں جیسے اندلس حجاز سے جب رمضان اندلس میں ثابت ہو تو حجاز کے لوگ اس فاصلے کی بنا پر اس ثبوت کے پابند نہیں ہوگے۔ البتہ قریبی علاقوں میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہوگا اور ان میں

حکم عام ہوگا، خواہ حاکم عام ہو یا خاص، اس صورت میں دوری اور نزدیکی کا سوال پیدا نہیں ہوگا۔

ابن عبدالبر نے اسی (تیسری) رائے پر مالکیوں کا اجماع نقل کیا ہے البتہ مالکیوں کے ہاں اس کی وضاحت موجود ہے کہ ان کے ہاں ابن عبدالبر کے اجماعات اور ابن رشد کے اتفاقات قابل اعتماد نہیں۔ چنانچہ خطاب نے لکھا ہے کہ پہلی رائے مشہور فی المذاہب ہے اور جیسے کہ وہ لکھتا ہیں کہ وہ اپنی کتاب میں صرف انہی اقوال پر کتفاء کریں گے جن پر مالکیہ کا فتویٰ ہے۔ لہذا ان کے لحاظ سے بھی پہلی رائے ہی مشہور فی المذاہب اور مفتی بہ ہے۔ پھر یہ کہ تیسری رائے کے مقابلے اور معارض راویوں کا وجود ابن عبدالبر کے اس دعوی کی کہ تیسرے رائے پر اجماع ہے عدم صحت کی دلیل ہے۔ تاہم مالکیوں کے نزدیک یہ مسئلہ اس صورت کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا کہ جہاں حاکم رؤیت کے ثبوت کا حکم دے چکا ہو۔

شافعی مذہب: تقی الدین ابن السبکی نے اپنے رسالے العلم المنشور فی اثبات الشہور میں لکھا ہے یہ قول کہ ہر علاقہ مطلقاً اپنی رؤیئت کا پابند ہے، ضعیف ہے۔ کیونکہ سعید بن منصور نے اپنی مصنف میں ابی عمیر بن انس سے سند صحیح سے روایت کی ہے کہ میرے چچاؤں نے جو انصاری تھے اور صحابی تھے بیان کیا کہ شوال کے چاند کے روز بادل تھے اس لیے صبح ہم نے روزے رکھے۔ دن کے آخر میں کچھ گھوڑا سوار آئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ لوگ روزے توڑ دیں اور اگلے روز عید کے لیے نکلیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ دو اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آخر رمضان میں آئے اور آپ ﷺ کے سامنے انہوں نے حلفیہ گواہی دی کہ گزشتہ رات چاند دیکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ روزے کھول لیں۔

اس مسئلے میں کم سے کم فاصلے کی جو شرط رکھی گئی وہ بھی کمزور ہے کیونکہ ہر اس علاقے کا اعتبار جس کا دوسرے سے پوشیدہ رہنا مقصود نہیں ہوسکتا تو صحیح ہے لیکن ساری اقلیم کا اعتبار ضعیف ہے، جب ایک علاقہ میں چاند دیکھ لیا جائے تو اس کا تمام علاقوں کے لیے واجب اور لازم ہونا تو بالکل ہی ضعیف ہے۔ کیونکہ عمر بن الخطابؓ اور خلفائے راشدین میں سے کسی سے بھی یہ منقول نہیں کہ جب انہیں چاند نظر آجاتا تو وہ دنیا بھر کو اس کے بارے میں لکھتے۔ اگر یہ لازمی ہوتا تو ان اصحاب کا دین سے جو لگاؤ تھا اس کے پیش نظر وہ ضرور ایسا کرتے۔

یہ یقینی طور پر معلوم ہے کہ چاند بعض علاقوں میں نظر آتا ہے، اور دوسرے علاقوں میں اس کی رؤیت ممکن نہیں جیسا کہ یہ بات یقینی ہے کہ سورج کسی مقام پر غروب ہو چکا ہوتا ہے تو دوسری جگہ ابھی غروب نہیں ہوا ہوتا۔ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ نمازوں کے اوقات میں ہر قوم کے نزدیک ان کے فجر، زوال اور غروب کے اپنے اوقات ہی معتبر ہیں اور وہ دوسروں کے احکام کے پابند نہیں۔ اس وجہ سے بھی کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اسی کے معروفات کے مطابق خطاب کرتا ہے۔

النووی نے المجموع شرح المہذب میں لکھا ہے کہ: ''تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب رمضان کا چاند کسی علاقے میں نظر آئے اور دوسرے کسی علاقے میں نہ آئے تو اگر یہ علاقے ایک دوسرے کے قریب ہوں تو ان کا حکم ایک علاقے کا ہوگا اور اس بارے میں کو اختلاف نہیں۔ لیکن اگر یہ علاقہ ایک دوسرے سے دور ہوں تو دو صورتیں مشہور ہیں اور ان میں سے زیادہ صحیح یہ ہے کہ دوسرے علاقے کے لوگوں پر روزہ واجب نہیں ہوگا۔ دوسری صورت کے لحاظ سے واجب ہوگا۔ دوری اور قربت کے اعتبار میں تین صورتیں دیکھی جاتی ہیں۔ پہلی جو صحیح ہے وہ یہ ہے کہ دوری کی بنیاد ان دو علاقوں کے درمیان اختلاف مطالع پر ہے۔ یہ بات

کئی علاقوں مثلاً حجاز، خراسان اور عراق وغیرہ پر صادق آئے گا (دوسری صورت یہ ہے کہ)
قرب کی بنیاد اس پر ہے کہ ان علاقوں میں اختلاف مطالع نہ ہو مثلاً بغداد کوفہ، ری اور قزوین
وغیرہ۔ تیسری صورت یہ ہے کہ دوری اور نزدیکی کے فیصلہ کی بنیاد اقلیم کے اتحاد اور اختلاف
پر ہے اگر اقلیم ایک ہی ہے جیسے بغداد اور دمشق تو وہ دور کہلائیں گے۔ تیسری صورت میں
دوری کا اندازہ قصر کی مسافت اور اس سے زیادہ کے حساب سے ہوگا۔ اگر مسافت قصر سے کم
ہو تو علاقے قریب شمار ہوں گے۔ یہ بحث جاری رکھتے ہوئے آخر میں امام نووی لکھتے ہیں:

حاصل کلام یہ ہے کہ اس مسئلے میں چھ سورتیں بنتی ہیں۔

(۱) زمین پر کہیں بھی چاند نظر آجائے تو زمین کے باشندے اس کے پابند ہوں
گے۔ اس صورت کو ابن السبکی نے ضعیف قرار دیا ہے۔

(۲) کسی اقلیم کے علاقے میں چاند نظر آجائے تو اس اقلیم کے تمام باشندے اس
کے پابند ہوں گے لیکن دوسرے نہیں۔

(۳) کسی علاقے میں چاند نظر آجائے تو جس علاقے کا مطلع یہ ہو وہ چاند والے
علاقے کی رؤیت کا پابند ہوگا۔ لیکن دوسرے نہیں اور یہ سب سے زیادہ صحیح صورت ہے۔

(۴) ہر وہ شہر جس کا بغیر کسی عارض کے کسی دوسرے شہر کے باشندوں سے اوجھل
ہونا ناممکن ہو آپس میں ایک دوسرے کی رؤیت ہلال کے پابند ہوں گے لیکن دوسرے نہیں،
ابن السبکی نے اسے بہتر قرار دیا ہے۔

(۵) قصر کی مسافت سے کم کے علاقے ایک دوسرے کی رؤیت کے پابند ہیں
لیکن دوسرے نہیں۔

(۶) رؤیت کے پابند صرف اس علاقے والے لوگ ہونگے۔ جہاں رؤیت ہوئی

باقی نہیں ابن السبکی نے اشارہ کیا ہے کہ دوسرا (کذا: بہتر ہے، پہلا، پڑھا جائے) ۔

پانچواں اور چھٹا قول ضعیف ہے۔ان کے نزدیک بہتر اور قابل اعتماد دورائیں ہیں اور مطلع میں موافقت کا اعتبار اس بنیاد پر ہوگا کہ جہاں دو یا زیادہ علاقے ایک ہی خطہ پر واقع ہوں اوران کے ایک دوسرے سے اوجھل ہونے کا تصور نہ ہوسکتا ہو

،ابن السبکی نے اختلاف مطالع کے مخالفین کے قول کے رد میں جو توجیہ پیش کی ہے اس پر بحث آئندہ آئے گی۔

حنبلی مذہب ابن قدامہ نے المغنی میں اس عنوان کے تحت لکھا ہے:

''جب ایک شہر (علاقے) کے لوگوں نے چاند دیکھ لیا تو تمام علاقوں کے لوگوں پر روزہ لازم ہوگا''

یہ قول لیث کا اور امام شافعی کے بعض اصحاب کا ہے اوراس نے ذکر کیا ہے کہ مخالفین جو اختلاف مطالع کے معتبر ہونے کے قائل نہیں انہوں نے حدیث کریبؓ سے استدلال کیا ہے ☆،جس کا اور ذکر ہو چکا ہے اور یہ دلیل دی ہے کہ جب ابن عباسؓ سے کہا گیا کہ کیا معاویہؓ کی رؤیت اورروزے رکھنا کافی نہیں تو انہوں نے کہا: نہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس طرح ہی حکم فرمایا ہے''

☆حضرت کریبؓ سے روایت ہے کہ ام الفضل بنت الحارثؓ نے انہیں شام حضرت معاویہؓ کے پاس کسی کام سے بھیجا، وہ کہتے ہیں کہ میں شام پہنچا اوران کا کام کرلیا وہیں رمضان کا چاند ہوگیا، میں ابھی شام میں ہی تھا کہ جمعہ کی رات کو میں نے ہلال دیکھا، پھر میں وہاں سے چل پڑا اور مہینہ کے آخر میں مدینے پہنچا، مجھ سے ابن عباسؓ نے دریافت

فرمایا: تم نے چاند کب دیکھا.... میں نے کہا: جمعہ کی رات کو..... پوچھا تم نے خود دیکھا تھا، میں نے کہاں جی ہاں اور بھی تمام لوگوں نے دیکھا انہوں نے بھی روزہ رکھا اور حضرت معاویہؓ نے بھی ابن عباسؓ نے فرمایا: ہم نے تو ہفتہ کی رات کو چاند دیکھا، تو ہم تو روزے رکھتے رہیں گے یہاں تک کہ تیس پورے ہو جائیں گے یا چاند نظر آئے۔ میں نے پوچھا: کیا حضرت معاویہ کی رؤیت پر ان کے روزے کافی (ثبوت) نہیں۔ انہوں نے کہا، ہمیں تو رسول اللہ ﷺ کا یہی حکم ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو"

اس کے بعد ابن قدامہ لکھتے ہیں:

ہماری دلیل حکم خداوندی ہے: **فمن شهد منكم الشهر فليصمه** (جس نے اس مہینہ کو پایا تو وہ اس میں روزے رکھے) اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب ایک اعرابی نے آپ ﷺ سے کہا" کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ سال کے اس مہینہ میں روزے رکھیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔

رمضان کے مہینے میں تمام مسلمانوں پر روزے واجب ہونے پر اجماع ہے اور جب ثقہ لوگوں کی گواہی کی بنیاد پر یہ ثابت ہو جائے کہ اس روز رمضان کا دن ہے تو اس بنیاد پر تمام مسلمانوں پر اس روز روزہ واجب ہوگا، رمضان کا مہینہ دو ہلالوں کے مابین وقت کا نام ہے۔ قرضہ کا واجب الادا ہونا، طلاق کا وقوع، غلاموں کی آزادی، نذر کا وجوب وغیرہ تمام احکام کے ضمن میں اس روز کے احکامات ثابت ہوتے ہیں تو نص اور اجماع کی بنیاد پر اس دن کا روزہ بھی واجب ہوگا۔ پھر اس وجہ سے بھی کہ ایک عادل گواہ نے رؤیت کی شہادت دی ہے تو روزہ واجب ہو گیا۔ اسی طرح جیسا کہ دو شہروں کے قریب ہونے کی صورت میں ہونا۔

جہاں تک حدیث کریبؒ کا تعلق ہے تو وہ صرف اس بات کی دلیل ہے کہ ابن عباسؓ

نے تنہا کریبؓ کے قول پر افطار نہیں کیا اور ہم بھی اس کے قائل ہیں۔ اختلاف البتہ اس بات پر ہے کہ (رمضان) کے پہلے روز کی قضاء واجب ہوئی یا نہیں، ظاہر ہے حدیث میں اس مسئلے سے بحث نہیں کی گئی اپنے مخالفین کا جواب دیتے ہوئے جو کہتے ہیں کہ ہلال کا مسئلہ وہی ہے جو سورج کے طلوع وغروب کا ہے اور جیسا کہ مسلم ہے کہ سورج کے طلوع وغروب کے بارے میں ہر علاقے کیلئے اپنا اپنا حکم ہے۔ چنانچہ یہی حکم ہلال کا ہے۔ حنبلی قاضی ابویعلی نے لکھا ہے:

''ہر روز طلوع وغروب کی رعایت کی تکرار کی وجہ سے تکلیف میں مشقت شامل ہو جاتی ہے جس کی ان عبادات کی قضا متقاضی ہوتی ہے، ہلال رمضان سال میں ایک مرتبہ آتا ہے۔ اس لئے ایک روز کی قضا میں اتنی بڑی مشقت اور حرج نہیں ہے روزے کے مسئلے کی بنیادی دلیل اس کی متقاضی ہے کہ اس کے وجوب میں برابری ہو یعنی یہ سب کیلئے عام ہو''

یہ ہیں چاروں مذاہب کے فقہاء کی آراء جن پر اکثر اسلامی ممالک میں عمل کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ یہ مسئلہ کے دونوں رخوں کا ملخص ہے

ایک رخ جس پر جمہور کا عمل ہے، چاند کا مطالع کے اختلاف کے عدم اعتبار کا ہے۔ یعنی اگر کسی بھی اسلامی علاقے میں رویت ہلال کا شرعی ثبوت مل جائے تو تمام اسلامی ممالک کے باشندوں پر لازم ہوگا کہ وہ اس رویت کے نتائج کی پابندی کریں بشرطیکہ اس کا ثبوت صحیح اور قابل وثوق طریقے سے بہم پہنچ جائے۔

دوسرا رخ وہ ہے جسے امام شافعی اور ان کے اکثر اصحاب نے اختیار کیا ہے۔ ان کے مطابق مطالع کے اختلاف کا اعتبار ہوگا۔ راجح رائے کے مطابق ان کے نزدیک ایک اسلامی شہر کی رویت کے پابند صرف اسی شہر کے لوگ ہوں گے جہاں رویت ہوئی یا وہ لوگ ہوں گے جن کے شہروں کا مطلع رویت والے شہر کے مطلع سے مشترک ہے یا وہ ہوں گے جن

کے ہاں رؤیت کا اوجھل ہونا ممکن نہ ہو۔

ظاہر ہے پہلی رائے اپنے دلائل کی بنا پر راجح ہے اور اس پر عمل مسلمانوں کی مصالح سے قریب تر ہے، کیونکہ روزوں، حج، قربانی کی عبادتوں اور عیدوں اور دینی تہواروں کی ادائیگی میں یکسانیت مسلمانوں کے اتحاد اور اتفاق میں مدد دے گی دوسری رائے کے حامل لوگوں نے جن دلائل کا سہارا لیا ہے وہ نا قابل قبول ہیں اور ان میں بحث اور اختلاف رائے کی کافی گنجائش ہے۔

حدیث کریبؓ کے سلسلے میں ہم اس سے قبل ابن قدامہ کا وہ قول نقل کر آئے ہیں جس میں بڑی وضاحت سے انہوں نے اس کا رد کیا ہے۔

جہاں تک چاند کے مطالع کے اختلاف کو سورج کے مطالع کے اختلاف کے اعتبار جس پر سب کا اتفاق ہے قیاس کرنے کا تعلق ہے اور جسے احناف میں سے زیلعی نے اور شوافع میں سے ابن السبکی نے اختیار کیا ہے اس کے بارے میں ہم حنبلی مذہب کی بحث کے دوران ذکر کر چکے ہیں کہ قاضی ابویعلی نے اس کی تردید کی ہے۔

قاضی ابویعلی کا کہنا ہے کہ سورج کے مطالع کے اختلاف کو جو اعتبار کیا گیا اور ہر قوم کیلئے اس کے اپنے اوقات کی پابندی کا جو حکم دیا گیا اس کی غرض یہ ہے کہ لوگوں کو حرج اور مشقت سے بچایا جائے ورنہ عبادات کی ادیگی میں ان شہروں کے لوگوں کو قضا دینی پڑتی جب دوسرے شہروں کی توقیت اور اس کے حکم کے پابند ہوتے۔ اس کے برعکس چاند کا مطالع کی صورت دوسری ہے، ان کے اختلاف کا اعتبار نہ کرنے سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی ممنوع لازم آتا ہے۔ کیونکہ سال بھر رمضان کا مہینہ صرف ایک ہے۔ حکم رؤیت پر عمل سے دوسرے علاقوں پر اگر قضا لازم آتی ہے تو صرف ایک روز کی یعنی

رمضان کے پہلے روزے کی اور وہ بھی اس صورت میں جب لوگوں کو رؤیت کا ثبوت اسی روز نہ ملا ہو جس روز رؤیت والے شہر میں چاند دیکھا گیا۔ اور ایک دن کی قضا میں اتنا بڑا حرج نہیں۔

پھر یہ بات پچھلے زمانوں میں تو متوقع اور ممکن تھی جب کہ مواصلات اور خبر کے ذرائع اس حد تک ترقی یافتہ نہیں تھے جیسا کہ ہمارے دور میں ہیں۔ آج یہ بات آسان ہے اور عملاً ممکن ہے کہ کسی واقعہ کے وقوع کے بعد چند لمحات کے اندر اندر دنیا کے تمام کونوں اور دور دراز مقامات تک اس کی خبر پہنا دی جاتے۔

اگر اسلامی ممالک کے بالکل مغربی کونے میں غروب کے وقت رؤیت ثابت ہو جائے اور مثال کے طور پر وہاں چھ بجے وقت ہو تو اگر یہ خبر ریڈیو پر نشر کی جائے تو فلپائن اور ملایا کے لوگوں کو جو اسلامی ممالک کے عن مشرقی کونے پر ہیں فجر سے پہلے پہلے مل جائیگی ۔ یہ اتنی مدت ہے جو رمضان کے سحری کے تناول اور نیت صوم کیلئے کافی مہلت دے دیتی ہے۔ یہ تو اس صورت میں ہے کہ جب ان علاقوں میں نو گھنٹوں کا فرق ہے، دوسرے اسلامی علاقے تو اس سے بھی قریب ہیں اور وہاں یہ خبر فجر سے بہت پہلے مل سے گی۔ اس مہلت کی مدت مغرب کی طرف اور زیادہ ہوگی اور وہاں توقیت کا فرق بھی کم ہوگا۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ اور خلفائے راشدین ثبوت رؤیت کے بارے میں دوسرے علاقوں کو نہیں لکھا کرتے تھے حلانکہ انہیں دین سے شدید لگاؤ تھا تو اس سلسلے میں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ جہاں تک قریبی علاقوں کا تعلق ہے وہاں لکھنے کی ضرورت نہیں تھی خبر ویسے ہی پہنچ جاتی تھی۔ اور جہاں تک دور کے علاقوں کا تعلق ہے وہاں واصلات کی مشکلوں اور خطوط کے بروقت پہنچنے کے امکانات کم ہونے کی وجہ سے لکھنا ویسے بے معنی ہوتا۔ اور شرعی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ جب تک رؤیت کا علم صحیح اور قابل

وثوق ذریعے سے نہ ہو دوسرے شہروں کے لوگوں پر روزہ واجب نہیں ہوتا۔

جہاں اس دلیل کا تعلق ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم سے اسی میں خطاب فرماتے ہیں جو کے وہاں معروف ہو تو یہ ہمارے موقف کی تائید ہی کرتا ہے کیونکہ روزہ اس وقت تک واجب نہیں ہوتا جب تک اس کا علم اور اس پر اطمینان نہ ہو جائے۔

اس موقع پر اس امر کی طرف اشارہ کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ علامہ ابن عابدین نے اپنے رسالہ "تنبیہ الغافل والوسنان علی احکام ھلال رمضان" میں علامہ ابن حجر شافعی کی روایت سے نقل کیا ہے کہ امام شافعیؒ جو اختلاف مطالع کے اعتبار کے قائل تھے، یہ رائے رکھتے تھے، کہ جب کوئی حاکم جو اختلاف مطالع کے معتبر ہونے کا قائل نہ ہو کسی اسلامی شہر رویت کے ثبوت کا حکم دے دے تو دوسرے شہروں پر بھی اس حکم پر عمل کرنا لازم اور شرعاً ان پر روزہ واجب ہوگا کیونکہ اس حکم کے نتیجے میں اگلا دن رمضان کا ہوگا

اس رسالہ میں ہے کہ ایسی صورت میں جب حاکم نے خود چاند دیکھا ہو (یا وہ عدم اعتبار اختلاف مطالع کا قائل ہو) اور وہ رویت کے ثبوت کا حکم دے دے تو امام شافعی کے سوا کسی کے نزدیک مختلف ملکوں میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہوگا اور سب کیلئے اس پر عمل واجب ہوگا، ابن حجر نے بھی اس کا ذکر کرتے ہوئے اس سے اتفاق کیا ہے کیونکہ اس طرح قطعاً یہ رمضان کا دن ہوگا۔

اس طرح ائمہ اربعہ کا اس پر اجماع ثابت ہوجاتا ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار اس صورت میں کس طرح نہیں ہوگا جب کسی اسلامی شہر کے حاکم کے حکم سے رویت ثابت ہو جائے، جب یہ حکم مہینے کے شروع میں پہنچ جائے اور روزوں، عید، حج، قربانی اور دینی تہواروں کی تاریخوں کی خبر دوسرے شہروں میں صحیح طریقے سے پہنچ جائے تو اس صورت میں

شرعی طور پر دوسرے شہروں کے باشندوں پر اس حکم کی پابندی لازمی ہو جاتی ہے، یہ وہ طریقہ ہے جس پر آج کل عمل ہو رہا ہے۔☆

تاہم ہم یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ کسی شہر میں رؤیت کے ثبوت کو، اس کے حکم اور مہینے کے آغاز کی دوسرے تمام اسلامی شہروں میں پابندی کو مؤثر بنانے کیلئے اور روزوں اور عیدوں کے انعقاد کو قابل عمل بنانے کیلئے یہ شرط ضرور اختیار کی جائے کہ دوسرے تمام شہر رؤیت والے شہر کے ساتھ رات کی مدت میں کسی نہ کسی حد تک اشتراک رکھتے ہوں تاکہ ان کے ہاں رات اور دن میں تفاوت زیادہ نہ ہو سکے اور مہینہ آئندہ دن سے شروع ہو سکے اور صبح روزہ رکھا جا سکے۔ اس شرط کے پورے کئے بغیر عمل میں دشواریاں پیش آسکتی ہیں اور رؤیت کی رات سے اگلے دن سے مہینہ شروع نہیں کیا جا سکتا، چنانچہ اگر ہمیں کسی اسلامی شہر سے رؤیت کی خبر طلوع فجر کے بعد ملی یا اگلے روز صبح کے وقت ملی تو اس شہر میں چاند رات سے مہینے کے آغاز پر عمل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اگلے روز سے ہو سکتا ہے، لہذا اس اعتبار سے اسی شہر اور اس جیسے دوسرے شہروں کی نسبت سے اختلاف مطالع کا اعتبار ضروری ہو گا۔

"ھدی الاسلام اردن" (عدد: ۷ مجلد: ۱۸) رجب ۱۳۹۴ھ کی اشاعت میں صفحہ ۹۸ پر سنگاپور ملایا اور انڈونیشیا کے علماء پر اس اعلان کا متن شائع ہوا ہے کہ ان تینوں ممالک میں ہمیشہ ایک ہی تاریخ کو رمضان اور عید الفطر منائی جایا کرے گی۔

اخبار العالم الاسلامی کی ۱۹ مئی ۱۹۷۴ کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ تھائی لینڈ کے مسلمان رؤیت ہلال میں مکہ مکرمہ کا اتباع کرتے ہیں، بنکاک میں سعودی عرب کے سفارتخانہ سے رجوع کیا جاتا ہے اور مکہ مکرمہ سے تار وصول ہونے پر رؤیت کا اعلان کر دیا جاتا ہے، یہ ان ممالک خبریں ہیں جو اسلامی دنیا کے عین مشرقی سرے پر واقع ہے، یہ امر

پر مسرت ہے کہ عالم اسلامی کے باقی ملکوں میں بھی ایک تاریخ کو رمضان اور عید کے انعقاد کے رجحانات قوی ہوتے جارہے ہیں (مترجم)

مجمع البحوث الاسلامیہ ،الازہر نے اپنی تیسری کانفرس میں جو جمادی الاخر ۱۳۸۶ھ مطابق اکتوبر ۱۹۶۶ء میں دوسرے اجلاس میں قرار دادیں منظور کی گئی تھیں وہ انہیں امور کے بارے میں تھیں۔

مفتی صاحب کی شرط کے ساتھ بھی عالم اسلام میں رمضان اور عید وغیرہ میں وحدت قطعاً ممکن ہے، کیونکہ ان میں سے بیشتر علاقے مکہ مکرمہ کے ساتھ رات کے وقت میں اشتراک رکھتے ہیں، لیکن دراصل مسئلہ یہ نہیں، رؤیت ہلال کی یہ باریکیاں صرف رمضان اور شوال کے مہینوں تک محدود نہیں رہنے چاہئے، یہ اہتمام سال بھر ضروری ہے وقت دراصل یہ ہے کہ رمضان اور شوال میں محدود کرتے وقت اس بات کو قطعاً فراموش کر دیا جاتا ہے کہ مسئلہ دراصل تقویم کا ہے اختلاف مطالع کے اعتبار سے تقویم میں جو فرق پڑتا ہے اسے بھی ملحوظ رکھنا چاہیے، خلط بحث اس لیے ہوتا ہے کہ کسی خاص علاقہ میں رویت ہلال کے واقعے کو میلا دہلال کے ساتھ ملا دیا گیا ہے حالانکہ دونوں کو الگ رکھنا چاہیے تھا، اس کی مختصر اوضاحت کیلئے ہم جمال الدین السعدی ،صدر شعبہ فلکیات، جامعہ قاہرہ کی تقریر سے جو انہوں نے اسلامی رصد گاہ کی کمیٹی کے سامنے چند سوالوں کے جواب میں ایک اقتباس سے پیش کرتے ہیں۔

''ایک علمی اور بے حد اہم پہلو یہ ہے کہ سورج چاند کے غروب کا واقعہ مقامی ہے اور اختلاف مکان سے ساتھ بدلتا ہے لیکن نئے ھلال کی پیدائش کا واقعہ عالمی ہے یعنی ہلال تمام سطح زمین کی نسبت سے ایک آن واحد میں پیدا ہوتا ہے لیکن اس کی رویت میں سطح زمین پر دن اور رات کے اوقات کے تفاوت سے فرق پڑ جاتا ہے، ظہور کے اس مقامی واقعہ اور

عالمی واقعہ میں مطابقت پیدا کرنے کیلئے لازمی ہے کہ یا تو گرینچ کی طرح کوئی ایک مقام متعین کرلیا جائے، جہاں سے وقت کا شمار ہوسکے، یا ہم سطح ارضی کے تمام آفاق کا اعتبار کریں ،جب تک جدید آلات رسل ورسائل مثلاً ریڈیو ، ٹیلی ویژن یا ٹیلیگراف وغیرہ ایجاد نہیں ہوئے تھے اس وقت تک دوسرے طریقے پر ہی عمل ہوسکتا تھا اور ہوتا تھا....

(تفصیل کیلئے دیکھئے اخبار العالم الاسلامی، مارچ ۷۴ء)(مترجم)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین آمین

اخوکم فی اللہ

غلام قادر بن سید محمود(مہمند ایجنسی)

الجامعۃ دار العلوم الحقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ پاکستان

حضرت مولانا مفتی غلام قادر صاحب کی دیگر تصنیفات

مؤتمر المصنفین دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک